text dark and light

UNIVERSAL LIBRARY
OU_188950
UNIVERSAL LIBRARY

۲۱۶۹
۵۴ ف
جغرافیہ و تاریخ
کتب خانہ
کلیہ جامعہ عثمانیہ

رہنمائے مسافران ہند

...ked 1978

حصہ اول

جس میں بغرض سہولیت مسافران و سیاحان
ہندوستان کے تمام بڑے اور چھوٹے مشہور مقامات کے
مختصر حالات مع کرایہ ریلوے و دیگر کوائف ضروری
کہ جن کی اطلاع کی ہر مسافر کو حاجت پڑتی ہے درج ہیں

پہلی مرتبہ سنہ ۱۹۰۴ء میں

منشی محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور نے مرتب کیا

کارخانہ پیسہ اخبار لاہور کے خادم التعلیم سٹیم پریس میں
باہتمام منشی محمد عبد العزیز منیجر کے چھپا

قیمت فی جلد عہ

۷۸۶

دیباچہ طبع اوّل

اُردو زبان میں آجتک اس قسم کی کوئی کتاب نہیں تھی کہ جس سے ہندوستان کے مسافروں اور سیاحوں کو اس وسیع مملکت کے مختلف شہروں قصبوں اور ریلوے سٹیشنوں کے ضروری معالات اور قابل دید مقامات کا حال معلوم ہو سکتا۔ جس کے ذریعہ سے تمام ملک کی قابل دید عمارتوں۔ مسجدوں۔ مندروں۔ قلعوں۔ درگاہوں۔ مقبروں۔ شوالوں قدیم وجدید محلات اور سرکاری مکانات کی کیفیت سے واقفیت ہو سکتی جس سے مختلف شہروں کے مابین فاصلہ۔ اور وہاں تک لیجانے والی ریلوے لائنوں اور بڑے بڑے ریلوے سٹیشنوں کا پتہ ملتا۔ اور ساتھ ہی بمبئی۔ کلکتہ۔ اور مدراس سے ہندوستان کے ہر شہر تک اول دویم اور سوم درجہ کا ریل کا کرایہ بھی معلوم ہو سکتا۔ اور قدیم شہروں اور قدیم عمارتوں کے تاریخی حالات اختصار کے ساتھ ظاہر ہو جاتے۔ اور ہر ملت اور مذہب کے لوگوں کے تیرتھ ستھان۔ زیارت گاہیں۔ اور دوسرے مذہبی اور تجارتی میلے۔ اور منڈیاں معلوم ہو جاتیں۔ چنانچہ اس مختصر سی کتاب میں مسافروں اور سیاحوں کو ایسی ہی بہم پہونچانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس کتاب میں جو بڑی جلدی میں تیار کی گئی ہے۔ کئی نقص اور بعض غلطیاں بھی رہ گئی ہونگی۔ لیکن یہ امر پہلے ایڈیشن کے لئے ناگزیر تھا۔ انشاءاللہ دوبارہ چھاپنے کے وقت اس کتاب میں بہت سی اصلاح کیجائے گی۔ جو حضرات

اس کتاب کا مطالعہ کریں اور اس میں کوئی نقص یا فروگذاشت پائیں وہ نیاز مند اڈیٹر کو فوراً اس سے اطلاع بخشیں تاکہ آیندہ اُن کی اصلاح کیجاوے یورپ میں جو اس قسم کی کتابیں مسافروں اور سیاحوں کی مدد کے لئے شائع ہوا کرتی ہیں اُن میں ہمیشہ اصلاح اور ترقی ہوتی رہتی ہے۔ اور اسی لئے وہ اِن ملکوں کے سیاحوں کو بڑی مفید ثابت ہوتی ہیں۔

یہ حالات زیادہ تر انگریزی گائڈ بکوں اور دوسری کتابوں سے ترجمہ کئے گئے ہیں۔ اس لئے ان میں زیادہ تر انگریزوں کی آسایش کیلئے ڈاک بنگلوں اور ہوٹلوں کا ذکر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ دوسرے چھاپہ میں مندرجہ ذیل امور کے اضافہ کرنے کا خصوصیت سے خیال رکھا جاوے۔

۱۔ کون کونسی سرائے یا مسافرخانہ کسی شہر میں مسافر کے فروکش ہونیکے قابل ہے

۲۔ کیا کیا دیسی حرفت اور صنعت اس مقام سے مخصوص ہے۔ اور کس چیز کی منڈی یا پینٹھ یا تجارت گاہ یا مقام پیداوار ہے۔

۳۔ کون کون مذہبی میلہ یا تجارتی منڈی اس مقام میں لگتی ہے کہ جس کا پہلے اس کتاب میں ذکر نہیں۔

۴۔ اگر کوئی لوکل قابل دید عمارت اس کتاب میں درج ہونیسے رہ گئی ہے یا اُسکا کوئی ضروری حال درج نہیں ہوا تو درج کیا جاوے۔

۵۔ کسی شہر کی مشہور اور کام کرنے والی انجمنیں سبھائیں جلسے اور کلب اگر قابل ذکر ہیں

۶۔ ہر شہر کے نہایت نامور کارگزار اور قابل ملاقات یا زیارت لوگ کونسے ہیں۔

اگر مندرجۂ بالا چھ امور کے لئے کچھ بھی مصالحہ دوسرے اڈیشن کیلئے جمع ہوجائے تو کتاب اس سے بہی زیادہ بیش قیمت ہوجائیگی۔ اور ملک کے اہل بصیرت بزرگوں سے اس کام میں اگر ذرا سا بہی ہمت کریں تو کافی مدد ملسکتی ہے۔

بندہ محبوب عالم اڈیٹر پیسہ اخبار

لاہور۔

رہنمائے مسافران ہند

(الف)

آبو (کوہ) یہ مشہور پہاڑی تفریحگاہ ریاست سروہی (راجپوتانہ) میں آڑیسہ کے شمال مشرق میں ۵۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے سب سے بلند حصہ جو گورو کی چوٹی کے نام سے موسوم ہے شمال میں سطح سمندر سے ۵۶۵۳ فیٹ اونچا ہے راجپوتانہ مالوہ ریلوے کے سٹیشن آبو روڈ سے یہاں تک عمدہ سڑک بنی ہوئی ہے۔ کلب فوجی بارگیں۔ ہسپتال۔ لارنس سکول نہایت خوبصورتی سے شمال مغربی گوشہ کے بلند اونچے سنگستانی قطعہ پر تعمیر کئے گئے ہیں یہ عمارت سطح سمندر سے چار ہزار اور نیچے کی زمین سے تین ہزار فیٹ بلند ہیں۔ قریب آبادی دو پہاڑ بلحاظ اپنی عجیب مشابہت کے نن (نقاب پوش راہبہ) اور ٹوڈ (مینڈک) کے نام سے مشہور ہیں یہ بستی چاروں طرف سے بلند پہاڑوں سے گھری ہوئی ہے اس میں ایک خوبصورت جھیل نصف میل لمبی ناکھی تلاؤ کہلاتی ہے جسے دراصل مرصع بجواہر جھیل کہنا چاہیئے۔ جھیل مذکور سطح سمندر سے ۳۰۰۰ فیٹ بلند ہے۔

کوہ آبو کا دامن اور نشیبی مقامات تاریک گھنے ڈھیپنے رہتے ہیں۔ لگڑ بگڑ اور چیتے کم مگر سیاہ ریچھ بکثرت ان پہاڑوں میں ملتے ہیں۔ لومڑی اور گیدڑ بالکل مفقود ہیں۔ سانبھر کی قسم کا ہرن پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور چیتل دامن کوہ میں عام طور پر پائے جاتے ہیں۔ خارپشت اور خرگوش بھی بہت ہیں۔ سانپ گو چوٹیوں پر زیادہ نہیں تاہم پھن دار اور ایک اور قسم کا زہریلا سانپ یہاں پایا جاتا ہے۔ دیگر میدانوں کے مقابلے میں موسم برسات میں بھی حشرات الارض کم ہوتے ہیں۔

سفید بٹیر موسم سرما میں دیکھنے میں آتے ہیں۔ جنگلی طیور کم اور چکور شاذ و نادر ہوتے ہیں کوہ آبو کی آب و ہوا سال کے زیادہ تر حصہ میں خوشگوار اور صحت افزا ہے۔

بستی کے شمال میں ایک میل کے فاصلہ پر دیول واڑہ یعنے مندروں کی جگہ ہو اس میں پانچ جین مندر ہیں جن میں سے تین نہایت عظیم الشان ہیں۔ سب سے بڑا سہ منزلہ ہے جو چوبیس پُرتنکاروں میں سے پہلے دیوتا رشابہانا تھ کا مندر ہے۔ جن کی جین مت کے لوگ پرستش کرتے ہیں۔

وہ مقدس مقام جہاں ترتھنکار کا چو مکھا بُت ہے مسقف ہے اور چار دروازے رکھتا ہے۔ مغربی سمت دوہرا اور اور بقیہ تین اطراف میں ایک ایک رواق (منڈپ) بنا ہوا ہے۔ انہیں میں سے ہر ایک آٹھ آٹھ ستونوں پہ قایم ہے۔ مزید براں گنبدوں کے مابین گوشے بھی چھ چھ ستون رکھتے ہیں۔ ان کے سوا صحن میں بھی چار چار ستون موجود ہیں۔ گو داخلہ کا ہر ایک رستہ سولہ سولہ ستون رکھتا ہے۔ صحن کے اندرونی ستونوں پہ دوسری منزل کے ستون بنائے گئے ہیں مندروں کی یہ قطع وضع یعنے چار راستے بہت سے گنبد اور قطار در قطار ستون جینی مذاق کے خوبصورت عمارات کا بہترین نمونہ ہے۔ یہ خفیف سی ترمیم و تغیر و تبدل سے دیگر منادر کی قطع و وضع بھی اس سے استنباط کی جاسکتی ہے رشابہانا تھ کے چو مکھے بُت کے شمال میں ایک اونچے چبوترے پر ایک اور بڑا مندر بغیر گنبدوں کا استادہ ہے۔ البتہ اُس کے منڈپ مسقف ہیں۔ عوام میں یہ بھنجا کے نام سے مشہور ہے جو مکھہ مذکور کے جنوب مشرق میں ایک تیسرا مندر بلند دیواروں سے گھرا ہوا ہے۔ جو ڈیلاک یا مندر ادیہ سوارا (رشابہاناتھو) کے اور گور کھلیچس کہلاتا ہے۔ چو مکھے کی مغرب میں دو اور مندر ہیں جو ابو کے نفیس ترین منادر سے تصور کئے جاتے ہیں۔ پہلا ادیہ نیا تھا (جو رشابہاناتھ کا دوسرا نام تھا) کا مندر ہے۔ اس کے سامنے شمال میں نیمی ناتھ (بائیسویں تیرتھنکلو) کا بُت خانہ ہے۔

پہلے مندر کی تاریخ تعمیر کے متعلق مندرجہ ذیل فقرہ کتبہ میں لکھا ہوا ہے: "سمت ۰۸۸ بکرما (۱۰۳۱ء) میں امبا کے لطف و عنایت سے ومالاشا نے ادیہ ناتھ کا یہ مندر تعمیر کیا۔ اور ۹ جیٹھ سمت ۱۳۷۸ (۱۳۲۱ء) کو اس کی مرمت ہوئی"

اور کئی بت خانوں کے کتبوں میں سمت ۱۲۳۵ (۱۱۸۸ء) تاریخ تعمیر مرقوم ہے۔ اور لکھا ہے کہ بوہاوالہ (جو خاندان پرگوانہ سے تعلق رکھتا تھا) نے یہ منادر

سنتی ناتھ اور ادے ناتھ علے الترتیب سولھویں اور اٹھارہویں تیرتھنکار کے بھائی ہیں ومالشا اور وستوپالا کے تعمیر کردہ دونو مندر سنگ مرمر کے ہیں اور اس تمام نقش ونگار اور زیب و زینت سے مرصع ہیں جن کا آن کے زمانہ تعمیر کے وقت لوگوں کو علم تھا یا جہاں تک فن انجنیری ترقی کر چکا تھا ان کتبوں پر ولاسا کے مندر کی تاریخ تعمیر سنہ ۱۰۳۱ء لکھی ہے اور وستوپالا کے مندر کی تعمیر سنہ ۱۱[illegible]ء میں شروع ہوئی تھی جو سنہ ۱۲۳۲ء میں درجہ تکمیل کو پہونچی

آبو روڈ:- کوہ آبو کا ریلوے سٹیشن ہے۔ جہاں سے کوہ مذکور ۱۷ میل کی مسافت پر ہے۔ سٹیشن پر ناشتہ کے کمرے (ریفرشمنٹ روم) کے علاوہ یہاں ہی ڈاک بنگلہ بھی ہے۔ نیز پہاڑ پر بھی ایک آرام گاہ ہے۔ سٹیشن سے گھوڑے اور دیگر اقسام کی سواریاں مل سکتی ہیں۔ آبو روڈ میں منی آرڈر سیونگ بنک اور تار کے دفاتر موجود ہیں۔ فاصلہ بمبئی سے ۲۲۵ میل۔ کرایہ تقریباً علی الترتیب ۲۸-۱۴-۱- اور ۶ روپیہ ہے۔

اٹارسی جنکشن:- جی۔ آئی۔ پی ریلوے پر بمبئی سے ۴۶۴ میل دور اور پندرہ گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۲۹-۱۴-۱ اور سات روپیئے۔ کلکتہ سے ۹۲۷ میل اور ۲۹ گھنٹے کا سفر ہے کرایہ ۸۳- ۱۴/۱۲- اور بارہ روپیئے ہیں۔ اور مدراس سے ۱۰۷۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔ کرایہ ۶۷-۳۳- اور پندرہ روپیئے ہیں یہ جی آئی پی اور آئی ایم ریلوں (جن میں بھوپال سٹیٹ ریلوے بھوپال اجنیرہ اور بینا گونا وغیرہ داخل ہیں) کا جنکشن ہے یہ ہندوستان کی ریلوں کا تجارتی مرکز ہے۔ اور یہ لائین وسطی شمالی ہند کے تمام اضلاع سے براہ راست تعلق رکھتی ہے سٹیشن اٹارسی کے پاس ہی ایک سرائے ہے۔ تانگے اور بیل گاڑیاں یہاں مہیا آسکتی ہیں۔

اٹاوہ:- ۷۷۰ میل دور اور ۲۳ گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۷۲-۳۶- اور دس روپیہ ہے۔ بمبئی سے ۹۲۶ میل کی مسافت اور ۴۱ گھنٹے کا سفر ہے۔ کرایہ ۲۰-۶۰ اور ۴۳ روپیہ ہے۔ قابل دید عمارات وغیرہ یہ ہیں:-

پرانا قلعہ جو گو منہدم ہو گیا ہے مگر اب بھی اس کی گذشتہ شان و شوکت کے

کچھ آثار باقی ہیں۔ جامع مسجد۔ ہیوم گنج (وسط شہر میں جدید چوک جس میں روئی و غلہ کی خرید و فروخت ہوتی ہے) دیگر بازار۔ عدالت مجسٹریٹی۔ پولیس چوکی۔ مشن ہوم شفاخانہ اس کے متصل "ہیوم ہائی سکول" ہے۔

مسٹر اے۔ آر ہیوم کئی سال تک اٹاوہ کے کلکٹر رہ چکے ہیں۔ دیسیوں کے قیام کے لئے ایک سرائے بھی بنی ہوئی ہے۔ یہ شہر گرد و نواح کے اضلاع مثلاً فرخ آباد۔ آگرہ۔ گوالیار۔ اور مین پوری سے پختہ سڑکوں کے ذریعے سے ملحق ہے۔ یہاں کی اشیائے تجارت روئی۔ گھی۔ غلہ۔ تیل۔ روغن تخم۔ اور دیگر اقسام کی زرعی پیداوار ہے

۱۸۵۷ء میں باغیوں اور مفسدوں کے دستے متواتر اس شہر سے گذرے جنہوں نے یورپین حکام کو اٹاوہ چھوڑ کر قلعہ آگرہ میں پناہ گزین ہونے پر مجبور کیا لیکن رعایا اور ضلع کے تمام دیسی عہدہ دار آخر تک گورنمنٹ برطانیہ کے خیر خواہ و وفادار رہے۔ سول سٹیشن میں ایک چھوٹا سا ڈاک بنگلہ ہے۔ ہر سال عموماً نومبر کے مہینے میں اٹاوہ میں گھوڑوں اور مویشیوں کا میلہ ہوا کرتا ہے۔ اور دریائے جمنا کے کنارہ پر بہت چھوٹے چھوٹے اشنان کے میلے سالانہ ہوتے ہیں۔

اٹک:۔ ایک پرنسل قصبہ اور ریلوے سٹیشن ہے جو پشاور سے ۴۱م۔ اور راولپنڈی سے ۵۸ میل کے فاصلے پر ہے۔ آبادی دو ہزار۔ یہاں ایک قلعہ بھی ہے جو دریائے سندھ کے کنارے عین اس بلند مقام پر بنا ہوا ہے جہاں دریا کابل دریائے سندھ سے آکر ملتا ہے۔ مسلمان مورخ اسے اٹک کہتے ہیں۔ یہاں بہت سی یورپین فوج رہتی ہے۔ سرحد کی فوجی سڑک پر اٹک ایک مضبوط اور مادو قعت عنگی جوکی ہے۔ پل کے نیچے مال تجارت اور لوگوں کی آمد و رفت کے لئے رستہ بنا ہوا ہے۔ یہاں ایک ڈاک بنگلہ بھی ہے۔

اجمیر:۔ "بی بی" اور "سی۔ آئی" ریلوے سے احمد آباد وہاں سے راجپوتانہ مالوہ ریلوے کے ذریعے سے اجمیر پہونچتے ہیں۔ بمبئی سے ۶۱۵ میل دور ہے اٹھائیس گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۴۳-۲۲- اور ۸ روپیئے ہے بوجہ قدامت یہ نہایت مشہور شہر ہے اور ایک وادی میں بسا ہوا ہے۔ آس پاس کے

پہاڑوں کا نظارہ نہایت خوشنما ہے۔ ان میں سے ایک "سرا گڈھ" نامی کی چوٹی وادی زمین کی سطح سے ایکہزار اور سطح سمندر سے تین ہزار فیٹ بلند ہے۔ اجمیر ایک پہاڑ کی نشیبی حصہ میں واقع ہے۔ جس کے گرد پتھر کی شہر پناہ بنی ہوئی ہے اس دیوار کے شمال و مغرب میں پانچ بلند اور مستحکم دروازے ہیں۔

اجمیر میں بہت سی عظیم الشان مسجدیں اور مندر ہیں" اعرار الدین کا جھونپڑا" جو ایک مسجد ہے مسلمانوں کی ابتدائی طرز تعمیر کا بہترین نمونہ ہونے کیوجہ سے قابل دید عمارت ہے۔ سمت جنوب میں خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ ہے جسے ہندو اور مسلمان دونوں عزت و حرمت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ اس درگاہ کی عمارت میں سے ایک کسیقدر سنگ مرمر مسجد بھی ہے جو اکبر بادشاہ نے تعمیر کروائی تھی۔ ایک اور مسجد جو سنگ مرمر کی بنی ہے اور شاہجہاں بادشاہ کی بنوائی ہوئی تھی اب تک اپنی شان و شوکت کو لئے ہوئے ہے خواجہ صاحب کی درگاہ ایک مربع مسقف بہ گنبد عمارت ہے۔ جس کے دو دروازوں میں سے ایک نقرئی محراب سے مزین ہے۔

شہر کے مغرب میں ایک وسیع اور خوبصورت مصنوعی جھیل "انا ساگر" کے نام سے مشہور ہے چھ سو گز طویل اور ۳ گز عریض بند سے پانی کی دھاروں کی پشتہ بندی کی ہے موسم برسات میں یہ جھیل چھ میل تک پھیل جاتی ہے روش باغ جس کی بنیاد جہانگیر نے سولہویں صدی میں اس جھیل کے قریب رکھی تھی اب چیف کمشنر اجمیر کی قیام گاہ ہے۔ سنگ مرمر کا ایک سفید ویران چبوترہ جہاں سے شہر کا تمام نظارہ دکھائی دیتا ہے انا ساگر کے متصل بنا ہوا ہے اس آئینہ سان چبوترے میں آس پاس کے پہاڑوں کا عکس صاف نظر آتا ہے۔

اجمیر کے جنوب میں ساڑھے تین میل کے فاصلے پر ایک اور جدید تالاب "فوئی ساگر" کے نام سے موسوم ہے۔ باغ عامہ اور میو کالج بھی قابل دید مقامات ہیں کالج مذکور ریاست ہائے راجپوتانہ کے شہزادوں کی تعلیم کے لئے قایم کیا گیا ہے۔ جن کی خوشنما کوٹھیاں اور مکانات چاروں طرف سے

کالج کو گھیرے ہوئے ہیں۔ ریلوے سٹیشن پر ریفرشمنٹ اور آرام دہ ویٹنگ روم موجود ہے۔ مزید براں ایک عمدہ ڈاک بنگلہ بھی ہے۔ سٹیشن اور شہر کے دیگر حصوں سے ہر وقت گاڑیاں مل سکتی ہیں۔ اجمیر سے سات میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں میں ہر سال سم ماساوہ نمائش اسپاں ہوا کرتی ہے جو راجپوتانہ کی ایک مشہور نمائش ہے اور اس میں دور دور سے گھوڑے آتے ہیں۔

اجنٹا کے غار۔ ان کے معائنہ کے لئے جانے کا بہترین راستہ یہ ہے کہ بذریعہ جی۔ آئی۔ پی ریلوے پچھورہ پہونچیں وہاں سے ریل گاڑی میں سوار ہوکر فردپور جائیں جس کے نواح میں ان غاروں کا معائنہ کیا جا سکتا ہے سٹیشن پر ایک چھوٹے سے ویٹنگ روم کے علاوہ ڈاک بنگلہ بھی ہے۔ تانگہ کے ذریعے سے بھی فردپور پہنچنا ممکن ہے۔ مگر سڑک خراب ہونے کی وجہ سے سیاح کو تکلیف ہوتی ہے۔ عمدہ طریقہ یہ ہے کہ چار بجے صبح کے پچھورے سے روانہ ہوکر سندورنی میں جو ۱۲ میل کے فاصلہ پر ہے دوپہر کو مکان مدرسہ یا درخت کے نیچے (کیونکہ یہاں کوئی ڈاک بنگلہ نہیں) آرام کریں اور بقیہ مسافت تیسرے پہر سے شام تک ختم کریں۔ سیاح کو بچھونا۔ غذا اور ملازم ہمراہ لیجانے چاہئیں عمدہ بچھونے دیسی گاڑیاں اور تیز رفتار بیل معاملتدار پچھورہ کو خط وکتابت کرنے سے مل سکتے ہیں۔ سندورنی میں بیل تبدیل کرنے سے تمام مسافت آٹھ گھنٹے میں طے ہو سکتی ہے۔ فردپور میں ڈاک بنگلہ بھی موجود ہے غاروں کا راستہ دکھلانے کے لئے ایک گائیڈ (رہنما) بھی وہاں ملجائیگا۔ مذہب بدھ کے یہ غار تعداد میں ۲۹ ہیں۔ زمانہ قدیم میں چٹانوں کو کاٹ کاٹ کر ان میں مندر بنائے گئے ہیں۔ جن غاروں کا ہم ذکر کر رہے ہیں یہ ہندوستان کے غاروں کی تعمیر کا عجیب وغریب نمونہ ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ نمبر ۱ – ۲ – ۶ – ۹ – ۱۰ – ۱۱ – ۱۲ – ۱۶ – ۱۹ اور ۲۰ کے غار کے اندر کے مندر چودہ سو سال کی قدامت رکھتے ہیں۔

غارہائے مذکورہ زمانہ بدھ کے اہل ہند کی مذہبی و سوشل حالت کا دلچسپ مرقع ہیں۔ احمد نگر سے براہ اورنگ آباد اور جالنہ شہر سے بھی ان غاروں کا راستہ جاتا ہے۔

فردم پور (یا فردا پور) سے گھوڑے کی سواری پر ساڑھے تین میل راہ طے کرکے لینا پور پہونچتے ہیں جہاں یہ غار واقع ہیں۔ ۲۹ میں سے ۲۴ خانقاہیں (وہارا) اور ۵ مندر (چیتیا) ہیں جو کہ ٹھوس چٹانوں کو کاٹ کاٹ کر بنائے گئے ہیں۔ اور بڑے بڑے ستونوں پر قایم ہیں۔ اور ان کے اندرونی بُت اعلےٰ درجے کے رنگ و روغن رکھتے ہیں۔

وہ پانچ مندر جو لوگوں کی پرستش کیواسطے کاٹے گئے ہیں علی العموم جس قدر عریض ہیں اُس سے دُگنی طوالت رکھتے ہیں ان میں سب سے بڑا سلسلے چوڑا نوے فیٹ لمبا اور سوا اکتالیس فیٹ چوڑا ہے مندروں کا اندرونی انجام مدور۔ اور چھتیں بلند اور گنبد نما ہیں۔ بعض چھتوں پر نمایشی چوبی شہتیر لگائے گئے ہیں جن چھتوں میں لکڑی استعمال نہیں کی گئی۔ وہاں سنگی چھتوں کو کاٹ کر شہتیروں کا نمونہ بنایا ہے۔ کثیر التعداد ستون مندر کے اندرونی حصے سے راستہ کو جدا کرتے ہیں۔

نہایت قدیم غاروں کے ستون ہشت پہلو طرز کے بلا بیل و کیپٹل کے ہیں۔ اس کے بعد کے زمانے کے ستون بیس و کیپٹل دونوں رکھتے ہیں۔ ان ستونوں کی آرایش و زیبایش میں صنعت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔ غار کے مدور انجام پر اکثر بُت نظر آتا ہے۔ جو یا تو پُر صنعت ہوتا ہے یا سادہ۔

پیروان بدھ کی ۲۴ خانقاہیں عموماً مربع وضع کی ہیں۔ ان غاروں کو ستونوں کی قطار بنائی ہوئی ہے۔ جو یا تو اندر کی طرف غار کے گرد استادہ ہیں یا غار کے درمیانی حصہ کو اندرونی راستہ سے جدا کرتے ہیں یا چار برابر برابر فاصلے کے حصوں پر منقسم ہیں وسط کے بڑے ہال کے عقب میں حجرہ ہوتا ہے جس میں مہاتما بدھ کا بُت ایک تخت پر جلوہ افروز نظر آتا ہے۔ بقیہ ہر سہ اطراف میں اس مذہب کے پجاریوں کے رہنے کے لئے غار بنے ہوئے ہیں۔ کیا خانقاہیں اور کیا مندروں کے غار پورے طور پر درجۂ تکمیل کو پہونچے ہوئے نہیں معلوم ہوتے۔ انکی اندر باہر رنگ پھرا ہوا ہے۔ تب بھی سرخ رنگ میں تھوڑا بہت دکھائی دیتے ہیں۔ بہیں رنگین کتبے غار کے اندر اور نیز باہر پہاڑ کی چٹانوں پر کندہ ہیں جو سنسکرت

اور نگاری حروف میں ان کے پرہیزگار بانیوں کو شہرت عام و بقائے دوام کا
تاج پہناتے ہیں۔

خانقاہوں کے صرف دروازے منقش ہیں۔ البتہ مندروں کی در و دیوار پر نقش و نگار تراشنے میں بہت کچھ کوشش کی گئی ہے۔ بتوں کی ساخت چنداں نفیس نہیں جو بدھ یا اوس کے کسی مناد کے نشست و برخاست کی مختلف حالتوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور اپنے پیروؤں کو ہدایت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

غارہائے اجنٹا کے یہ مندر اور خانقاہیں پیروان بدھ کی آٹھ سو سال کی دستکاری و صنعت کی حالت کو نہایت عمدگی سے ظاہر کرتے ہیں۔

اشوک کی تخت نشینی کے وقت سے اس مذہب کے ہندوستان سے خارج ہونے کے زمانہ تک سنگتراشی میں ان کی بتدریج ترقی کا یہ بہترین آئینہ ہیں۔ بعض محققوں کے خیال میں نہایت پرانے غار حضرت مسیح کی پیدائش سے بھی دو سو سال پیشتر کے ہیں۔ سب سے جدید غار غالباً سنہ ع میں بنائے گئے تھے۔ ان سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ مذہب اپنے رقیب برہمی مذہب پر کہاں تک غالب آگیا تھا۔ پھر اخیر میں برہمی مذہب نے اُسے ہندوستان سے خارج کر دیا برٹش گورنمنٹ نے جو (مسٹر گل سے اجنٹا کے غاروں کے) نقشے تیار کروائے تھے بدقسمتی سے سنہ ء میں کرسٹل پیلس لندن کی آتشزدگی میں تلف ہو گئے مگر ان میں سے بعض نقشے مسٹر سپیر کی کتاب "زمانہ قدیم میں اہل ہند کے طریق زندگی" میں محفوظ ہیں۔

غارہائے اجنٹا کے مکرر تمام و کمال نقشے تیار کروانے کیواسطے کوشش کر رہی ہے۔ ان غاروں کے مزید حالات کیواسطے مندرجہ ذیل دیکھو:-

مسٹر برگس کی رپورٹ۔ مسٹر گرفتہ کی "ہندوستانی عمارت" مسٹر فرگوسن "تاریخ تعمیرات ہند" برگس کی تصنیف "اجنٹا کے بدھ غار" اور اسی مصنف کی کتاب الموسوم بہ "مغربی ہند میں منادر غار"

احمد آباد:- یہ شہر "بی" اور "سی آئی" ریلوے پر بمبئی سے بمسافت ۳۰۲ میل آباد ہے۔ براہ ریل ۱۲ گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۱۹-۹-۰ اول درجہ و دوم درجہ

یہ راجپوتانہ مالوہ ریلوے کا جنکشن ہے۔ پالن پور۔ کوہ آبو۔ اجمیر۔ آگرہ۔ دہلی اور شمالی ہند کو جانے والے مسافر یہاں گاڑی تبدیل کرتے ہیں۔ ریفرشمنٹ روم کے علاوہ یہاں ویٹنگ روم بھی ہے جس میں مسافران آرام کر سکتے اور سو سکتے ہیں۔ سٹیشن پر ڈاک بنگلہ بھی موجود ہے۔ گاڑیاں ہر وقت مل سکتی ہیں

سلطان احمد شاہ نے ۱۴۱۱ء میں اس شہر کی بنیاد رکھی تھی۔

کثیر التعداد شاندار مساجد۔ سلاطین شاہان گجرات کے مقابر اور تاریخی عمارات اس شہر کی زیب و زینت کو بڑھا رہے ہیں۔ جن کی وضع قطع اور طرز ساخت کی تعریف میں سیاح رطب اللسان ہیں۔

احمد شاہ کی جامع مسجد اور رام سپاری و مظفر خاں کی مساجد نیز جینی مسجد نہایت عظیم الشان اور نظر فریب ہیں۔ یہاں بالاوسط تقریباً ۳۱ انچ سالانہ بارش ہوتی ہے۔

۱۸۹۹ء و ۱۹۰۰ء کی خشک سالیوں نے احمد آباد و گجرات کو بے چراغ کر دیا ہے۔ چھاؤنی شہر سے ساڑھے تین میل کے فاصلہ پر ہے جہاں تک ایک فراخ و کشادہ سڑک جاتی ہے۔ جس کے دونوں طرف درخت نصب ہیں

۱۸۱۸ء میں یہ شہر انگریزوں کے قبضے میں آیا۔ ڈاکخانہ۔ سیونگ بنک۔ تار بنک۔ ہسپتال۔ شفاخانہ کے سوا مدارس بھی یہاں بکثرت ہیں۔ ایک چشمہ اور ایک مستطیل جھیل کے علاوہ دیگر بہت سے عام دلچسپی کے مقامات ہیں۔ گجرات میں احمد آباد اول درجہ کا اور احاطہ بمبئی میں دوئم درجہ کا شہر ہے۔

شہنشاہان دہلی کے سپہ سالاروں نے چودھویں صدی کے اخیر میں گجرات کو فتح کیا تھا۔ رفتہ رفتہ یہاں کے صوبے دار طاقتور اور خود مختار ہو گئے اور انھوں نے ایک علیحدہ سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ خود مختار فرماں رواؤں خاندان کے دوسرے بادشاہ احمد شاہ نے چند ہندو قصبات کی جگہ دریائے سابرمتی کے کنارے پر احمد آباد بسایا۔ اور اس کا نہایت مضبوط و خوشنما قلعہ بنایا۔ شہر کے کشادہ اور خوشنما تعمیر کروائے۔ سنگ مرمر اور تعمیر کا دیگر قیمتی سامان دور دراز مقامات سے منگوائے۔

سرنگیں مساجد اور محلات اور مقابر کی تیاری میں صرف کیا۔ سوداگران کپڑا بننے والوں صناعوں اور دستکاروں کی حوصلہ افزائی کر کے ان سے احمد آباد کو صنعت و حرفت اور تجارت کا مرکز بنا دیا۔

چودھویں صدی کے بقیہ حصہ میں احمد شاہ کے لائق متمول اور کامیاب جانشینوں کی حسن و توجہ و دلچسپی سے احمد آباد قد و قامت عمارات اور دولت میں روز افزوں ترقی کرتا گیا۔

سلطان محمد بیگڑا کے بعد جس کا ۱۵۱۱ء میں انتقال ہوا اس سلطنت کا آفتاب اقبال غروب ہونا شروع ہوا۔ سلاطین گجرات کی طاقت آمدنی اور تجارت کو پرتگیزوں کے مقابلے اور امرائی بغاوت نے سخت صدمہ پہونچایا۔ امرائے گجرات نے ۱۵۷۲ء میں اکبر کو اس ملک کی تسخیر کی ترغیب دلائی تھی۔ فوج خفیف سی مزاحمت کے بعد شہر میں داخل ہو گئی۔ اکبر نے گجرات میں ایک صوبہ دار مقرر کر دیا۔ دور مغلیہ میں احمد آباد کی خوشحالی دن بدن بڑھتی گئی۔ ۱۶۹۵ء میں یہ صناعوں اور دستکاروں کا مرکز تسلیم کیا جانے لگا۔ اور ایک ایسا عظیم الشان شہر بن گیا کہ جسے صنعت و حرفت میں ہندوستان کا پیرس کہنا بجا ہوگا۔ کیونکہ یہاں کے ریشمی اور طلائی اشیاء جس میں عجب طور سے ہیرا اور پھول پتے وغیرہ منقش ہوتے تھے بجائے خود بے نظیر تصور کئے جاتے تھے۔ جب ۱۷۰۷ء میں دست زوال نے سلطنت مغلیہ کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے شروع کئے۔ تو اسوقت احمد آباد میں بھی عام بدنظمی طوائف الملوکی اور پریشانی کا بازار گرم ہو گیا۔

۱۷۲۰ء سے ۱۷۳۰ء تک امرائے دربار شاہی اس صوبہ پر متصرف ہونے کے لئے باہم معرکہ آرائیاں کرتے رہے۔ ان دس سالوں میں مرہٹوں نے بھی کئی مرتبہ لوٹ مار کی۔ آخر ۱۷۵۳ء میں مرہٹوں نے احمد آباد پر قبضہ کر لیا۔ تقریباً ۲۰ سال تک وہ اس پر حکمران رہے۔

۱۷۸۰ء میں انگریزوں نے اس شہر کو فتح کر کے پھر مرہٹوں کے حوالہ کر دیا۔ جو کہ ۱۸۱۸ء تک اسپر مسلط رہے۔ جبکہ برٹش گورنمنٹ نے پیشوا کی طاقت کو نیست و نابود کر کے احمد آباد کو مستقل طور سے اپنے سایہ عاطفت میں لے لیا۔

مسلمانوں کے فن انجنیری نے ہندوستان میں جو صورت اختیار کی اس کے لحاظ سے احمد آباد سیاحوں کے ایک دلچسپ منظر ہے اور رہے گا۔ صدیوں کی تہذیب و شائستگی سے گجراتیوں نے فن تعمیر میں وہ کمال پیدا کیا تھا کہ فاتح مسلمانوں کی انجنیری کو رواج پانے میں انھیں چنداں دقت پیش نہ آئی۔ چنانچہ احمد آباد کے مسلمان بادشاہوں کی عمارتیں اہل ہنود و اسلامی دونوں طرزوں کا مجموعہ ہیں۔ گجرات کے دیسی کاریگروں نے عمارات کے اسلامی خاکہ و نقشہ میں دیسی صنعت اور دستکاری ایسی قابلیت سے ممزوج کی کہ ان مشترکہ طرز کی عمارات نے اپنے حسن و دلربائی کی وجہ سے ہندوستان کی تاریخ تعمیرات میں خاص درجہ حاصل کرنے کا استحقاق پیدا کیا۔ یہاں کی مساجد کے نقش و نگار اور ان کے میناروں کی خوبصورتی کسی زمانے اور کسی وقت کی گل کاری و میناروں سے پیچھے نہیں۔

استور دروازے قریب رانی اسنی کی مسجد ہے جو اپنے قسم کی دنیا کی نہایت خوبصورت مساجد سے ہے اور جسے احمد آباد کا سرمایہ فخر و ناز کہنا ذرا بھی مبالغہ نہیں۔ جیت خاں کی مسجد دروازہ جمال پور کے متصل واقع ہے۔ یہ اس لحاظ سے دلچسپ ہے کہ سب سے پہلے اسی کے بنانے میں اہل ہنود اور مسلمانوں کی طرز و تعمیر کو مشترکہ کیا گیا تھا۔ ملکہ کی مسجد مرزا پور میں دہلی دروازے کے قریب ہے۔ مسٹر فرگوسن کے خیال میں اس کا خاکہ رانی اسنی کی قبر کے نقشہ سے بہتر ہے۔ شہر کے باہر مندرجہ ذیل قابل دید مقامات ہیں۔

دادا ہری کا کنواں:۔ یہ کنواں ۱۹۲ فیٹ طویل اور ۴۰ فیٹ عریض ہے شرقی کوسفہ کے ایک گنبد دار مقام سے آٹھ سیڑھیاں ایک مسقف گیلری کو جاتی ہیں یہاں سے نو سیڑھیاں دوسری گیلری کو جاتی ہیں۔ پھر آٹھ سیڑھیاں تیسری گیلری میں جو سب سے نیچے اور سطح آب سے دو یا تین فیٹ بلند ہے پہنچتی ہیں ہر ایک سیڑھی دیگر اطراف کی سیڑھیوں سے جاملتی ہیں جہاں سے دیگر گیلریوں میں پہنچ سکتے ہیں۔

شاہ عالم:۔ یہ جنوب شہر کے چند عمارات مثلاً قصر مسجد اور دیوان عام

کے مجموعہ کا نام ہے۔ جن کے گرد ایک بلند دیوار کھچی ہوئی ہے۔ بسمت شمال سے دو خوبصورت سنگی دروازوں کے ذریعہ سے اس احاطہ میں داخل ہوتے ہیں جس میں ایک حوض بھی بنا ہوا ہے اُس کے بائیں طرف اور احاطہ کے وسط میں شاہ عالم کا مقبرہ ہے۔ اس کا نقشہ نہایت دلفریب ہے ساتویں صدی کی ابتدا میں مقبرہ کا گنبد قیمتی پتھروں اور طلائی کام سے آراستہ تھا۔ مقبرے کے فرش میں سنگ مرمر اور سیاہ پتھر کی پچی کاری کی ہوئی ہے۔ پیتل کا جنگلہ اور دروازہ سنگ مرمر کے فریم میں لگا ہوا ہے۔ اس فریم اور دائیں بائیں کے سنگی میناروں کے مابین ہر طرف سنگ مرمر ہی سنگ مرمر نظر آتا ہے۔ قبر سنگی جالیدار دیوار کے اندر بنی ہوئی ہے۔ بیرونی دیوار شمال بھی اصناف منابی سے مزین ہے

سرکھج:- شہر سے پانچ میل کے فاصلہ پر بسمت جنوب جھیل سرکھج اور اس کی عمارات ہیں جو سلطان محمد بیگڑا کی نہایت مرغوب سیرگاہ اور جائے تفریح ہے جھیل مذکور کی شمالی سمت کا دروازہ میں داخل ہو کر ان عمارات پر نگاہ پڑتی ہے جو داہنی طرف بنی ہوئی ہیں۔ اُن کے سامنے خوبصورت بلند چبوترے پر شیخ احمد گنج بخش کی درگاہ ہے۔ مقبرہ مذکور گجرات میں اپنے قسم کا سب سے بڑا ہے۔ اس کے پہلوؤں پر پتھر کا خوشنما کام ہو رہا ہے۔ اور قبر غلزات کی دیواروں سے محدود ہے صحن کے متصل بجانب جنوب دو اور مقبرے ہیں۔ جن کا جلوخانہ مشترک ہے۔ شرقی مقبرہ سلطان محمود بیگڑا کا جو ۱۴۵۹ء میں تخت نشین ہوا اور ۱۵۱۱ء میں انتقال کر گیا۔ اس کے لڑکے سلطان مظفر دوم (جس کی تخت نشینی و وفات کے سنوات علی الترتیب ۱۵۱۱ء و ۱۵۲۶ء ہیں) کا ہے۔ اور بجانب مغرب سلطان مظفر کی بیاہتا ملکہ مدفون ہے۔

گنج بخش کی درگاہ کے آگے تقریباً ایک ایکڑ صحن مقابر سے محدود ہے۔ اس کے مغربی گوشہ کی مسجد احمد آباد کی جامع مسجد سے کسی قدر چھوٹی ہے۔ میناروں کی عدم موجودگی موسم کی غیر موزونیت اس کی بیرونی خوبصورتی میں سد راہ ہے لیکن اندر جا کر دیکھئے تو خدا کی قدرت کا سما آنکھوں میں پھر جاتا ہے اور تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ بلحاظ خوبصورتی آگرہ کی موتی مسجد کے سوا یہ مسجد ہندوستان میں جواب نہیں رکھتی

جنوب مغربی کونے سے مقبرۂ سلطان محمد بیدا کے محل اور اس کی حرم سرا
کی یادگار ہیں جھیلی جو مستطیل صورت کی ہے۔ ساڑھے ستر ۷۰ یارڈ میں نہایت خوش
اسلوبی سے واقع ہے۔ اور اس کے چاروں طرف مرور دار سیر گاہیں لطف سے
خالی نہیں۔ اس میں پانی کے آنے کا راستہ نہایت خوشنما بنا ہوا ہے۔ اس جھیل اور
عالیشان عمارتوں کی وجہ سے سرخیج احمد آباد کی ناک تصور ہوتا ہے۔ اور نہایت
فرحت بخش مقام ہے۔ داخلہ کے تین اور محل کی ایک بڑی محراب نما دروازے کے
سوا یہاں کی بقیہ تمام عمارات ہندوں کے طرز پر بنی ہوئی ہیں۔ جو کوہ آبو کے مناور
سے بہت کچھ مشابہ ہیں۔ اس خاص مجموعہ عمارات کے علاوہ اس شہر میں جابجا مساجد
اور قدیمی عمارتیں موجود ہیں"۔ (بمبئی گزیٹیر مصنفہ جے ایم کیمبل) احمد آباد سپاہ
بمبئی کے شمالی حلقہ کا ہیڈ کوارٹر ہے اور فوج کی چھاؤنی جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے
شہر سے ساڑھے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔

احمد نگر۔ یہ بالعموم "نگر" کہلاتا ہے۔ اور جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے پر بڑا فوجی اور
سول سٹیشن ہے بمبئی سے ۲۵۰ میل کی مسافت رکھتا ہے اور پندرہ گھنٹہ کا
راستہ ہے۔ کرایہ ۱۶-۰-۰ اور ۳ روپے۔ سٹیشن پر عمدہ ویٹنگ اور ریفرشمنٹ روم
ہیں جہاں سے شہر میں اور چھاؤنی پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔ تانگے اور چھکڑے
ہر ایک ٹرین کی آمد پر میسر آسکتے ہیں۔

نگر اور اس کے مضافات میں بہت سے دلچسپ مقامات ہیں۔ قلعہ جو یہاں
کے مسلمان بادشاہوں کا بنایا ہوا ہے اچھی حالت میں ہے جس کے گرد گہری
خندق کھدی ہوئی ہے اور خندق پر کھینچ جانیوالا پل پڑا ہے۔ قلعہ میں سلح خانہ
اور لائبریری ہے متصل قلعہ مشہور "ولنگٹن درخت" ۱۳ فیٹ کے گھیرے میں
ہے۔ نگر سے چھ میل آگے صلابت خاں کا مقبرہ ایک پہاڑی پر بنا ہوا ہے جو اب فوجی
صحت گاہ کے طور پر کام کرتا ہے۔ احمد نگر پرانے مسلمان تاجداران کا پایۂ تخت تھا
سٹیشن سے تین میل کے فاصلہ پر یوروپین مسافروں کے ستانے کے لئے ایک
ڈاک بنگلہ اور دیسیوں کے واسطے دھرم شالہ بنا ہوا ہے۔

وادی فرحت میں بھی ایک ڈاک بنگلہ ہے جو سٹیشن سے ۱۲ میل دور ہے

"نگر" شدت گرما میں بھی ایک خوشگوار سرد مقام ہے۔ اس لئے یہاں اکثر جہازی چلتے ہوئے رہتے ہیں۔ بی۔ آئی۔ پی ریلوے کی لائن جنوب مشرق سے آنے والے "ہند" میں اور شمال مشرق کے مسافر منمار میں ٹرین بدلتے ہیں شہر پر اسلامی زمانہ کا بنا ہوا پل دور سے نظر آتا ہے۔ احمد نگر سے سیاح غار دیکھنے ایلورہ واجینا (دیکھو ایلورہ واجینا کے عنوانات) کی سیر کر سکتے ہیں۔ روئی کی منڈی کو جو سٹیورٹ کلکٹر احمد نگر کے نام سے موسوم ہے جولائی ۱۸۹۰ء میں سر جیمز فرگوسن نے افتتاح کیا تھا۔

۱۸۸۹ء و ۱۸۹۰ء میں یہاں زراعتی نمائش ہوئی تھی۔ ریلوے سٹیشن کے متصل دریائے سینا پر آہنی پل بندھا ہوا ہے۔

ارجارہ۔ اس کے سٹیشن کے متصل جانبی سے بیس میل کے فاصلے پر ایک وسیع و عریض جھیل ہے۔ جہاں موسم شکار میں مرغابیاں اور دیگر آبی جانور بکثرت پائے جاتے ہیں:۔

آرہ:۔ کلکتہ سے ۳۰۰ میل فاصلے پر سول سٹیشن ہے۔ وقت کے لحاظ سے اٹھارہ گھنٹے کا راستہ ہے کرایہ کلکتہ سے ۴۔۳۔۱۱ اور پانچ روپیہ ۲ آنہ۔ اور مجسٹریٹ کی عدالت جیل۔ سرکاری ہسپتال۔ سکول اور ڈاک بنگلہ بھی ہے۔

"ہوس" کی عمارت دیکھنے کے لائق ہے۔ جہاں ۱۸۵۷ء میں سولہ یورپین باشندوں کو باغیوں کی ایک بڑی سپاہ نے زیر سرکردگی کنور سنگھ محصور کر لیا تھا باوجود سخت مصائب اور تکالیف کے محصورین نے اطاعت قبول نہ کی۔ یہاں تک کہ دیا پور سے فوج کمک نے آکر ان کو دشمنوں کے پنجہ سے چھڑایا۔ ایسٹ انڈین ریلوے دریائے سون کے پل پر سے گذرتی ہے۔ جو ۴۴۰۲۰ فیٹ طویل ہے اور اس کے ستونوں کی بنیاد سطح آب سے ۳۲ فیٹ نیچے ڈالی گئی ہے اور سطح آب سے ۳۰ فیٹ بلند ہے۔

ارسیکرہ "حسن" جانیوالے اسی سٹیشن پر اترتے ہیں۔ مدراس سے ۳۰۴ میل کی مسافت پر ایک چھوٹا قصبہ ہے قصبے کے باہر سمت شمال چند مندروں کے کھنڈر ہیں جن میں سے ایک خاص طور پر چلوکیاں طرز تعمیر کے نمونے پر ہے۔

اور سکیر منی آرڈر سیونگ بنک تار کے دفاتر کے علاوہ ایک ڈاک بنگلہ بھی رکھتا ہے۔

ارکاٹ :- مدراس سے ۶۵ میل کی مسافت پر واقع ہے۔ اور ریلوے سٹیشن سے ۵ میل کے فاصلے پر آباد ہے۔ لارڈ کلائیو کی شہرت کا زینہ یہی مقام تھا۔ اس قصبہ کی قابل دید جگہ اس کا قلعہ ہے بالخصوص اس کا وہ بھاری بھر کم دروازہ جو دہلی دروازے کے نام سے مشہور ہے۔ منی آرڈر۔ اور سیونگ بنک کے دفاتر یہاں قائم ہیں۔

ارکونام جنکشن (شمال ارکاٹ) یہ مدراس اور ایس۔ آئی۔ ریلوے کا جنکشن ہے بجانب جنوب مغرب و شمال مغرب مدراس ریلوے کی لائنیں یہیں سے جاتی ہیں۔ سٹیشن پر ریفریشمنٹ روم موجود ہے جس کی بالائی منزل پر مسافر نفیس کرایہ پر آرام کر سکتے ہیں۔

کنجیورم جو ارکونام سے سترہ میل کے فاصلہ پر ہے اور ایس۔ آئی لائین والی شاخ لگائی گئی ہے۔ جنوبی ہند کے بعض مشہور مسافروں کے لئے مشہور ہے ہر سال مارچ میں سری دوارا جا سوامی کے مندر کنجیورم میں ایک بڑا میلہ ہوتا ہے جو دس روز تک رہتا ہے۔ ہندوستان کے تقریباً ہر حصہ سے جاتری آتے ہیں۔ منی آرڈر۔ سیونگ بنک کے دفاتر ارکونام میں کھلے ہوئے ہیں۔

آسام :- جنرل نوی گیشن کمپنی انڈیا کے سٹیمرز ہر جمعہ کو کلکتہ سے آسام روانہ ہوتے ہیں۔

آسنسول :- ضلع بردوان (بنگال) کے سب ڈویژن رانی گنج میں ہوڑہ (کلکتہ) سے ۱۳۲ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور آٹھ گھنٹے کا راستہ ہے کرایہ کلکتہ سے ۱۲ اسہ۔ اور دو روپیہ ہے چونکہ یہ رانی گنج کے کان ہائے کوئلہ کے وسط میں بسا ہوا ہے۔ اس لئے کوئلہ تجارت کا مرکز اور بڑا باوقعت ریلوے سٹیشن ہے۔ رومن کیتھولک سکول کے علاوہ یہاں ان کی خانقاہ بھی ہے۔ یہاں کے لوکو انجن کا شیڈ دنیا میں سب سے بڑا تسلیم کیا گیا ہے۔ نیز یہ سٹیشن ایسٹ انڈین اور بنگال ناگپور ریلوے کا جنکشن ہے۔

اعظم پور :- جو بنگلور سے ۴۲ میل کے فاصلے پر تعلقہ ترکری و ضلع

گندور میں واقع ہے یہاں اعظم خان کا ایک مقبرہ بنا ہوا ہے جو اٹھارہویں صدی کے وسط میں گورنمنٹ سیرا کا ایک افسر تھا۔ اسی کے نام پر یہ قصبہ اعظم پور کہلاتا ہے۔

اعظم گنج:۔ کلکتہ سے ۱۱۰ میل اور ساڑھے آٹھ گھنٹے کا راستہ ہے کرایہ ۱۲-۸- اور دو روپیہ ہے۔ یہ ایک گاؤں اور ریلوے کا انتہائی مقام ہے جو مرشد آباد سے بارہ میل کے فاصلہ پر دریائے بھاگیرتی پر آباد ہے۔ یہاں مارواڑی اور اوسوال تاجر بکثرت رہتے ہیں۔ جو سب جین مت کے پیرو ہیں جن کے خوبصورت مندر دریا کے کنارے سے نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔

اکوٹ:۔ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے کے ذریعہ سے اکولہ پہنچتے ہیں۔ جہاں سے ایک سڑک اکوٹ کو جاتی ہے۔ جو اکولہ سے ۳۰ میل کی مسافت رکھتا ہے دگولی اس سے گیارہ میل آگے ہے۔ اکوٹ میں ڈاک بنگلہ کے علاوہ روئی کی منڈی ڈاک خانہ اور تار کے دفاتر بھی ہیں۔

آگرہ:۔ آئی۔ ایم۔ ٹی۔ بی۔ بی۔ اینڈ سی۔ آئی" ریلوں کا جنکشن ہے۔ اور ٹنڈلہ سے ۱۵۔ بمبئی سے ۸۰۰ میل کی مسافت رکھتا ہے۔ موخر الذکر مقام سے یہاں تک کا کرایہ علی الترتیب ۲۵-۲۶- اور ۹ روپیہ ہے۔ آگرہ ایک بہت تجارتی مقام اور ممالک مغربی و شمالی میں بلحاظ وسعت اور وقعت دوسرے درجے کا شہر ہے۔ کثیر التعداد تاریخی یادگاروں اور عمارتوں اور اس عظمت کے لحاظ سے جو مغلیہ شہنشاہوں کے عہد میں اسے حاصل تھی یہ سیاحوں اور ملک کے عروج و زوال کے متلاشی نگاہوں کے لئے ایک واقعی دلچسپی کا مخزن ہے۔

بابر جس نے ۱۵۲۶ء میں ہندوستان میں خاندان مغلیہ کی بنیاد ڈالی اور مرتے دم تک یعنی سنہ ۱۵۳۰ء تک اس شہر میں رہا۔ اس کے جانشین ہمایوں نے دہلی کو پایۂ تخت بنایا۔ لیکن اکبر نے پھر موجودہ آگرہ کو دارالسلطنت قرار دیا۔ جو اس نے دریا کے داہنے کنارے پر بسایا تھا۔ ۱۵۶۶ء میں اس نے قلعہ بنایا۔ اور اس کے اندرونی محلات کی تعمیر اس کے عہد میں شروع ہوئی۔

۱۶۰۵ء میں اس کا انتقال ہو گیا اور جہانگیر نے باپ کی لاش سکندرہ میں دفنا

کی۔ آگرہ اپنے بے نظیر اور تاریخی عمارتوں کے لئے شاہجہاں کا ممنون ہے۔ موتی مسجد۔ جامع مسجد۔ خاص محل وغیرہ انہی کے عہد میں تکمیل کو پہنچے تاج گنج کا مقبرہ دنیا میں ایک نہایت بیش قیمت شاندار عمارت ہے جو اس نے اپنی بیوی ممتاز محل کی یادگار میں تعمیر کرائی تھی۔ شاہجہاں کو اس کے لڑکے اورنگزیب نے آخر عمر میں معزول کیا۔ اور تخت گاہ کو مستقل طور سے دہلی لے گیا۔ اورنگزیب کی وفات کے بعد سلطنت مغلیہ میں ضعف و زوال آنا شروع ہوا۔ رفتہ رفتہ آگرہ بھی ان کے قبضے سے نکل گیا۔ اور ۱۷۸۴ء سے ۱۸۰۳ء تک مرہٹوں کے قبضہ میں رہا۔ جس کو مؤخر الذکر سنہ میں لارڈ لیک نے مرہٹوں کے پنجے سے چھڑایا۔

تاج گنج کا روضہ: آگرہ تاج محل کا شہر کہلاتا ہے اور یہ روضہ آگرہ میں "خواب سنگ مرمر" کے نام سے مشہور ہے۔ اس روضہ کی دلربا خوبصورتی، صفائی، حیرت انگیز طرز تعمیر اور شان و شوکت کے لحاظ سے یہ دنیا میں بے نظیر عمارت تسلیم کی جاتی ہے۔

ارجمند بانو بیگم جو عوام میں ممتاز محل کے نام سے مشہور ہے شاہجہاں کی چہیتی بیوی تھی۔ ۱۶۳۰ء میں شاہجہاں نے اس نامور باسلیقہ بیگم کی محبت اور قدر و منزلت کی یادگار میں یہ مقبرہ تعمیر کرایا۔ یہ دنیا کی عجائبات میں سے شمار کرنا چاہیے کیونکہ ایسی نفیس و خوبصورت عمارت روئے زمین پر کہیں نہیں پائی جاتی جسے دیکھ کر انسان کو خدا کی قدرت اور ایشیائی صناعی اور دستکاری اور گلکاری کے عجیب و غریب نمونہ پر عش عش کرنا پڑتا ہے۔ کوئی مقام نقش و نگار۔ پھول پتوں پچی کاری۔ رعنائی و صفائی میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ بادی النظر میں ۔ خوبصورت روضہ اور اس کی موزوں و متناسب عمارت بجائے انسان کے کسی اور اعلیٰ مخلوق کی دستکاری یا قدرت کی جولانی طبع کی حیرت انگیز مثال معلوم ہوتی ہے۔ دوربین سے اس کے باریک نقش و نگار اور صناعی اچھی طرح دکھائی دیتی ہے۔ اس روضہ کو دیکھ کر اس قول کی صداقت میں ذرا بھی شبہ نہیں رہتا کہ "مغلیہ شہنشاہوں نے اس کی تعمیر کو جنات کی طرح شروع کیا۔ اور جوہریوں کی طرح انجام کو پہنچایا"

غرضیکہ یہ روضہ عالم اپنے حسن و جمال کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہے۔

ڈاکٹر جعفر امیر علی تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ تکمیل گنج دریا کے کنارے سے پر بنا ہوا ہے قلعہ سے سیڑھیوں کے ذریعہ سے (جو ۱۶۳۰ء میں تیار ہوئی تھی اور جسے اہل آگرہ نے سنگی کمانوں سے زینت دی ہے) اس روضہ میں پہنچتے ہیں۔ ملکہ ممتاز محل ۱۶۲۹ء میں فوت ہوئی تھی اور اس کے انتقال کے ساتھ ہی اس روضہ کی تعمیر شروع ہو گئی تھی جو ۱۶۴۸ء سے پہلے اتمام کو نہیں پہونچی اس کے لئے جے پور سے سنگ مرمر اور فتح پور سیکری سے سرخ پتھر آیا تھا۔ پتھر کے کام اور صناعی کی تعریف میں قلم و زبان قاصر ہے۔ یہ سنگ مرمر کی ایک بلند پلیٹ فارم پر بنا ہوا ہے۔ اور چبوترے کے ہر ایک کونہ میں ایک طویل نازک اور موزون مینار ایستادہ ہے۔ پلیٹ فارم کے آگے ایک مسجد ہے جو بجائے خود صنعت و قدرت کا عجیب مرقع ہے۔ وسط روضہ میں خاص مقبرہ ۸۰ فیٹ ہے۔ جس کا ہر ایک زاویہ اس قسم کا ترشا ہوا ہے کہ گویا غیر مساوی مثمن شکل بناتا ہے۔ مقبرہ خاص کے مرکز میں ایک بڑا گنبد ہے۔ اور گوشوں پر بھی چھوٹے چھوٹے گنبد بنے ہوئے ہیں۔ اصلی گنبد کے اوپر ہلال چمک رہا ہے اس کے نیچے ہندوستان کی شہنشاہ بیگم (ممتاز محل) اور جس کا شوہر شاہجہاں آرام کر رہے ہیں۔ یہ دونوں قبریں سنگ مرمر کے جالیدار جنگلے میں بنی ہوئی ہیں مقبرہ میں سنگ مرمر کی جالیوں سے روشنی پہونچتی ہے۔ روضہ کی اندرونی آرائش و زیبائش قیمتی پتھروں مثلاً سنگ سلیمانی، زبرجد وغیرہ کی پچی کاری پر مشتمل ہے۔ جواہرات اور دستہ گلہائے اور پھولوں کے بنانے اور آیات کا بھی لکھنے میں استعمال کیا گیا ہے تاکہ مرمروں کی سفیدی و براقی سے خیرہ ہوئی ہوئی آنکھیں ان نگوں سے کسی قدر آرام پا سکیں یہ اندرونی مرقع آب و تاب اور عجیب و غریب صنعت کے لحاظ سے صفحہ ہستی میں اپنا جواب نہیں رکھتا اسی طرح اس کا بیرونی نظارہ اپنی لطافت اور خوشنمائی کے لحاظ سے ایسا دلفریب ہے کہ جس شخص کی ایک دفعہ بھی نگاہ پڑ جاتی ہے اس کی قدرت و صنعت کے نظارہ کو فراموش نہیں کر سکتا اور گرد پھولوں اس کے میناروں کی دیواریں اور گنبد (جو سنگ مرمر کی حباب کی مانند معلوم ہوتے ہیں) نقش انسان کی طرح خاطر

سے ہو سکتا ہے"۔

قلعہ اس کے سنگ مرمر کے محلات جن میں تاج گنج کی طرح سنگ سلیمانی۔ زبرجد۔ عقیق یمنی۔ لعل شب چراغ اور دیگر نایاب روزگار اور گرانبہا پتھروں کی پچی کاری کی ہوئی ہے بجائے خود قابل دید ہیں۔ جامع مسجد سے اب ہم اکبر کے تعمیر کردہ قلعہ میں داخل ہو گئے ہیں جو بہت سے شاندار محلات وابستہ کر اپنے سینہ میں لئے ہوئے ہے۔ دیوار قلعہ کے گرد خندق ہے جس پر ایسا پل بنا ہوا ہے جسے بوقت ضرورت کھینچ لیا جا سکتا ہے۔ اس پل کے راستے سے قلعہ کے بڑے دروازے میں داخل ہو کر اندر جاتے ہیں۔ یہی دروازہ جو دہلی دروازہ کہلاتا ہے۔ اس کے پہلوؤں پر سنگ سرخ کے ہشت گوشہ برج بنے ہوئے ہیں جن میں سنگ مرمر کا نقش کام ہوا ہے۔ ان کا درمیانی راستہ دو گنبدوں سے مسقف ہے۔ دروازہ مذکورہ کے اندر سیدھا میدان کے آگے محلات واقع ہیں جن میں سے پہلا دیوان عام ہے۔ یہ ایک بہت بڑا ہال ہے۔ اس کے عقب میں دو چھوٹے ہال دیوان خاص اور حرم سرا کے نام سے موسوم ہیں۔

دیوان خاص کو خوبصورتی کا کامل نمونہ کہنا چاہئے۔ صناعوں نے اس کے بنانے میں کمال ہنر سے کام لیا ہے۔ سنگ کاری کا کام نہایت نفیس ہے۔ سفید سنگ مرمر نے سرخ عقیق اور دیگر قیمتی پتھروں کی گلکاری میں جان ڈال دی ہے۔ دیوان خاص کے پاس ہی شیش محل ہے جسے حوری محل کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔ یہ مشرقی حمام ہے اور [illegible] شیشوں سے آراستہ و پیراستہ ہے۔

یہاں سے موتی مسجد دیوان عام کے شمال میں سنگ مرمر سے بنی ہوئی ہے۔ اور مشرق کی خوبصورت ترین مساجد میں سے ہے موتی سے زیادہ عمدہ کوئی نام اس کے لئے موزوں نہیں ہو سکتا۔

جامع مسجد: دروازہ دہلی قلعہ کے سامنے ایک بلند پلیٹ فارم پر جامع مسجد ہے بڑی بڑی چوڑی سیڑھیوں کے ذریعے سے اس میں داخل ہوتے ہیں۔ خاص مسجد تین ہال یا محرابوں سے مرکب اور ہر ایک گنبد سے مسقف ہے۔ ان میں داخل ہونے کے محراب نما راستے صحن مسجد کی طرف سے ہیں۔ اس مسجد کا نظارہ عجیب مگر دلچسپ ہے

خوب انسان پر پیدا کرتا ہے۔ یہ تعمیر ہندی مغلیہ طرز پر ہے۔ بیچ کے محراب پر جو کتبہ لکھا ہوا ہے۔ اس سے منکشف ہوتا ہے کہ شاہجہاں نے ۱۶۴۸ء میں یہ مسجد بنوائی تھی اور اس کی تیاری پر پانچ سال صرف ہوئے تھے۔ یہ مسجد متبرکہ اس کی فرمانبردار لڑکی جہاں آرا کے نام پر تعمیر کرائی تھی۔ جس نے شاہجہاں کے معزول ہونے کے بعد اس کی نظربندی و قید کی حالت میں اس کی خدمت دو وقت سے مگر۔ مذکورہ مسجد کی لمبائی (۱۳۰) اور چوڑائی (۱۰۰) فٹ ہے۔

سکندرہ۔ جو آگرہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر سڑک دہلی پر سکندرہ کے گنبد دکھائی دیتے ہیں۔ جہاں اکبر اعظم مدفون ہیں۔ ان کی قبر کا طرز تعمیر گزشتہ وضع کی تمام قبور سے نرالا ہے۔

جہانگیر کے خسر اعتماد الدولہ کی قبر دریا کے بائیں کنارے پر ایک پر فضا باغ میں واقع ہے۔

باغ مذکور آب رواں اور خوبصورت محلات سے گھرا ہوا ہے۔ اس مقبرہ کی دلفریب قطع و وضع مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں کی ملی جلی طرز تعمیر کا نمونہ ہے۔ کل یہ سفید سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے مگر اس میں ایک گز تک ایک انچ بھی زمین سے لیکر چھت تک ایسی جگہ نہیں جو مینا کاری سے خالی ہو۔ اس کے بالائی سنگ مرمر کے حصہ پر ایسا نفیس کام ہوا ہے جو کسی لمبے زریں لیس سے کم نہیں۔ (از ہندوستان و ملکی ریاست مصنفہ مسٹر وسلٹ)۔

اعتماد الدولہ کے مقبرہ سے دریائے جمنا کے کنارے کنارے دور تک باغات اور عمارات عہد اکبری کے مقابر و محلات کا سلسلہ چلا گیا ہے۔ ان میں سے قابل ذکر رام باغ ہے جہاں بادشاہ بابر نے سیاحوں کے قیام کا انتظام کیا تھا۔ اس کے قریب ہی ایک منہدم و شکستہ مقبرہ ہے جو چینی کا روضہ کہلاتا ہے۔ یہ پہلے زمانے کی خوبصورت عمارات سے ہوگا۔ بادشاہوں کے وقت کا ایک بلند گنبد بنا ہوا ہے مدفن موصوف کی اینٹیں عہد سابق میں سر تا پا مینا کاری سے ڈھکی ہوئی تھیں یہ مینا کاری نہایت طرز عجیب ہے۔

بالخصوص گنبد کے آسمانی رنگ پر نقش و نگار عجیب بہار دکھاتے ہیں۔

جنوب کی طرف سے چھاؤنی میں داخل ہونے پر ہو۔ مدین رجمنٹ کی بارکیں بطرف مغرب سمت اور دیسی انفنٹری کی بارکیں بجانب مشرق بنی ہوئی ہیں۔ اس کے آگے گرجا کے سینٹ جارج صدر بازار اور ڈ کاف میموریل ہال آتا ہے۔ چھاؤنی میں کمسریٹ ملٹری ورکس انجینئر ڈاکخانہ اور تار کے دفاتر کے سوا آگرہ کلب کی بھی عمارت ہے۔

سول سٹیشن میں بسمت جنوب نیا چنگی خانہ۔ لاری وسٹیشن ہوٹل (جس میں سابق میں جنرل حسین علی رہتا تھا) اور قلعہ کے مغرب میں بینک بنگال۔ مجسٹریٹی ومال کے دفاتر واقع ہیں یہاں سے درو قندرر وڈ تقریباً شمال کو جاتی ہے پرانا سول سٹیشن اس سڑک کے دونوں طرف آباد تھا کسیقدر فاصلہ پر میونسپل دفاتر آگرہ کالج ٹامسن ہسپتال۔ سینٹ جان کالج۔ کلیسائی مشن۔ سنٹرل جیل۔ رومن کیتھولک کنونٹ۔ اور پرانے ہائیکورٹ کی عمارات نظر آتی ہیں۔ عمارات ہائیکورٹ میں اب سول عدالتیں ہیں۔ موخرالذکر کے متصل پرانا رومن کیتھولک قبرستان ہے بنگال بینک کے علاوہ ان کی منڈ بینک اور آگرہ بینک بھی چھاؤنی میں متصل کلب موجود ہیں۔

آجکل سول لاین مندرجہ بالا حد سے آگے بڑھی ہوئی نہیں ہے۔ البتہ سڑک تین میل آگے پونہچنے دریائے جمنا کے گھاٹ تک گئی ہے کسی زمانہ میں اس سڑک پر ایک میل تک صاحب لوگوں کے بنگلے بنے ہوئے تھے۔ اس سڑک پر جو فورو منڈ روڈ کے بالمقابل مغرب کو جاتی ہے سول لاین کا گرجا بنا ہوا ہے۔ جو [illegible]ء میں تعمیر کرایا گیا تھا۔ اس سے کسیقدر مغرب میں قندھاری باغ ہے جس میں کبھی کبھی مہاراجہ بھرتپور آکر قیام کرتے ہیں۔

بجانب جنوب بسمت تھرکینگ گرلز سکول ہے۔ سڑک سترا پر پاگل خانہ جبکہ ڈسٹرکٹ جیل ہے موخرالذکر کو قیدیوں کے [illegible]ء اور [illegible]ء میں آئین بنایا تھا۔ اسی کے گرد و نواح میں پرسبٹیرین گرجا ہے۔ علاوہ بریں اور بھی بہت سے نئے سرکاری دفاتر ہیں جن کا ہمنے ذکر نہیں کیا۔

رومن کیتھولک گرجے کی عظیم الشان عمارت شاہین طرز پر ہے۔ اس کی فوقیت

اور فیلڈ ہے۔ اس کے قریب ہی پاپا کا گرجا ۱۷۷۲ء کا تعمیر کردہ ہے جسے جین جان بپٹسٹ فلوز نے جو مرہٹوں کا ملازم تھا۔ ۱۸۳۵ء میں اپنے وقت سے وسعت دی تھی رومن کیتھولک مشن وسیع رقبہ پر واقع ہے۔ شہر کے متعدد مقامات میں ایسے عیسائی تھے اور یوریشین لوگ رہتے ہیں کہ ان میں سے اکثر پرتگیزوں اور دیگر قدیمی عیسائیوں کے خاندانوں کی نسل سے ہیں۔ اس مشن کی بنیاد سولہویں صدی کے وسط میں ہوئی تھی آگرہ کالج ایک طول طویل اور وسیع عمارت واقع ہے۔ جس میں ایک تھیٹر ایک لائبریری ایک بڑا اور دو چھوٹے لیکچر روم ہیں بورڈنگ ہوس۔ اور کرکٹ وغیرہ کھیلنے کا میدان ڈرومنڈ روڈ کے متصل واقع ہے۔ میٹکاف ہال جو تماشہ گاہ کے علاوہ جلسہ ہائے رقص و سرود کے بھی کام آتا ہے۔

سر چارلس میٹکاف ہال نامزد شدہ لفٹنٹ گورنر صوبجات مغربی و شمالی و اودھ کے اعزاز میں تعمیر کیا گیا تھا۔ چھاؤنی یا سرکاری باغات ہوا خوری کے لئے نہایت موزوں مقامات ہیں۔ جب نوابوں کے استادہ ہونے کے لئے جگہ بنی ہوئی ہے۔ اس کے قریب جہانگیر کا سنگی جام ہے جسے قلعہ سے لاکر یہاں رکھے بہت عرصہ گذر چکا ہے۔ ان باغات کے سامنے مہاراجہ سیندھیا والی گوالیار کی کوٹھی ہے۔

ریلوے اسٹیشن:- قلعہ کا ریلوے اسٹیشن دیوار قلعہ کے اندر بنا ہوا ہے عمارت اسٹیشن کی تیاری کے لئے فصیل کا بہت سا حصہ توڑا گیا ہے۔ اسی کے قرب جوار میں نیا ٹاؤن ہال بھی ہے جو ۱۸۸۶ء میں ۱۰ ہزار روپیہ کی لاگت سے ازسرنو تعمیر کروایا گیا تھا۔ میونسپل کمیٹی کے نئے غلہ کی منڈی الموسوم بہ جسول گنج کے وسط میں استادہ ہے۔

منڈی مذکور ۱۸۷۹ء میں ایک لاکھ چار ہزار روپیہ کے صرف سے بنوائی گئی تھی۔ اسی موقع پر دارا شکوہ کا محل تھا۔ علاوہ بریں یہاں دہرم سالہ۔ شفاخانہ اور غریب خانہ بھی ہے۔ انگریزوں کے لئے لاری ہوٹل آرام دہ ہے دیسیوں کے لئے لوگوں نے اسٹیشن کے قریب بہت سے کمرے بنا رکھے ہیں جہاں کرایہ پر مسافر ٹھہرائے جاتے ہیں بعض ان میں سے ستھرے اور صاف ہیں۔

فتح پور سیکری:- ہر ایک سیاح کا فرض ہے کہ وہ فتح پور سیکری کو بھی دیکھے جو آگرہ سے ۲۳ میل کی مسافت پر ہے۔ جہاں گاڑی کے ذریعے سے آدمی پہنچ سکتا ہے۔ اگر کوئی سیاح علی الصباح روانہ ہو وہ شام کو واپس آسکتا ہے یا تین بجے شام کے آگرہ سے روانہ ہو کر رات کو مسافروں کے بنگلہ میں آرام کرے اور صبح کو فتح پور سیکری کا معائنہ کرکے شام کو ٹھنڈے وقت میں آگرہ لوٹ آئے۔ مسافروں کا بنگلہ صفائی اور خوراک کی عمدگی کے لحاظ سے قابل تعریف ہے

یہاں کی مساجد۔ محلات اور مقابر سیاحوں کی تکلیف کا کافی سے زیادہ معاوضہ ہیں سنہ ۱۵۷۱ء میں اکبر نے اس شہر کی بنیاد رکھکر اسے اپنا دار الخلافت بنایا تھا۔ مگر یہی مقام جو کسی زمانے میں ہندوستان کا پایۂ تخت رہ چکا ہے اب کھنڈرات اور ویرانوں کا مجموعہ ہے چونکہ شہنشاہ اکبر حضرت سلیم چشتی کا نہایت معتقد تھا۔ جو یہاں کے ایک پہاڑ کے غار میں رہتے تھے۔ اسی وجہ سے اکبر نے اس جگہ شہر بسا کر سکونت اختیار کی تھی۔ ابوالفضل اسی کے متعلق یہ شعر لکھتا ہے ؎

نسیم خوش دلے از فتح پور می آید کہ بادشاہ من از راہ دور می آید

گاؤں سے نکلنے کے بعد سیاح کو سلیم چشتی کے مقبرہ کا ایک بڑا دروازہ دکھائی دیگا جو ڈیڑھ سو سیڑھیوں کی بلندی پر بنا ہوا ہے۔ دروازہ جو اسلامی طرز کا ہے ۷۲ فیٹ اونچا ہے۔ بائیں سمت کی عظیم الشان مسجد میں سنگ مرمر کے مقبرے میں شاہ سلیم چشتی اور اس کے اطراف میں اُن کی اولاد کی قبریں بنی ہوئی ہیں۔ شاہ سلیم چشتی کی قبر کی سیپ صدف وغیرہ سے نہایت خوبصورتی سے پچی کاری کی ہوئی ہے درگاہ کی جانب شرق ایک محل ہے۔ جس میں اکبر کے ایک خاص حرم رہا کرتے ہیں۔ ایک بلند اور پرصنعت دروازے سے اس میں داخل ہوتے ہیں۔ اکبر کے زمانہ میں محل کے ایک طرف بیربل اور اس کے دوسرے حصے میں اس کی عیسائی حرم رہتے تھے۔ راجہ بیربل اپنی ظرافت اور ذہانت کی وجہ سے اکبر کا نہایت منظور نظر درباری تھا وکٹر ہیوگو بیربل کے مکان کی لطافت کی نسبت لکھتا ہے کہ اگر یہ مختصر سا محل ہوتا تو ایسے جواہرات کے رکھنے کا ایک بڑا خانہ تصور کیا جاتا۔ یہ حرم کا نام بی بی مریم تھا۔ جو پرتگال کی رہنے والی تھی۔ دیوان خاص دیوان عام بعد ہرن مینار جو ۷۰ فیٹ

بلند ہے۔ اور کہیں کہیں ہاتھی دانت کی میناکاری ہو رہی ہے۔ قابل دید عمارات ہیں۔ آگرہ اضلاع مغربی وشمالی میں دوسرے درجہ کا شہر ہے اور جمنا وگنگا کے جائے اتصال سے تین سو میل کے فاصلے پر موخر الذکر دریا کے داہنے کنارے پر واقع ہے۔ پرانی دیوار گیارہ میل رقبہ زمین گھیرے ہوئے ہے جس کا نصف حصہ آباد ہے بقیہ نصف میں قدیمی عمارتوں کے کھنڈرات ندی نالے اور کھلے میدان ہیں۔ چھاؤنی قلعہ کے جنوب میں واقع ہے۔ ان دونوں کے مابین کسیقدر مشرق کی سمت میں لب دریا پر تاج گنج کا روضہ استادہ ہے۔ قلعہ کے شمال مغرب میں سول سٹیشن اور سٹیشن مذکور اور جمنا کے درمیان شہر آباد ہے جو ممالک مغربی وشمالی کے تمام شہروں سے خوبصورت ہے۔ اور اکثر پتھر کے مکانات رکھتا ہے۔ سڑک بالعموم ہموار ہے۔ یورپین آبادی اور شہر کے درمیان چند ندی نالے واقع ہیں۔

غدر ۱۸۵۷ء میں قلعہ آگرہ بہت سے لوگوں کا جائے پناہ تھا۔ آگرہ ایک ایسا مقام ہے۔ جہاں سب سے حیرت انگیز عمارات اور نظارے دیکھنے میں آسکتے ہیں۔ قلعہ آگرہ و شہر کے مابین دریائے جمنا پر ریلوے پل بنا ہوا ہے۔ آگرہ سنگ مرمر کے کام کے لئے مشہور ہے۔ جہاں روضہ تاج محل کے سنگ مرمر کے نمونے بھی بنتے ہیں۔ کھانڈ، روئی، تمباکو، ریشم، شیشہ، اجناس پتھر، روغن تخم، نیل اور دیگر پیداوار یہاں کی خاص تجارتی اشیاء ہیں۔ آبادی ۱۹۰۲۲۲۔ متعدد بینکوں اور مشن آگرہ سینٹ بینک اور دفاتر کے علاوہ یہاں ایک ڈاک بنگلہ بھی ہے۔

چھاؤنی آگرہ:۔ یہ سپاہیوں کے رہنے کی جگہ ہے۔ یہاں یورپین فوج کے لئے بڑی بڑی بارکیں بنی ہوئی ہیں۔

ایلامنور:۔ ترچناپلی سے ۸ میل کے فاصلہ پر ہے۔ شمال کاویری کے مسافر یہاں اترتے ہیں۔

النڈی:۔ ضلع پونا میں اہل ہنود کا متبرک مقام ہے جہاں بکثرت جاتری جاتے ہیں۔

اکولہ:۔ اضلاع متوسط حیدرآباد دکن کا ایک ضلع جو جی۔ آئی۔ پی ریلوے

پر دہرہ دون سے تا کھوری واقع ہے ٹیکسی سے ۲۴۲ میل ہے اور ملاڑ سے یہاں تک کا راستہ
ہے کرایہ ۲۲۰۰ اور ۵۰۰ روپیہ ہے یہیں اور کوٹ کے مابین ایک تیز رفتار بس سروس
آتی جاتی ہے۔ اور سرشتہ تعلیم کا صدر مقام اور ڈپٹی کمشنر واکمپٹولر انجنیر کے
بیٹھنے کی جگہ ہے۔ یہاں ایک ٹریننگ سکول۔ بورڈنگ ہوس۔ گرجا۔ نادرن کلب
کلب سد قرتار۔ اور لائبریری کے علاوہ سیاحوں کے لئے آرام گاہیں بھی موجود
ہے سنٹرل ہل پانچ سو قیدیوں کی گنجائش رکھتا ہے۔

اور سطح سمندر سے صرف ۳۹۰ فٹ بلند ہے۔ فروری سے جون تک سخت
گرمی پڑتی ہے۔ یہاں کی آب وہوا معتدل صحت اور بخار پیدا کرنے والی ہے جنگلی
ہرن اور نیل گائے اس کے گرد و نواح میں بہت ملتے ہیں۔ بھیری کے جنگل میں
جو الکمان کے دامن میں اور اس سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ چیتے جنگلی بھینسے
سیمبر اور نیل گائے بکثرت پائے جاتے ہیں۔ دولت گھاٹ اور سسرو میں بھی ان کا
کا شکار کیا جا سکتا ہے۔ مذکورہ بالا مقام میں اچھے دیسی شکاری مدد دینے کے
لئے مل سکتے ہیں۔ بیمہ اور بنگولی جانوروں کے لئے اکولہ نزدیک ترین اسٹیشن
ہے جہاں سے یہ دونوں علی الترتیب ۵۰ اور ۲۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہیں۔ اور نیل
گائے کے ذریعے ان مقامات میں پہنچ سکتے ہیں۔ اکولہ میں روئی اور غلہ کی
کی ستائی کے لئے مشہور ہے یہاں کی خاص پیداوار روئی۔ رنگ۔ تیل۔ اور
اجناس ہیں۔ مغربی بہار کا کمشنر جہاں ہوتا ہے روئی کی منڈی
بھی قائم ہے۔

آثار مستفیدان سالکان کا پیکر اور شہر بی۔ آئی۔ ایس۔ ریلوے
کی شمالی سمت ونگرون سے روانہ ہو کر جہاں پہنچتے ہیں۔ تاریخی چالیس مسافر
بھی ہوائی کے شہر دیکھنے بہت آرام سے ہیں۔

الموڑہ۔ صوبہ کماؤں کی ریاست گورنمنٹ جو ہتی تال سے ۳۳ میل اور ضلع کا
صدر مقام ہے ۱۸ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ریل۔ رام نگر۔ اور یہ دونوں ملک کے
ہیں۔ الموڑہ سطح سمندر سے ۵۴۹۴ فٹ بلند ہے۔ اور ۸ ہزار کی آبادی۔ کتنا ہی
کچھ یہاں پہنچ کر دستکاری کے لئے عمدہ جگہ ہے اور موسم بھی بہار کا ہوتا ہے

الور:- یہ ایک جاٹ ریاست کی راجدھانی اور اسٹیشن جنکشن ہے دہلی سے بفاصلہ ۹۰ میل کوہ چیتوڑ کے سنگستان سلیٹ پر میدانی سطح سے بارہ سو فیٹ کی بلندی پر بسا ہوا ہے۔ اس کے گرد دیوار ہے۔ شہر میں مہاراؤ کے دو محلات و تالاب اور مرتفع چبوترے کے علاوہ متعدد مندر بھی بنے ہوئے ہیں۔ ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ آبادی ۵۲۳۹۹ ہے۔

یہاں کے قابل دید مقامات کو اس طرح تقسیم کیا جا سکتا ہے (۱) مہاراجہ کے محلات (۲) مہاراجہ بختاور سنگھ کی سمادھ۔ (۳) جگتاتھ کا مندر (۴) عدالت اور محکمہ مال (۵) ایک پرانی قبر جو شاہراہ اعظم میں واقع ہے جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ یہ فیروز شاہ تاجدار دہلی کے بھائی سارنگ سلطان کی قبر ہے یہ ترپولیہ کہلاتا ہے مہاراج کے محل کی لائبریری میں مشرقی علوم کی بہت سی نایاب قلمی کتابیں موجود ہیں۔ یہاں بازار مشرقی طرز کے ہیں۔ مہاراجہ کے محل کو دیکھنے کے لئے دیوان یا مہاراجہ کے سیکرٹری سے اجازت لینی پڑتی ہے اور سے آٹھ میل کے فاصلہ پر تخصیل کی خوبصورت جھیل ہے۔ جہاں مہاراج نے ایک دلفریب محل تعمیر کروایا ہے۔

الہ آباد:- بمبئی سے بذریعہ "جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے" "ای۔ آئی ریلوے" ۸۴۴ میل کی مسافت اور ۲۰ گھنٹے کا رستہ ہے۔ یہ شہر اہل ہنود کا بسایا ہوا ہے جسے وہ مقدس سمجھتے ہیں۔ دریائے گنگا و جمنا کے سنگم سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ایک تیسرا دریا ہے جس کا نام سرسوتی ہے زمین کے اندر ان سے جا ملتا ہے۔ سرسوتی کے جائے اتصال کی کیفیت قلعہ کے ایک محل سے بخوبی دکھائی دیتی ہے ان دونوں دریاؤں کا پانی بوجہ اختلاف رنگ ایک دوسرے سے متمیز ہے یہاں کا قلعہ جو نہایت شاندار ہے اکبر کا بنایا ہوا ہے۔ اس نے اس شہر کو الہ آباد کے نام سے موسوم کیا تھا۔ اسوکا ستون جو وسط قلعہ میں ہے زمیں دوز راستہ سلح خانہ (جسے کمشنری آف آرڈنینس کی اجازت سے دیکھ سکتے ہیں) سلطان خسرو کی سرائے اور باغ جہاں تین سنگ مرمر کے گنبدوں کے مقبرے بنے ہوئے ہیں یہاں کی قابل دید اشیا ہیں۔ الہ آباد میں متعدد ہوٹل اور ایک خوبصورت پارک

ہے جو الفرڈ پارک کہلاتا ہے۔ ہائیکورٹ۔ میو کالج۔ ٹاون ہال۔ اور میو ہسپتال کی عمارتیں بھی سیاحوں کی توجہ کو بجیپی سے اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ یوروپین آبادی شہر سے بالکل علیحدہ ہے۔ اور ای۔ آئی ریلوے کی ٹرینیں ان میں آتی جاتی ہیں اول الذکر کننگ ٹاون کے نام سے موسوم ہے جو غدر کے بعد بسایا گیا تھا۔ کائنڈ (رہنما) شہر میں ملسکتے ہیں۔ کلکتہ و دہلی کے جانے والے مسافر یہاں گاڑی تبدیل کرتے ہیں۔ سٹیشن میں عمدہ ریفرشمنٹ روم ہے۔ سٹیشن کے متصل دریائے جمنا پر ریلوے ٹرینوں کی آمد و رفت کے لئے پل بنا ہوا ہے اس کے نیچے ایک اور پل لوگوں۔ گاڑیوں اور چھکڑوں کے آنے جانے کے واسطے ہے۔ ایک پیسہ سے آٹھ آنہ تک آدمیوں اور چھکڑوں سے عبور پل کا محصول لیا جاتا ہے۔

جزیرہ نماے الہ آباد کا وہ تمام حصہ جو میونسپل حدود میں داخل اور شہر و چھاؤنی سے خارج ہے۔ سول سٹیشن کہلاتا ہے۔ اور کیننگ ٹاؤن کے نام سے مشہور ہے۔

غدر ۱۸۵۷ء کے بعد سر جی۔ ہارن بل کی زیر نگرانی اس کی بنیاد رکھی گئی تھی جو ان دنوں کمشنر الہ آباد تھے۔ جنوبی سڑک اسی شہر سے جدا کرتی ہے اس کے متوازی مشرق سے مغرب کو جاتے ہوئے کیننگ۔ الجن اور ریڈ منسٹن کلب اور ہارن بل سڑک ہے ان کے دہنے زاویہ پر سٹینلی۔ البرٹ۔ کلا ئو۔ کوئینز اور ہسٹنگز سڑکیں ہیں جن کے دونوں طرف سایہ دار درخت لگے ہیں۔ کانپور کی سڑک جنوب مغرب سے شمال مشرق کو دہو سنگنج سے میو ہال کی جانب سڑکوں کے اس جال میں سے ہو کر نکلی ہے جس پر بہت سا تجارتی اسباب گزرتا ہے۔

کیننگ ٹاؤن:- اس کے مکانات خوش قطع اور باقاعدہ بنے ہوئے ہیں جن میں یوروپین اور یوریشین رہتے ہیں۔ ان میں بعض یوروپین تاجروں کی بھی دکانیں ہیں دو ہوٹل جن کے نام لاری اور گریٹ اسٹرن ہیں ریلوے سٹیشن کے متصل واقع ہیں۔ کیننگ روڈ پر سنٹرل پوسٹ آفس۔ اور سٹیلی روڈ پر نارتھ ویسٹرن کلب کی عمارت ہے۔ یہ کلب ۱۸۶۸ء میں قائم ہوا تھا۔ اور تین سو ممبر رکھتا ہے۔ اس کی عمارت سرخ اینٹوں کی ہے کوئینز روڈ پر گورنمنٹ ٹیلیگراف آفس اور سول سٹیشن کی پولیس چوکی ہے۔ ٹھیک اس موقعہ پر جہاں کیننگ روڈ کوئینز روڈ

گو کاشی ہو لی کہلی جاتی ہے - پرائیویٹ چندے سے سنگ سرخ کا ایک گرجا بنا ہوا ہے - اس سے آگے کوئینز روڈ کے مغربی پہلو پر سرکاری مطبع ہے - جس کی بدولت آٹھ سو پچاس آدمی رزق پاتے ہیں - اس پریس کی عمارت تین لاکھ چھیالیس ہزار روپیہ کی لاگت سے ۱۸۷۳ء میں بنکر تیار ہوئی تھی - گورنمنٹ پریس مذکور کا سالانہ خرچ اوسط دو لاکھ چوبیس ہزار نو سو بہتر روپئے ہے - اس کے بعد سرکاری دفاتر چار مستقیم الزاویہ عمارتوں کے نمونہ پر ہیں ان کی طرز تعمیر علمی اصولوں کے مطابق ہے جن کا نقشہ کرنل [illegible] بعدہ جنرل بلی اور انکے متعلق پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ نے تجویز کیا تھا - کوئینز روڈ کے مغرب میں گورنمنٹ سیکرٹری اور اکونٹنٹ جنرل کے دفاتر ہیں - بسمت مشرق ہائیکورٹ اور بورڈ آف ریونیو کا محکمہ ہے - یہ عمارتیں ۱۸۷۸ء میں درجہ تکمیل کو پہونچی تھیں - اور ان پر تیرہ لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا - سڑک کلائیو پر الہ آباد بینک ہے - اس کے کسیقدر مغرب میں چھاونی کی سرحد پر سینٹ اینڈریو کا گرجا ہے - جہاں الہ آباد کی پرسبیٹرین عبادت کرتے ہیں -

سول سٹیشن الہ آباد میں سب سے زیادہ اندرون شہر کی سڑک پر رونق ہے - سڑک مذکور کا شہر کے سور گلنڈ بل سے آغاز ہوتا ہے جو سیدھی کاٹرا کو جاتی ہے کاٹرا ایک بازار ہے - جہاں سول سٹیشن کے یوروپین باشندے خرید فروخت کرتے ہیں - اس سڑک پر سینٹ پیٹرز کالج - الفرڈ پارک - رومن کیتھولک کتھڈرل اور میور کالج واقع ہیں -

الفرڈ پارک :- یہ پارک گویا الہ آباد کی ناک ہے اس کا رقبہ ۱۳۳ - ایکڑ ایک سوڈو یول ہے اس کی زمین کسیقدر دلدلی والی ہے پہلے یہاں چھاونی تھی - جو موقع کے لحاظ سے مضر صحت تصور کی گئی - پارک مذکور کے اخراجات میونسپل اور سرکاری عطیات سے چلتے ہیں جنکی مقدار علے الترتیب آٹھ ہزار اور سولہ سو روپیہ سالانہ ہے - علاوہ بریں یا اور بھی کئی ایک آدمی کے چھوٹے چھوٹے ہے پارک کے وسط میں باجہ نوازوں کے کھڑے ہونے کے لئے جگہ بنی ہوئی ہے - گرد پھولوں وغیرہ کے گملے ہیں - سنگریزوں کی سڑک پیدل چلنے والوں کے لئے اور ایک وسیع سڑک گاڑیوں کی آمد و رفت کے واسطے ہے - جب شام کو یوں

باجا بجتا ہے تو عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ الہ آباد کے ستوطین یہاں کثرت سے جمع ہوجاتے ہیں۔ پارک مذکور میں میدان کرکٹ کے علاوہ لان ٹینس کا بھی موزوں احاطہ ہے پارک میں ملکہ اور ان کے شوہر کی یادگاریں عمارتیں بنی ہوئی ہیں۔ جو ۱۸۷۸ء میں درجہ تکمیل کو پہونچی تھیں ایک انمیں سے عجائب گاہ دوسرا کتب خانہ ہے دراصل دلو سنگ سرخ کی ایک ہی عمارت معلوم ہوتی ہیں۔ مسٹر آر۔ آر۔ انجنیر کلکتہ نے ان کا نقشہ بنایا تھا۔ اور ایک لاکھ نوے ہزار روپیہ ان پر لاگت آئی تھی۔ اس کے اخراجات کے لیے تین ہزار چھ سو روپیہ سالانہ پارک میو کے فنڈ سے دیا جاتا ہے پہلے پارک میں چڑیا گھر بھی تھا۔ جو اب وہاں سے منتقل ہوگیا ہے۔

پارک کے جنوب اور کیننگ روڈ کے دوسری طرف ڈسٹرکٹ جیل ہے۔ اس پارک کی سڑک اسے گورنمنٹ ہوس سے جدا کرتی ہے۔ گورنمنٹ ہوس گو ایک موزوں موقع پر ہے مگر چونے کی سفید عمارت ہونے کی وجہ سے انجنیرانہ صنعت اور دستکاری سے معرا ہے پارک کے جنوب میں پارک اور کلب کے درمیان رومن کیتھولک فرقہ کا بڑا گرجا ہے جو زمانہ حال کے اٹالین نمونے پر ہے۔ اس کی عمارت خوبصورت اور شاندار ہے۔ اس میں چار گھنٹے لگے ہیں۔

گرجائے مذکور کا ۱۸۷۱ء میں بنیادی پتھر رکھا گیا تھا۔ اور اس کی عمارت پر ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی لاگت آئی تھی۔ یہ ہندوستان کا رومن کیتھولک فرقہ کی اولوالعزمی اور ہمت کی ایک بہترین مثال ہے کیونکہ مندرجہ بالا روپیہ کے تین سو ساٹھ ہزار کی رقم کثیر (جس میں گورنمنٹ کی بارہ سو روپیہ کی امداد بھی شامل ہے) انھوں نے پرائیویٹ چندے سے فراہم کی تھی۔

الفرڈ پارک کے شمال میں میور کالج کی ذوار بعۃ الاضلاع عمارت ہے اس کے تین پہلوؤں میں عمارتیں بنی ہوئی ہیں۔ مگر چوتھا حصہ ہنوز خالی پڑا ہے جہاں ریزیڈنسی بنانے کا ارادہ ہے جنوب کالج میں ایک بڑا ہال اور جنوب مغربی گوشہ میں ایک بلند مینار ہے۔ کالج کا رخ مغربی سمت کو ہے۔ ... کی کثیر التعداد کمروں کی قطار چلی جاتی ہے۔ وسطی دروازے پر پتھر کا ایک چھوٹا سا گنبد بنا ہوا ہے شمال کی طرف پرافسروں کے پرائیویٹ کمرے ہیں اس حصے پر بھی گنبد ہے جس کی

گلٹ شدہ تامنی سلاخ سورج کی روشنی میں خوب چمکتی ہے۔ اس کالج کی طرز تعمیر عربی ہے۔ اس کا خاکہ ونقشہ مسٹر ولیم امرسن (ساکن لندن) نے تیار کیا تھا۔ اس کی عمارت کے لئے پتھر مرزا پور اور شیوراجپور سے لایا گیا تھا۔

میور کالج کی تعمیر پر آٹھ لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا۔ ایک برآمدہ میں سر ولیم میور کا بت استادہ ہے۔ یہ بت مسٹر جی سمنڈرز نے تیار کیا تھا۔ اور اس پر دس ہزار روپیہ لاگت آیا تھا۔ جو ممالک مغربی وشمالی اور اودھ کے روسا نے بذریعہ چندہ فراہم کیا تھا۔ میور کالج۔ میور ہال اور تھارن ہل کی یادگار کی عمارتیں مسٹر جے ہینک ایگزیکیٹو انجینیر کی نگرانی میں تیار ہوئی تھیں۔

میور کالج کے مغرب اور کلب کے شمال میں سرخ اینٹوں کا بنا ہوا میو ہال ہے جس کے نقشے کے مجوز مسٹر بینی تھے جو ۱۸۷۹ء میں بنکر تیار ہوئی تھی۔ اس عالیشان ہال کا فرش نہایت نفیس اور قابل جلسہ ہائے رقص ہے اس پر ایکسو اسّی فیٹ بلند گنبد بنا ہوا ہے۔ ہال کے علاوہ کمیٹیوں کے کئے ایک کمرے ہیں اندرونی زیب وزینت زیادہ تر ان نقشوں کے مطابق ہے۔ جو ساوتھ کینسنگٹن میوزیم کے پروفیسر کمبل نے بہم پہونچائے تھے۔ ہال کی منتظم ایک کمیٹی ہے۔ اور اسکے دروازے ہر ایک پبلک جلسہ کے لئے کشادہ ہیں۔ ہال مذکور میں مسٹر بوہم کا بنایا ہوا لارڈ میو کا نصف قد کا بت نصب ہے۔

ہال مذکور ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ کے صرف سے تیار ہوا ہے۔ یہ رقم دیسی روسا کے چندوں اور میونسپلٹی الہ آباد اور سرکاری امداد سے جمع کی گئی تھی۔

سڑک کچہری پر سینک ہال۔ پولیس لائن اور مجسٹریٹی اور کلکٹری کے دفاتر ہیں جس کے سامنے ایک خوبصورت شکل دہرم سالہ ہے۔ جہاں اہل مقدمہ اور گواہ قیام پذیر ہوتے ہیں۔

بنک بنگال بازار کاٹرا کے شمال میں ہے جس کے متصل عدالت ہائے دیوانی ہیں ان کے جنوب میں گرجے کی سڑک پر اخبار پاینیر کا دفتر ہے۔

سوتھ روڈ گورنمنٹ ہوس کے مشرقی پہلو سے گذر کر شہر کو جاتی ہے اس پر گورنمنٹ ہائی اسکول واقع ہے۔

امبور۔ مدراس سے ۱۰۵۔ اور میلپٹی سے ۲ میل دور ہے۔ دریائے پولدر ریلوے سٹیشن کے سامنے بہتا ہے۔ دریا کے جنوبی کنارے پر مندر یکس وارہ ہے سٹیشن سے تین میل کی مسافت پر پریتو کو یام گاؤں کے نزدیک سمو درا ما کا مشہور مندر ہے۔ ہزارہا جاتری ہر سال ان مندروں کے درشن کو آتے ہیں۔ امبور میں منی آرڈر۔ سیونگ بینک اور سرکاری دفتر تار موجود ہے۔

امراؤتی:۔ بذریعہ جی۔ آئی۔ پی ریلوے بڈنیرا پہونچتے ہیں۔ جہاں سے سٹیٹ ریلوے میں سوار ہو کر چھ میل مسافت قطع کرنے کے بعد امراؤتی کا سٹیشن آتا ہے۔ بمبئی سے ۴۱۹ میل دور اور ساڑھے اٹھارہ گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۲۶-۱۳ اور چھ روپئے ہے۔ امراؤتی ریونیو۔ جوڈیشل اور انسپکٹر جنرل پولیس جیل اور سینیٹری کمشنروں کا ہیڈکوارٹر ہے۔

بھاؤنگر کے بعد ہندوستان میں سب سے بڑی روئی کی منڈی ہے۔ موسم تابستان میں سخت گرمی پڑتی ہے۔ یوروپین آبادی شہر سے تقریباً دو میل اور ریلوے سٹیشن سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر پہاڑ پر واقع ہے۔ سٹیشن کے پاس عمدہ ڈاک بنگلہ ہے۔ ایلچپور یہاں سے ۳۰ میل کی مسافت پر ہے جہاں ٹانگہ کے ذریعے سے پہونچ سکتے ہیں۔

امرتسر:۔ مدراس سے ۲۰۷۶ میل اور تقریباً نو گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۱۳۰-۶۵- اور ۳۱ روپیہ ہے۔ کلکتہ سے ۱۲۳۲ میل اور ۴۱ گھنٹے کا سفر ہے کرایہ ۱۱۰-۵۵- اور ۱۵ روپیے ہے۔ یہ پنجاب کا ایک مشہور شہر ہے۔ جو شمال مشرق میں گورداسپور۔ شمال مغرب میں دریائے راوی۔ جنوب مشرق میں دریائے بیاس اور جنوب مغرب میں ضلع لاہور سے محدود ہے۔

رقبہ ۱۵۷۴ مربع میل۔ آبادی ۱۴۰۰۰۰۔ امرتسر جو دہلی سے دوسرے درجے پر اور لاہور سے بڑا اور دریائے راوی و بیاس کے مابین واقع ہے ایک متمول تجارتی موزوں اور سکھوں کا مقدس شہر ہے۔ امرتسر وسط ایشیا میں بازار اور اردگرد کے شہروں کے لئے کپڑے اور تانبے اور پیتل کی اشیاء کی منڈی ہے یہاں شالی اور چادریں بھی بنتی ہیں۔ کشمیر۔ گجرات۔ سیالکوٹ اور دہلی سے بھی بہت سا

مال تجارت یہاں آتا ہے۔ ریشمی اونی کپڑوں زرد دوزی اور قالین بافی کے بھی بڑے بڑے کارخانے ہیں۔ نومبر اور اپریل میں دو عظیم الشان مذہبی میلے دیوالی اور بیساکھی کے نام سے ہوتے ہیں جہاں مویشی کی بڑی بڑی منڈیاں بھی لگتی ہیں۔ امرتسر کی آب وہوا موسم گرما میں بہ نسبت پنجاب کے دیگر شہروں کے معتدل ہے جو سردی میں خوشگوار اور صحت بخش ہوتی ہے۔ شہر کے شمال مغرب میں تین میل کے فاصلہ پر گوبند گڑھ کا مضبوط قلعہ ہے۔ امرتسر کا سٹیشن پٹھان کوٹ ریلوے کا جنکشن ہے۔ پٹھان کوٹ لائن سے۔ ڈلہوزی۔ چمبہ۔ کانگڑہ اور دھرم سالہ کو راستہ جاتا ہے۔

امرتسر میں ویٹنگ و ریفرشمنٹ روم کے علاوہ چند ہوٹل بھی ہیں اور ایک ڈاک بنگلہ متصل سٹیشن ہے گاڑیاں ہر وقت مل سکتی ہیں۔

سکھوں کے گرو گوبند سنگھ نے سنہ ۱۵۷۴ء میں امرتسر (امرت یعنی آب حیات کا سر یعنی تالاب) بسایا تھا۔ اس کا موجودہ پرانا حصہ سنہ ۱۸۶۲ء سے زیادہ کی قدامت نہیں رکھتا۔ شہر کا زیادہ تر حصہ زمانہ حال کی تعمیر ہے۔ تقریباً شہر کے وسط میں مقدس تالاب اور دربار صاحب کی عمارت ہے جس کی سکھ پرستش کرتے ہیں۔ یہ عمارت مستقیمۃ الزاویہ سنگ مرمر کے پلیٹ فارم پر بنی ہوئی ہے۔ خاص حصہ مندر پر سنہری گنبد ہے۔ جہاں ہر وقت درشن کرنے والوں کا میلہ لگا رہتا ہے۔ شہر کے شمال میں سول لائن اور اس سے آگے فوجی چھاؤنی ہے۔ یہاں کا رام باغ نہایت پر فضا باغ ہے۔

امیانایاکنور: (برائے کوڈیکنل) ترچناپلی سے ۴۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ کوہستان پلنی کے مسافر یہاں اترتے ہیں۔ سٹیشن پر ایک آرام گاہ ہے اور ناشتہ کے لئے اشیاء مل سکتی ہیں کوڈیکنل سطح سمندر سے سات ہزار فیٹ بلند اور نہایت صحت بخش اور خوبصورت مقام ہے۔ جہاں اکثر یوروپین جاتے ہیں۔ بلحاظ آب وہوا صاف یہ ہندوستان کے دیگر صحت فزا اور خوشنما کوہستانوں کا مقابلہ کرسکتا ہے یہ ضلع مدورہ سے متعلق ہے۔ اور ڈاکخانہ۔ منی آرڈر۔ سیونگ بینک اور تار کے دفاتر رکھتا ہے۔

انبالہ:- یہ ضلع و چھاؤنی ہے۔ یہ ایک میدان میں جو سطح سمندر سے ۱۰۴۰ فیٹ بلند اور دریا گھگر سے تین میل کے فاصلہ پر ہے بسا ہوا ہے اسے انبا نامی راجپوت نے چودھویں صدی عیسوی میں آباد کیا تھا۔ دہلی سے ۱۶۲ میل کی مسافت رکھتا ہے۔ قدیم و جدید آبادیوں کے لحاظ سے اس کے دو حصے ہیں پرانی بستی کے بازار تنگ و تاریک ہیں جن میں سے ایک ہاتھی بمشکل گذر سکتا ہے۔ لیکن جدید آبادی جو چھاؤنی کے سمت واقع ہے عمدہ سڑکیں رکھتی ہے۔ شہر و چھاؤنی کی آبادی ۱۹۱۱ء میں ۹۰۰۰۰ تھی۔ لوگوں کی حالت بالعموم اچھی ہے۔ جمنا و ستلج دریاؤں کے وسط میں واقع ہونے کی وجہ سے انبالہ تجارت کے لحاظ سے موزوں موقع رکھتا ہے اس کی وقعت اس وجہ سے بھی بڑھگئی ہے کہ گورنمنٹ ہند کے گرما کی صدر مقام شملہ کے قریب یعنے ۸۰ میل کے فاصلہ پر آباد ہے اور پنجاب و دہلی ریلوے اسٹیشن ہے انبالہ سے کالکا تک ریلوے کی ایک شاخ لاین نکالی گئی ہے کالکا سے بذریعہ تانگہ شملہ پہنچتے ہیں۔ انبالہ کے دو ریلوے سٹیشن ہیں یعنی ایک شہر اور دوسرا چھاؤنی میں۔ موخرالذکر وٹنگ و ریفرشمنٹ روم رکھتا ہے۔ گاڑیاں دونوں سٹیشنوں پر ٹھہرتی ہیں۔ چھاؤنی کے وسطی طرف پختہ سڑک کے کناروں پر پیپل کے بڑے بڑے سایہ دار درخت نصب ہیں۔ یہاں ایک خوبصورت کلب۔ ہسپتال۔ ٹاون ہال۔ جذام خانہ مشن سکول۔ عدالت مجسٹریٹی و تحصیل ہوٹل۔ ڈاک بنگلہ۔ ڈاکخانہ و تارگھر موجود ہے شہر کے جنوب مشرق میں چار میل کے فاصلہ پر ۲۲۰۰ ایکڑ رقبہ پر چھاؤنی آباد ہے۔ اس میں توپخانہ کی تین باٹریاں یوروپین اور دیسی سوار اور پیدل کی ایک ایک رجمنٹ یہاں رہتی ہے۔

میدانی اور کوہی ریاستوں کی پیداوار کی تجارت کا یہ شہر مرکز ہے۔ سوتی کپڑے غلہ۔ دریاں یہاں سے بیرونجات کو جاتی ہیں اور انگریزی کپڑا۔ لوہا۔ نمک۔ اون اور ریشم باہر سے یہاں آتا ہے۔

اندور:- جی آئی پی ریلوے نے ریلوے کے ذریعہ سے بڑودہ ہندوہ ...

بی۔بی وسی۔آئی۔ریلوے کی وساطت سے براہ رتلام دو راستے اندور جانے کے ہیں۔بمبئی سے ۴۴۰ میل اور ۱۷ گھنٹے کا راستہ ہے کرایہ ۲۸-۴-۱۴ سا ور چھ روپیہ۔ریاست اندور کا یہ بڑا شہر اور مہاراجہ ہلکر کی راجدھانی ہے اور دریائے کان کے بائیں کنارے پر آباد ہے۔مہاراجہ ہلکر اور وسط ہند کے ایجنٹ گورنر جنرل ہند (رزیڈنٹ) یہیں رہتے ہیں۔یہ نیا شہر ہے اور ایک صحت بخش موقعہ پر سطح سمندر سے دو ہزار فیٹ کی بلندی پر واقع ہے۔مہاراجہ کا عالیشان محل اس کی بلند منزلہ عمارت دروازے ہر ایک پہلو سے قابل تعریف ہیں۔دیگر دلچسپ مقامات یہ ہیں

لال باغ جس میں گرمائی محل بنا ہوا ہے۔اور ایک چھوٹا سا چڑیا خانہ بھی ہے۔ٹکسال۔مارکٹ (بازار) روئی کے بڑے بڑے کارخانے وغیرہ۔شہر کے مغرب میں ہرن کا شکار محفوظ رکھا جاتا ہے۔پھر سدھے ہوئے ہرنوں سے انکا شکار کرتے ہیں۔مہاراجہ کا محل سٹیشن سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔رزیڈنسی کی سنگی خوبصورت عمارت ایک باغ میں ہے۔جس میں سے نہر بھی ہے۔راجکمار کالج جس میں مالوہ کے روساء اور والیان ریاست کے لڑکے تعلیم پاتے ہیں۔احاطہ رزیڈنسی میں بنا ہوا ہے۔یہ علاقہ رزیڈنٹ کے زیر اقتدار ہے۔

اننت پور ۔پریزیڈنسی مدراس کا ایک ضلع جہاں اعلیٰ افسر پولیس کے دفتر اور عدالت سے مجسٹریٹی کے علاوہ سب جیل۔شفاخانہ۔سکول۔ڈاکخانہ اور ڈاک بنگلہ بھی ہے کہتے ہیں کہ یہ اصلی کرناٹک یا ملک کنٹری کی مغربی حد ہے۔راجائے وزیانگر کے دیوان چیکا پا یا پارٹے نے ۱۳۶۴ء میں اس کی بنیاد رکھی تھی۔۱۳۶۴ء میں اوس کے نواح میں دریائے پنڈو کی پشتہ بندی سے ایک تالاب بغرض آبپاشی بنایا گیا تھا۔یہاں منی آرڈر۔سیونگ بینک۔اور گورنمنٹ ٹیلیگراف آفس موجود ہے۔

آنند :۔"بی۔بی" وسی۔آئی"۔ریلوے پر بمبئی سے ۲۷۰ میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔جہاں سے دس گھنٹے کا راستہ ہے۔کرایہ ۱۷-۱۰-۰ ۴ روپیہ ہے۔یہ گودھرا رتلام اور بھین لائن کا جنکشن ہے۔اور بمعزاللہ کرمتام ٹڈلینڈ ریلوے کا جنکشن ہے۔

جو براہ بھوپال و جہانسی۔ کانپور او آگرہ کا عمدہ راستہ ہے۔ وٹنگ روم اور دہر مسالہ یوروپین اور دیسی مسافروں کے آرام کے لئے سٹیشن کے بالمقابل بنا ہوا ہے۔ ٹیلدر کو جو ۱۲ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہیں سے لاین جاتی ہے۔ اور یہ لاین ہزہائینس گیکوار بڑودہ کی ملکیت ہے۔

انورادھاپورہ (سیلون) یہ سیلون کے مدفون شہر کے نام سے بھی مشہور ہے یہاں ایک سرکاری آرامگاہ ہے۔ بعض اہل الرائے کے خیال میں یہ شہر اپنی عجیب تاریخ کے لحاظ سے پومپی سے کچھ کم وقعت اور عظمت نہیں رکھتا۔

اوٹکمانڈ۔ پہلے یہ اوٹی کہلاتا تھا میٹاپولم سٹیشن سے ۳۲ میل سڑک کا راستہ ہے اس اسٹیشن سے ایک دوسری سڑک بھی جاتی ہے جو ۲۰ میل ہے لیکن اول الذکر سڑک عمدہ ہے یہ راستہ ۵ سے آٹھ گھنٹوں میں طے ہو جاتا ہے میٹاپولم سے اوٹکمانڈ تک فی سواری میل تانگہ کا کرایہ بیس روپیہ اور واپسی کا سولہ روپئے ہے۔ کونور سے اوٹکمانڈ ۸ روپیے اور واپسی کا ۶ روپیہ ہے۔

اوٹی سطح سمندر سے ۷۳۹۲ فیٹ اور کوہ الک جو اس کے قریب واقع ہے ۹۰۰ فیٹ اور دادابیٹا ۸۶۲۲ فیٹ بلند ہے جھیل عمدہ سیرگاہ ہے۔ جو سطح سمندر سے ۷۲۲۰ فیٹ بلند اور ڈیڑھ میل طویل ہے۔ دیگر تفریح گاہیں یہ ہیں۔ دادابیٹا۔ سنکونہ کے باغات۔ باغ نباتات۔ قلعہ کوہ۔ لارنس پناہ گاہ۔ سنوڈن۔ کوہ جہیل وادی رنگترہ۔ وادی سویار۔ جو سور کی خندق بھی کہلاتی ہے۔ اوٹی کی آب و ہوا انگلستان کے مطابق ہے۔ اور مدراس پریزیڈنسی کا یہ بہترین تابستانی مقام ہے ویلنگٹن پارک سے یہ ۹ میل کے فاصلہ پر ہے۔ گاڑیوں کے لئے عمدہ سڑکیں بنی ہیں یہ گاڑیاں کرایہ پر مل سکتی ہیں۔ متعدد ہوٹل۔ بورڈنگ ہوس اور انگریزی دکانیں موجود ہیں۔ کتب خانہ۔ حمام خانہ۔ ہر قسم کے کھیلوں کے میدان۔ سوشل مجالس۔ اتوار کا بازار معمولی دفاتر۔ گرجے وغیرہ بھی ہیں۔ موسم گرما میں گورنر مدراس اور یہاں کا کمانڈر انچیف اسکا عملہ یہاں آکر اس کی رونق کو دوبالا کرنے کا باعث ہوتا ہے۔

نیلگری میں بڑا اور چھوٹا ہر قسم کا شکار افراط سے ہے۔

اوٹکمانڈ خوبصورت پہاڑوں سے محدود ہے۔ اور تقریباً ڈیڑھ میل لمبی ایک مصنوعی جھیل۔ ہر قسم کے نباتات۔ سارک یورو پین درخت اور انگلستانی پھولوں کے پودے ناظرین اور سیاحوں کی نگاہوں کو دلچسپی سے اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ یہ شملہ اور عالیہ کے دیگر کوہی مقامات پر بدارج فوقیت رکھتا ہے۔

اوجین:۔ بھوپال اجین ریلوے کا انتہائی مقام۔ اور بی۔ بی "وسی۔ آئی۔ و آئی۔ ایم۔ ریلوے کی فراخ و تنگ پٹری کی لائینوں کا جنکشن ہے۔ اجین ریاست گوالیار میں دریائے سپرا کے کنارے بسا ہوا ہے اور ڈویژن مالوہ ہیڈ کوارٹر۔ (صدر مقام) ہے۔ تاریخی لحاظ سے بھی باعظمت شہر ہے۔ جدید شہر پتھر کی دیوار اور مدور بروج سے محیط ہے۔ بڑا بازار دو منزلہ مکانات رکھتا ہے۔ شہر کے جنوبی حصہ میں جے پور کے مہاراجہ جے سنگھ کی بنائی ہوئی رصدگاہ ہے۔ یہاں سے افیون بیرونجات کو جاتی ہے ویٹنگ روم کے علاوہ سٹیشن سے کچھ فاصلے پر ڈاک بنگلہ بھی موجود ہے۔ آبادی ۳۴۶۹۱۔

اُدے پور:۔ ریاست میواڑ کا دارالحکومت ہے۔ بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے براہ کھنڈوہ وآر۔ ایم ریلوے چتوڑ یہاں ٹرین تبدیل کرکے ڈیباری جاتے ہیں یا بی۔ بی وسی۔ آئی ریلوے کے ذریعہ سے براہ۔ اندور۔ رتلام اور بتوسط آر۔ ایم ریلوے چتوڑ۔ وہاں سے ڈیباری۔ اودے پور سے ڈیباری ۹ میل کے فاصلہ پر ہے یہ راستہ گاڑی یا میل تانگے کے ذریعہ سے طے کیا جاتا ہے۔ جس کے لئے پہلے ہی سپرنٹنڈنٹ میل کارٹ اودے پور کو اطلاع دیجائے۔ اودے پور میں ایک چھوٹا سا مگر آرام دہ ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ اگر خانساماں کو ۲۴ گھنٹے پیشتر اطلاع دیجائے تو وہ رہائش اور قیام کا تمام سامان مہیا کر دیگا۔ اودے پور دلفریب کوہی نظارہ کے لحاظ سے۔ جو ثانی کشمیر کہلاتا ہے یہاں کی جھیلیں اور محلات قابل دید ہیں۔

میواڑ کی یہ خوبصورت دارالحکومت کا ایک اور نام "طلوع آفتاب کا شہر" ہے۔

مہاراجہ کے متعدد قصروں کے علاوہ یہاں ریزیڈنٹ کی بھی ایک کوٹھی ہے۔ اور جھیل پچولا کی سیر نہایت پُرتکلف ہے۔ اودے پور کے عالی شان مکانات جگمگاتے ہوئے مندر۔ اس کے گرد راجپوت امرا کے عالی شان محلات تاریخ اودے پور کے باغات کی شادابی و دلکش سبزی سے دل کو ٹھنڈک اور آنکھوں میں طراوت آتی ہے۔

اودے پور سطح سمندر سے ۲۰۶۴ فیٹ بلند ہے۔ اور ۴۶۶۹۳ متنفسوں کی آبادی رکھتا ہے۔ شہر سے دو میل کے فاصلہ پر شمشان ہے۔ جہاں رانایان اودے پور اور ان کی رانیوں کی لاشیں جلائی جاتی ہیں۔ باغات میں بکثرت سمادھیں بنی ہوئی ہیں ان میں راجہ اودے پور سنگرام کی سمادھ مشہور ہے جو ۵۶ ستونوں پر قایم ہے۔ اور اس کا گنبد آٹھ ستونوں پر ایستادہ ہے۔ اودے پور کے شمال میں بارہ میل کے فاصلہ پر آکلنگ جی میں ایک مصنوعی جھیل بنائی گئی ہے یہ پہاڑوں سے محدود ہے اوس جھیل کے کنارے مختلف دیوتاؤں کے مندر بنے ہوئے ہیں آکلنگ جی سے بارہ میل آگے ناتھ دوارہ ہے جو ہندوستان میں نہایت مقدس سمجھا جاتا ہے۔ ناتھ دوارہ سے آٹھ میل آگے بال سمبند کا عظیم الشان تالاب ہے جس کا سنگ مرمر کا بند دو میل طویل ہے۔

اورائی۔ بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے اٹارسی وہاں سے بتوسط آئی۔ ایم ریلوے اورائی پہنچتے ہیں۔ بمبئی سے ۷۰۳ میل کے فاصلہ پر ہے کرایہ ۱۴؍ ۸ ۔ اور ۲۴؍۴ روپے ممالک مغربی وشمالی کے ضلع جالون کا یہ خاص مقام ہے۔ اور جھانسی سے ۷۰ میل مسافت رکھتا ہے۔ اناج کی بہت بڑی منڈی ہے۔ قریب ہی ایک ڈاک بنگلہ ہے۔ سیاہ مرغابیوں کا شکار یہاں کثرت سے ہے

اورنگ آباد۔ بمبئی سے نندگاؤں تک براہ ریل ۱۸۰ میل کی مسافت اور ساڑھے چھ گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۱۱-۵۔ اور دو روپے۔ یہ نظام کی عملداری میں ہے نندگاؤں میں ڈئنگ وریفرشمنٹ روم اور ڈاک بنگلہ موجود ہے یہاں سے تانگہ پر سوار ہو کر نو گھنٹے میں ۵۵ میل قطع راہ کر کے اورنگ آباد پہنچتے ہیں تانگہ کا کرایہ فی کس

دس روپیہ ہے۔ بڑودہ (بفاصلہ ۱۴ میل) اور دیوگاؤں (بفاصلہ ۲۰ میل) میں ڈاک بنگلہ ہیں۔ اورنگ آباد سے جالنا تک ۳۸ میل تانگہ جاتا ہے۔ اورنگ آباد کے شمال مغرب میں ۵ میل کے فاصلے پر دولت آباد کا مشہور تاریخی قلعہ ہے جو سطح سمندر سے ۲۲۵۹ فیٹ بلند ہے اس کو دیکھنے کے لئے سٹیشن سٹاف افسر کی وساطت سے صوبہ دار اورنگ آباد سے اجازت لیجا سکتی ہے یہ قلعہ ایک گاؤدم پہاڑ پر بنا ہوا ہے۔ اور آس پاس سے تراش کر اسکو ہیبا دسے۔ ۱۲۰ فیٹ کی بلندی تک سیدھا عمود وار لیگئے ہیں۔ ایک تنگ و تاریک راستہ سے پہاڑ کی بالائی حصہ پر پہنچتے ہیں۔ اس کی سیڑھیاں سروں کو کاٹ کر بنائی گئی ہیں جو ایک بڑے غار میں سیاح کو لیجاتی ہیں جو پہاڑ کے اندر کھودا ہوا ہے۔ چوٹی کی بارہ دری سے گرد و نواح کا دلچسپ منظر نظر آتا ہے۔ اورنگ آباد میں اورنگ زیب عالمگیر کی لڑکی ربیعہ درانی کا خوبصورت مقبرہ روضہ تاجگنج کے نمونہ پر بنا ہوا ہے۔ اورنگ آباد سے سیاح غارہائے اجنٹا کا معائنہ کرسکتے ہیں جو یہاں سے ۵۴ میل کے فاصلہ پر ہیں۔ (دیکھو اجنٹا کے غار)۔

اورنگ آباد میں اسلامی عمارتوں کے کھنڈر جابجا پائے جاتے ہیں۔ دولت آباد سے چھ میل کے فاصلے پر شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کا مقبرہ ہے۔ اس کے ساتھ ہی اسلامی بیت العلوم اور مسجد کی عمارتیں بھی نظر پڑتی ہیں۔

ایبٹ آباد:۔ حسن ابدال جو راولپنڈی سے پچاس میل کے فاصلہ پر ہے ایبٹ آباد جانیکا ریلوے سٹیشن ہے۔ یہاں سے ایبٹ آباد ۴۲ میل کی مسافت رکھتا ہے جہاں سے بذریعہ تانگہ براہ ہری پور ایبٹ آباد پہنچتے ہیں۔ یہ کلکتہ سے ۱۴۶۷ میل دور ہے۔ اول دوم۔ اور سوم درجہ ریلوے کا کرایہ کلکتہ سے علی الترتیب ۱۲۵۔ ۶۲۔ اور ۱۸ روپیہ ہے اور بمبئی سے تقریباً ۹۵۔ ۵۴۔ ۱۴ روپیہ ہے۔ یہ ایک بڑا کوہستانی دیسی قصبہ اور پہاڑی ہے اور سطح سمندر سے پانچ ہزار فیٹ بلند ہے۔ سیاحوں کے ایک قیام گاہ (ڈاک بنگلہ) کے علاوہ یہاں منی آرڈر۔ سیونگ بینک اور تار کے بھی دفاتر ہیں۔

اڈیاکولم :- ایروڈ سے ۱۴۰ میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ یہاں قدیم میل کی ساخت پر دریا کے کنارے وشنو کا ایک مشہور مندر بنا ہوا ہے۔ جس کے درشن کیواسطے تیچری۔ کنانور کالیکٹ۔ شہرانور وغیرہ مقامات سے سال کے خاص ایام میں بکثرت ہندو جاتری آتے ہیں۔ اپریل میں یہاں ایک بڑا تیوہار منایا جاتا ہے جس کی دہوم دہام دس روز تک رہتی ہے۔

ایروڈ :- مدراس کالیکٹ لاین پر مدراس سے بفاصلہ ۲۴۳ میل آباد ہے کرایہ ۱۴-۱۵- آٹھ اور ساڑھے چار روپیہ ہے۔ سوتھ انڈین و مدراس ریلوے کا جنکشن ہے۔ آرام دہ ریفرشمنٹ روم سٹیشن پر موجود ہے۔ تنجور۔ ترچناپلی وغیرہ کے تمام مسافر یہاں ٹرین تبدیل کرتے ہیں۔ سٹیشن کی بالائی چھت پر یوروپین مسافروں کے سونے کے لئے جگہ ہے متصل سٹیشن دیسیوں کے لئے بھی کئی ایک آرام گاہیں ہیں سٹیشن سے دو میل کے فاصلہ پر مشہور کاویری دریا ہے جسے اہل ہنود مقدس سمجھکر اس میں نہاتے ہیں۔ اس ضلع میں روئی اور کیلا پیدا ہوتا ہے۔

ایگت پوری :- بمبئی سے بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے ۸۵ میل کے فاصلہ پر ہے کرایہ ساڑھے پانچ۔ اڑہائی روپیہ۔ اور سوا روپیہ یہاں ریلوے کوکان سے تھل گھاٹ (دکن) چڑھتی ہے۔ یہ چڑہائی ہر ایک موسم میں گو نہایت نظر فریب ہی مگر ستمبر میں گھاٹیوں پر گلہائے رنگارنگ کے پیدا ہو جانے سے اس کا لطف اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ ان گھاٹیوں کی بہتی ہوئی نہریں اور پانی کی دہاریں نگاہوں کو مسخر کر لیتی ہیں۔ ٹرین کو بارہ سرنگوں میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ اگاٹ پوری ایک نہایت خوشگوار صحت فزا مقام ہے۔ اس کے ضلع اور بمبئی کے بعد میں عمدہ وار لوگ وغیرہ کی اکثر آمد و رفت رہتی ہے۔ گرد و نواح میں بڑے بڑے شکاری حیوانات پائے جاتے ہیں۔ ریفرشمنٹ اور وٹنگ رومز کے علاوہ یہاں ایک ڈاک بنگلہ بھی ہے۔

ایلچپور :- جی۔ آئی۔ ریلوے کے ذریعہ سے بذریعہ جاتے ہیں۔ جو ناگپور برانچ کی ایک شاخ ہے وہاں سے بذریعہ سٹیٹ ریلوے امراؤتی۔ امراؤتی سے ایلچپور تک

تیس میل سڑک کا راستہ ہے۔ عیسائی گاؤں (از امراؤتی ۱۰ میل) میں ڈاک بنگلہ ہے
چکالدہ (متصل گوالی گڈھ) کا پہاڑی سٹیشن جو تاریخ ڈیوک آف ویلنگٹن کی فتوحات
کیوجہ سے مشہور ہے۔ ایلچپور کے شمال مغرب میں ہے۔ ایلچپور حیدرآباد کنٹنجنٹ (ایک
رجمنٹ انفردلی۔ ایک توپخانہ۔ اور سواروں کے ایک سکواڈرن) کا ہیڈ کوارٹر ہے
اکتوبر۔ نومبر و دسمبر کے مہینوں کے سوا (جبکہ یہاں بخار پھیل جاتا ہے) ایلچپور
بالعموم صحت بخش مقام ہے۔

ایلور:۔ (اسے ایلورہ نہ سمجھنا چاہیئے) زمانہ سابق میں شمالی سرکاری کا صدر مقام
تھا۔ اب خوشنما قالینوں کی ساخت کیوجہ سے مشہور ہے۔ یہ بیزواڑہ سے
۳۰ میل کے فاصلہ پر ایسٹ کوسٹ ریلوے پر واقع ہے۔ سٹیشن ریفریشمنٹ روم
رکھتا ہے۔ گوداوری اور کرشنا کی نہروں کا سلسلہ یہاں ملتا ہے۔ گرجا۔ عدالت سب جج
ڈاکخانہ۔ تارگھر اور مدارس موجود ہیں۔ آبادی پچیس ہزار ہے

ایلورہ:۔ جی۔ آئی۔ پی ریلوے کے ذریعہ سے نندگاؤں جاتے ہیں جو بمبئی
سے بفاصلہ ۱۶۰ میل ہے۔ جہاں ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ یہاں سے دیوگاؤں
بنگلہ کو روانہ ہوتے ہیں جو بفاصلہ ۲۴ میل واقع ہے دیوگاؤں سے بارہ میل
کے فاصلہ پر روضہ عالمگیر اور ایلورہ کے غار ہیں ان سے آگے دولت آباد ہے۔
روضہ سے اورنگ آباد تک براہ دولت آباد عمدہ سڑک بنائی گئی ہے جو ۱۴ میل ہے
دولت آباد ۱۰ میل نندگاؤں سے اور نگ آباد ۶۰ میل ہے اور تانگہ کا کرایہ بیس
روپیہ لگتا ہے۔ لیکن ادھر کی سڑک اچھی نہیں ان غاروں کے دیکھنے کا موزوں وقت
بارش کے بعد ہے۔ جبکہ پہاڑ سبزہ خودرو سے ملبس ہوتے ہیں اور آبشار کی
کیفیت بھی دیکھنے میں آسکتی ہے۔ عمدہ راستہ یہ ہے کہ پہلے اورنگ آباد جائیں اور
وہاں سے ایلورہ کو روانہ ہوں۔ لیکن قلعہ دولت آباد کے دیکھنے اور بنگلہ روضہ
میں قیام کرنے کا حکم پہلے محکمہ دار نظام سے یہیں حاصل کر لینا چاہیئے۔ ایلورہ یا
ویرول کے غار گاؤں سے ایک میل کے فاصلہ پر ہیں۔ ایک میل و آگے گھاٹ پر

شہنشاہ عالمگیر کا روضہ ہے۔ اس میں اور بھی عباد و زہاد کی قبریں بنی ہوئی ہیں۔ روضہ سے ایک ڈھلوان گھاٹی دولت آباد کی طرف جاتی ہے غار کے اندر ہلال کی شکل کے پہاڑ بنے ہیں۔ مذاہب بدھ۔ برہمی وجین کے کل ۳۴ غار ہیں ایک برہمن رہنما غاروں کو دکھلاتا ہے۔ غارہائے مذکور تقریباً شمال وجنوب میں ۱۴ میل لمبے چلے گئے ہیں جہاں پہاڑ مغرب کیطرف پڑتا ہے وہاں مذہب بدھ کے بارہ غار ہیں۔ شمال میں اندر سبھا یا جین مذہب کے غاروں کا مجموعہ ہے سیڑھیاں جو پہاڑ پہ بنی ہوئی ہیں وہ کیلاس (بڑے غار) کے جنوبی پہلو۔ اور برہمی غاروں اور داسی اوتارا غار (جو دوسرے درجہ کا ہے) پر سے گذرتے ہیں۔ سولہ غار بڑے غار کیلاس ثانی کے جنوب اور ۱۴ غار اس کے شمال میں واقع ہیں۔ مگر موخر الذکر گو تعداد میں کم ہیں مگر مشترویہ طور پہ دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ فرگوسن مصنف تاریخ سنعہ و تعمیرات مشرق کے خیال میں کیلاس کا بڑا غار ہندوستان کے زمانہ قدیم کی نہایت حیرت انگیز اور دلچسپ یادگار ہے۔

ایلی فنٹا کے غار۔ یہ غار اس نام کے ایک چھوٹے سے جزیرے میں جو بمبئی کے شمال مشرق میں واقع ہیں۔ اپولو بندر سے شائقین دخانی کشتیوں میں سوار ہو کر چند گھنٹوں میں یہاں پہونچ جاتے ہیں۔ کشتی کا خرچ پانچ روپیہ اور آنہ ہے۔ دیسی اس جزیرے کو گوراپوری کہتے ہیں۔ غارہائے مذکور زیادہ تر وسط کے ایک بڑے مندر اور دو سے ماسی کی خانقاہوں پر مشتمل ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ غار ۲۶ ستونوں پر قایم ہیں۔ ان میں سے آٹھ ستون اب ٹوٹ گئے ہیں اور سولہ کی چونہ سے مرمت کی گئی ہے۔ بڑا غار اکیسو تیس فیٹ طویل اور اسی قدر عریض ہے۔ ستون سے ۱۵ سے ساڑھے سترہ فیٹ تک بلند ہیں۔ بڑے غار کو اہل ہنود شیو کا مندر بتاتے ہیں۔ لیکن بمبئی کے بعض برہمن اس قول کو جھٹلاتے ہیں اور اُنکا بیان ہے کہ پانڈوں نے زمانہ جلاوطنی میں یہ مندر بنایا تھا۔ اُن کے خیال میں یہ ایسا صعب و مشکل کام ہے جسے کوئی انسان انجام نہیں دیسکتا۔ خاص بت مندر میں شیو کا ہے جو ۱۹ فیٹ طویل اور تین چہرے رکھتا ہے۔ یہ چہرے برہما (پیدا کنندہ) رودرا (فنا کرنے والا) اور وشنو (محافظ) کو ظاہر کرتے ہیں

دوسرا نصف مرد و نصف عورت بت (۱۲ فیٹ) وشنو (۱۴ فٹ) کا ہے ان دونوں
کی شادی سے گنیش یا گنپتی (ہاتھی کے سر والا عقل کا دیوتا) اور راون (جس نے
کیلاس کو اٹھا لیجانے کی کوشش کی تھی) پیدا ہوئے غاروں میں پتھروں کو تراشکر
جو نقش و نگار بنائے گئے ہیں ان میں سے بعض کو جنوبی ہند کے بہترین نگاروں
سے تصور کرنا لازم ہے۔ ڈاکٹر برگس نے ۱۸۷۱ء میں ان مندروں کا مفصل حال
شائع کیا تھا سیاح کو ان غاروں کے دیکھنے سے پہلے انکی ایک کاپی یا غار ہائے
مذکور کی کوئی اور رہنما کتاب ضرور مہیا کر لینی چاہیئے۔ اس جزیرہ کا بلند ترین حصہ
سطح سمندر سے ۵۶۸ فیٹ بلند ہے۔ گو ایلی فینٹا میں قیام گاہ ہے۔ مگر بہتر ہوگا کہ سیاح
اپنے کھانیکا سامان خود اپنے ہمراہ لائیں۔ اور یہ کہ بجائے بادبانی کشتی کے دخانی
کشتی کو اس سفر کے لئے ترجیح دینی چاہیئے۔ ورنہ جاتے یا آتے وقت بادبانی کشتی
ہوائے مخالف یا خفیف طوفان سے موثر ہو کر تعویق اور ہرج کا باعث ہوگی۔ ایلی فنٹا
کے پرانے گھاٹ کی دہنی طرف ۲۵۰ گز کے فاصلہ پر پتھر کا ایک ہاتھی تراشا ہوا ہے اس
وجہ سے پرتگیزوں نے ان غاروں کا نام ایلی فینٹا رکھدیا۔ جس کے معنی ہاتھی کے
ہیں۔ ۱۸۱۴ء میں اس ہاتھی کی گردن اور سر گر پڑا۔ اس کے بعد بقیہ پتھر کے ٹکڑے
کو بائکلا (بمبئی) کے وکٹوریہ گارڈن میں منتقل کیا۔ جہاں ہاتھی کا دھڑ اب تک پڑا ہوا ہے
ان غاروں کا حال کسیقدر تفصیل سے بیان کرنا دلچسپی سے خالی نہوگا۔ وسطی بڑے
غار کی سطح ہموار ہے اور اس میں چار راستے ہیں۔ برہما۔ روڈرا۔ اور وشنو۔
کے تین چہروں کا بت عجیب و غریب ہے۔ اس کے چہرے علی الترتیب بلحاظ اوصاف
پیدا۔ ہلاک اور محافظت کرنے والے کے باہم مختلف ہیں۔ وسطی یا سامنے کا چہرہ برہما
مشرقی۔ روڈرا۔ اور مغربی وشنو کا ہے۔ وسطی چہرے کے خط و خال سے حلم دانشمندی
ظاہر ہوتی ہے۔ برہما کے بائیں ہاتھ میں ترنج ہے۔ اس پھل کی شکل سے رحم (بچہ دانی)
کا اظہار مطلوب ہے۔ دہنا ہاتھ ٹوٹا ہوا ہے گلے میں مالا پڑی ہوئی ہے۔ اس
کے نیچے نہایت خوبصورت دستکاری کا کمربند ہے۔ سر کے بالوں کو برج کی
مانند بل دیا ہوا ہے۔ اور ایک خوشنما تاج زیب سر ہے۔
مشرقی یا بائیں طرف دروازے کے چہرے سے سختی و خشونت عیاں ہے

اس کی ناک کے اوپر ایک تیسری آنکھہ ہے۔ پھن دار سانپ جو اس کے بازوؤں کے گرد لپٹا ہوا ہے اور جو اس کے منہ کی طرف پھن اوٹھائے ہوئے ہیں۔ رودرا اس کو دیکھہ دیکھہ کر مسکرا رہا ہے۔ زیورات اس کے طبعی اوصاف کے مطابق ہیں یعنی کپنٹی پر انسانی کھوپری۔ اور سر پر بالوں کی جگہہ سانپ لپٹے ہوئے ہیں جنمیں سے ایک سانپ اپنا پھن طرّہ کیطرح بلند کئے ہوئے ہے۔ مغربی یا داہنی طرف وشنو ہے جو کنول کا پھول ہاتھہ میں لئے ہے۔ اس کے چہرے سے ملایمت اور رحم ہویدا ہے۔ دروازہ پر دربانوں کے بُت ہیں جو چھوٹے چھوٹے جن بھوتوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہیں۔

اردانا ایشورہ۔ اسی ہال میں اس سہ رخہ بت کے مشرق میں چہا۔ ہاتھوں کا نصف مردانہ ونصف زنانہ بُت (وشنو اور اما) کا ہے۔ اسکے داہنے پہلو پر ہلال اور ایک سانپ سر اوٹھائے ہوئے ہے۔ جو پرستش لنگ کی علامت ہے۔ مردانہ وزنانہ ہاتھہ میں ایک ایک آئینہ ہے۔ اس بت کی داہنی طرف برہما تخت پر جسے پانچ ملازم تھامے ہوئے ہیں بیٹھا ہے۔ شیو کے متصل اندرا آسمانی دیوتا ہاتھی پر سوار ہے۔ یہ بائیں ہاتھہ میں بجلی کو تھامے ہوئے ہے۔ شیو کے دوسری طرف وشنو نصف انسان اور نصف عقاب کی شکل کے جانور پر سوار ہے جسے گرود کہتے ہیں۔

شیو۔ ہال کی مغرب میں ایک بڑا بت شیو کا ہے۔ اس کے بلند تاج پر ہلال اور دیگر علامات ہیں۔ اس کے اوپر ایک پیالہ میں تین خاص شکل وشمایل کی عورتیں ہیں ان عورتوں سے گنگا۔ جمنا اور سرسوتی کے مقدس دریا مراد ہیں اہل ہنود کے اقوال کے مطابق دریاے گنگا شیو کے سر سے نکلا ہے۔ شیو کے بائیں طرف پربتی ایک خوبصورت طرز پر استادہ ہے۔ شیو کے دہنی طرف برہما واندرا ہے اور پربتی کے بائیں جانب وشنو گرود پر سوار ہے۔

مندر لنگ:۔ غار کے مغرب میں ایک مربع کمرہ ہے جو چار دروازے رکھتا ہے اس کمرے کے وسط میں پتھر کا ایک بڑا عمود نما لنگ۔ جو قدرت کے آلہ توالد وتناسل کا اظہار کرتا ہے۔ یہ اس غار میں سب سے مقدس ترین چیز ہے۔

شیو کے مغربی دیواروں کی تصویریں شیو اور پربتی کی شادی کے منظروں کا اظہار کرتی ہیں۔ پربتی کا بُت غار بھر میں نہایت متناسب الاعضا ہے۔ تصاویر مجلس عروس کے سامنے شیو کا بت ہے۔ اپنی پہلی بیوی سیتا سے قربانی کے بارے میں سیتا کے والد کا انکار سنکر سخت غضبناک ہے۔ اور اس کے کندھوں سے رانوں تک کھوپریوں کی مالا لٹک رہی ہے۔

مغربی پہلو:۔ ایک صحن سے گذر کر سیاح ایک کمرے میں پہنچتا ہے جس میں ایک اور لنگ نصب ہے۔ اس کے وسط میں شیو فقیرانہ وضع سے ایک تخت پر بیٹھا ہے۔

پھر بڑے غار میں داخل ہو کر مشرقی پہلو کیطرف سیاح ایک کمرے میں پہنچیگا جس میں شیو اور پربتی دیوتاؤں اور دیبیوں کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ اور وہ شیو اور پربتی پر پھول برسا رہے ہیں۔ شیو اور پربتی کے پیچھے ایک عورت ایک بچے کو اٹھائے ہوئے ہے۔ یہ بچہ گوگنیش یا گنیتی ہے جو جوان ہو کر ہاتھی کے سر والا عقل کا دیوتا ہوا۔ اگر سیاح یہاں سے مڑ کر چند قدم آگے بڑھے وہ اس غار کے اس حصہ پر پہونچ جائیگا جہاں سیلون کے جن بھوتوں کے بادشاہ راون کی اسوقت کی تصویر دکھائی گئی ہے۔ جبکہ اس متبرک کیلاس کو اٹھا لیجانے کی کوشش کی تھی۔ راون کے دس سر اور دس ہاتھ تھے۔ اس کے مقابلہ میں شیو اپنے آٹھ ہاتھوں اور پربتی کے ساتھ کیلاس پر کھڑا ہے اور اس کے معتقد دیوتا اس کے عقب میں ہیں۔

مشرقی پہلو:۔ اس سمت میں داخل ہونے کے لئے سیاح کو ضرور چند سیڑھیاں اتر کر ایک صحن کو عبور کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد وہ چند اپسی سیڑھیوں پر پہونچیگا جس کے ہر طرف پتھر کا ایک چیتا ایستادہ ہے۔ مشرقی پہلو کے وسط میں لنگ ایستادہ ہے۔ جنوبی گوشہ پر گنیش کا ایک بہت بڑا بت ہے۔ مغربی دیوار پر دس بڑی بڑی تصویریں کندہ کی ہوئی ہیں۔ ان میں سے اکثروں کی صورتیں اکبری کیطرح بگڑ گئی ہیں۔

اس جزیرے میں بڑے غار کے علاوہ چار اور غار بھی ہیں۔ دو تو اسی

چوٹی پر ہیں جس میں مندرجہ بالا بڑا غار کھودا گیا ہے۔ بقیہ دو سامنے کی چوٹی پر واقع ہیں موخرالذکر چوٹیوں پر ایک راستہ سے پہونچتے ہیں جو جھاڑیوں اور کوہستانی اشجار سے جنگل کا نمونہ ہے۔ (بمبئی گزیٹیر)

(ب)

بادالی:۔ پریزیڈینسی بمبئی کا ایک قصبہ جو بادالی سٹیشن سے تین میل اور پونا سے ۰۰۵ میل کی مسافت رکھتا ہے اس قصبہ میں جین مت کا ایک غاری مندر ہے۔ جو غالباً ۶۵۰ء میں پہاڑ کو تراش کر بنایا گیا تھا۔ برہمنی مذہب کے بھی تین مندر ایسی غاریں ہیں یہ ۵۸۰ء میں بنائے گئے تھے۔ جینی غار ۳۱ فیٹ طویل اور ۱۹ فیٹ عمیق ہے۔

بارکپور:۔ کلکتہ سے براہ ریل دور یا وسڑک ۱۴ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں ایک عظیم الشان پارک ہے جس کے شمال میں چھاؤنی ہے۔ بارکپور ایک بہت بڑا قصبہ ہے۔ جہاں صدہا کوٹھیاں اور بنگلے بنے ہوئے ہیں۔ کلکتہ سے یہاں تک عمدہ سڑک ہے۔ گاڑی میں سوار ہو کر اس راستہ سے بارکپور جانا دلچسپی سے خالی نہیں پارک نہایت خوبصورت اور وضعدار ہے جس میں چند وحشی حیوانات اور پرندے بھی رکھے ہوئے ہیں۔ وائسرائے ہند کی کوٹھی پارک کے وسط میں بنی ہوئی ہے۔ جب ہندوستان کے گورنر جنرل شملہ سے اتر کر کلکتہ تشریف لیجاتے ہیں تو اون کے وقت کا زیادہ تر حصہ بارکپور میں بسر ہوتا ہے۔ لارڈ منٹو نے سب سے پہلے اپنے قیام کیلئے بارکپور کو منتخب کیا تھا۔ مارکوئیس آف ہسٹنگ نے اس کوٹھی کو اور بھی وسعت دی۔ لیڈی کیننگ کی قبر بھی یہاں بنی ہوئی ہے۔

بارہ بنکی:۔ یہ لکھنؤ سے سترہ میل کے فاصلہ پر ریلوے جنکشن ہے۔ جہاں سے بہرام گھاٹ کو ریلوے لائین جاتی ہے۔ نواب گنج اس سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ ضلع کے افسران اعلیٰ ان ہر دو مقامات میں رہتے ہیں۔ آبادی چودہ ہزار سول سٹیشن نواب گنج میں بمعہ گردونواح ضلع بارہ بنکی کی آبادی ۱۳۰۹۰۶ ہے سکول کے علاوہ پولیس۔ ڈاکخانہ۔ اور تار کے دفاتر بھی یہاں کھلے ہوئے ہیں

باگل کوٹ:- یہ ضلع کلادگی کا سب ڈویژن دریائے گھاٹا پرابھا پر بادالی سے سترہ میل کی مسافت پر واقع ہے۔ ریشمی اور سوتی کپڑے والے کی تجارت و ساخت کی منڈی ہے۔ سب جج کی عدالت کے علاوہ یہاں شفاخانہ۔ منی آرڈر۔ تار۔ اور سیونگ بینک کے دفاتر ہیں۔

باندا:- جھانسی سے مانک پور جاتے ہوئے راہ میں یہ سٹیشن آتا ہے۔ جو اول الذکر سے ۱۹۹۔ اور کلکتہ سے ۱۴۶ میل دور ہے۔ کرایہ کلکتہ سے تقریباً ۶۱ ۳۰۔ اور آٹھ روپیہ یہ ایک میونسپل شہر اور حکام ضلع کا ہیڈکوارٹر ہے۔ دریائے دکن سے ایک میل کے فاصلہ پر دلدل والی سرزمین آباد ہے۔ اس دریا کی تہ سے وہ پتھر نکلتا ہے جو سنگ باندا کے نام سے مشہور ہے جسے تراش کر اور پالش کر کے گراں قیمت پر بیچتے ہیں۔ دریا کے بائیں کنارے پر جہاں ریلوے پل بنا ہوا ہے پرانے قلعہ کے کھنڈر نظر آتے ہیں یہاں ۶۶ مسجدیں ۱۶۱ ہندو اور پانچ جینی مندر ہیں جنمیں سے بعض کی طرز تعمیر نہایت خوشنما ہے۔ باندا میں منی آرڈر۔ سیونگ بینک اور تار کے دفاتر کھلے ہوئے ہیں۔

باندی کھوئی:- انجن کے تبدیل ہونے کا سٹیشن اور ریلوے سٹاف کی ایک بہت بڑی بستی جو دہلی سے ۱۳۵۔ اور آگرہ سے ۹۴ میل کی مسافت رکھتی ہے۔ یہ بڑی لائین اور آگرہ شاخ ریلوے کا جنگشن ہے۔ سٹیشن پر ویٹنگ اور ریفرشمنٹ روم موجود ہیں۔

بانکی پور:- کلکتہ سے ۳۲۰ میل کے فاصلہ پر ایک بڑا سول سٹیشن اور ضلع پٹنہ کا ہیڈکوارٹر ہے۔ پٹنہ گیا لائین اور ڈگا گھاٹ شاخ ریلوے کا جنکشن ہے بانکی پور بنگال اور نارتھ ویسٹرن ریلوے کا بھی راستہ ہے۔

بانمور:- گوالیار سے بارہ میل کی مسافت پر ایک گاؤں اور ریلوے سٹیشن ہے جب نیا چاند شنبہ کو نکلتا ہے تو اس موقع پر یہاں ایک بہت بڑا میلہ سنیچری کے نام سے ہوا کرتا ہے۔ اس گاؤں کے متصل پتھروں کی کانیں ہیں اس سے برآمد شدہ پتھروں پر کائی کیطرح کچھ دھات جمی ہوئی ہوتی ہے۔

بہینا:- جھانسی سے پندرہ میل کے فاصلہ پر ایک بڑا قصبہ ہے۔ ہرن اور چکارے

یہاں کثرت سے ہیں۔ مگران کے شکار کے لئے حکام سے اجازت لینی پڑتی ہے چیتے۔ چیتل اور بارہ سینگے بھی پائے جاتے ہیں۔ کبھی کبھی شتر مرغ بھی دیکھنے میں آتا ہے یہاں ایک آرام دہ بنگلیہ ہے جہاں ڈویژنل انجینیر جہانسی کی اجازت سے قیام کر سکتے ہیں۔ منی آرڈر اور سیونگ بینک کے دفاتر کے ساتھ مسافروں کے لئے ڈاک بنگلہ بھی بنا ہوا ہے۔

بٹی کولہ:۔ (سیلون) مشرقی صوبہ کا دارالحکومت ہے۔ ایک جزیرہ پر ایک عجیب قسم کی نمکین جھیل کے متصل آباد ہے۔ جھیل مذکور ایک تیس میل لمبی نہر کے ذریعہ سے سمندر سے جا ملتی ہے مضافات بٹی کولہ میں ناریل کے درخت نہایت کثرت سے ہیں دیہات میں تامل اور مسلمان قومیں آباد ہیں۔ بٹی کولہ میں جانے کے لئے جھیل پر ایک خوشنما راستہ بنا ہوا ہے۔ شہر میں ایک پرانا فرنچ قلعہ ہے جو قید خانہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ بٹی کولہ "گانیوالی مچھلیوں" کے لئے مشہور ہے۔ جو نمکین جھیل میں رہتی ہیں۔ یہ مچھلیاں ایسی خوش نوا ہیں کہ ان کا نغمہ کانوں کو نہایت بھلا معلوم ہوتا ہے۔ "سر لسے ٹینٹ" انکی ترانے کی نسبت یہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ ان گانیوالی مچھلیوں کی آواز متمیز اور صاف ہے۔ اور ان کی بلند و دھیمی سُریں نہایت شیریں ہیں۔" بٹی کولہ کی آبادی چھ ہزار آدمیوں کی ہے

بجولی:۔ جہانسی سے پانچ میل کے فاصلہ پر آئی۔ ایم۔ ریلوے پر واقع ہے یہاں شکار بہت ملتا ہے اور مرغابیاں بھی پائی جاتی ہیں۔

بدنی:۔ ہوشنگ آباد سے ۲ ½ میل کے فاصلہ پر واقع ہے بدنی اور برکھیرہ کے مابین لاین ۱۴ میل تک سلسلہ وار دہیا کی گھاٹیوں میں سے گذرتی ہے جس کے دونوں طرف کا نظارہ نہایت دلفریب اور موثر ہے۔

بدنیرا:۔ جی۔ آئی۔ پی ریلوے پر بمبئی سے ۴۱۲ میل کی مسافت پر واقع ہے۔ کرایہ ۲۶-۱۳-۱۰ اور چھ روپیہ ہے۔ سٹیٹ لاین امراؤتی کا جنکشن ہے سٹیشن پر ویٹنگ اور ریفریشمنٹ روم موجود ہیں۔ یہ ایلچپور کے قریب ترین سڑک ہے۔ رونڈن پور میں جو اٹھارہ میل کے فاصلہ پر ہے ہر سال نومبر اور دسمبر کے درمیان میلہ ہوا کرتا ہے۔ جو ایکماہ تک رہتا ہے۔ یہ میلہ مذہبی اور تجارتی دونوں

قسم کا ہے تخمیناً ۶۰ ہزار آدمی اس کے دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔

برار:۔ جسے "اضلاع مفوضہ حیدرآباد" بھی کہتے ہیں۔ یہ اضلاع سرکار نظام نے بموجب عہدنامہ ہائے ۱۸۵۳ء و ۱۸۶۱ء گورنمنٹ انگریزی کو سپرد کئے ہیں برار کے دو ممتاز حصے پایان گھاٹ و بالا گھاٹ (نشیب و فراز قطعات ملک) ہیں کوہستان بالا گھاٹ سلسلہ کوہ اجنتا کے اوپر واقع ہے۔ برار کے خاص تجارتی شہر اکولہ امراؤتی۔ کھوگاؤں ہیں۔ برار کا رقبہ سترہ ہزار سات سو ستر مربع میل ہے۔

بردوان:۔ یہ سول سٹیشن و ضلع ہے۔ یہاں پہلے کمشنری تھی۔ مہاراجہ بردوان کے محلات و باغات یہاں کے رونق کے بڑھانیکا باعث ہیں ایکسو آٹھ مندروں کا سلسلہ دو حلقوں میں منقسم ہے۔ پیر بہرام کی بھی خانقاہ بنی ہوئی ہے بردوان کی میونسپلٹی ۹۳ دیہات پر مشتمل ہے جو ایک دوسرے کے متصل خاص شہر بردوان کے گرد واقع ہیں۔ دریائے بھاگیرتی کا مندر "جگناتھ" بہت بڑا تجارتی ہے۔ مسلمانوں کے زمانہ میں بردوان ایک نہایت بارونق شہر ہوگا۔ کیونکہ ایک عظیم الشان قلعہ کے کھنڈر اب بھی نظر آتے ہیں۔ رانی گنج جو دمودر پر واقع ہے ضلع کی تجارت کوئلہ کا مرکز ہے۔

برکھیرا۔ بھوپال ریلوے گھاٹ کی چوٹی پر اسکا سٹیشن بنا ہوا ہے۔ اور عمدہ ڈئننگ روم رکھتا ہے اس کے گرد کا ملک بالکل جنگل ہے۔ جہاں بکثرت شکار ملتا ہے سٹیشن برکھیرا سطح سمندر سے ۱۹۲۰۔ اور نظری سٹیشن سے ۵۵۰ فیٹ بلند ہے

برندرابن:۔ شمال متھرا میں ساڑھے سات میل کی ریلوے مسافت پر واقع ہے۔ اور ہندوؤں کے نہایت مقدس شہروں میں سے ہے۔ یہاں کثیر المقدار مندر۔ شوالے وغیرہ میں جنہیں سب سے عمدہ "گوبند دیوا" کا مندر ہے جو ۱۵۹۰ء میں بنایا گیا تھا۔ اور رنگی کا جدید مندر بھی دیکھنے کے قابل ہے جس کی تعمیر پر پچیس لاکھ روپیہ لاگت آئی تھی۔

بروچ۔ بی بی و سی آئی۔ ریلوے پر بمبئی سے ۲۰۳ میل کی مسافت پر بسا ہوا ہے۔ کرایہ ۱۲ - ۶½ - اور دو روپیہ بارہ آنے۔ دریائے نربدا کو عبور کرکے بروچ پہونچتے ہیں۔ ریلوے پل سے اس دریا کا بخوبی نظارہ ہوسکتا

ہے۔ تجارت کے لحاظ سے بڑا وسیع شہر ہے۔ گجرات کی روئی اسی اسٹیشن سے بیرونجات کو جاتی ہے۔ یہاں بھی دخانی کارخانے جاری ہیں۔ بندرگاہ جنگی تک اور سواحل تجارت جہازوں کے ذریعے سے ہوتی ہے۔ اجرائے ریلوے سے بعد تجارت اب کم ہوگئی ہے۔ سیاح کو یہاں دلچسپ مقامات کم ملیں گے۔ لیکن اہل ہنود کی نگاہوں میں یہ بڑا مقدس شہر ہے۔ جہاں بکثرت جاتری جاتے ہیں۔ شکل تیرتھ (پاک کرنیوالی جگہ) بروچ سے دس میل کے فاصلہ پر دریائے نربدا پر واقع ہے۔ جہاں ہر سال ماہ نومبر میں پانچ روز تک میلہ ہوا کرتا ہے۔ اس تیرتھ کے متصل ایک جزیرہ میں ایک ایسا عظیم الشان بڑ کا درخت ہے جس کے سایہ میں دس ہزار آدمی بیٹھ سکتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ درخت کبیر کے دانت سے پیدا ہوا تھا جس کے نام سے یہ موسوم ہے۔ فوربس کے قول کے بموجب یہ گھیر میں دو ہزار فیٹ ہے۔ ۳۵۰ بڑے اور تین ہزار چھوٹے تنے رکھتا ہے۔ اسٹیشن پر ویٹنگ روم موجود ہے۔ اور اس سے کچھ فاصلہ پر دھرم سالہ ہے جس میں یوروپین بھی فروکش ہو سکتے ہیں۔ شہر میں ایک ڈاک بنگلہ ہے۔ گاڑیاں اسٹیشن پر دستیاب ہو سکتی ہیں۔

یہ گجرات کا مشہور شہر اور جنوبی ہند کا قدیمی بندرگاہ ہے اٹھارہ صدیاں پہلے ہندوستان اور مغربی ممالک ایشیا کا یہ خاص بندر تھا۔

بڑودہ:۔ "بی بی" و "سی۔ آئی" ریلوے پر بمبئی سے ۲۴۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے کرایہ ۱۵-۰ اور تین روپیئے ہے یہ اس نام کی ریاست کا دارالحکومت ہے۔ فرمانروا کا پشتینی خطاب گیکوار ہے۔ ہزہائینس کے قلمرو کا رقبہ ۸۵۰۰ مربع میل اور آبادی ۲۵ لاکھ ہے۔ باشندے نوے فیصدی ہندو ہیں۔ شہر و مضافات کی قابل دید عمارات و اشیا یہ ہیں:۔

محل نظر باغ۔ محل مکن پورہ۔ سونے چاندی کی توپیں۔ اور چڑیا گھر جو اسٹیشن اور کیمپ کے مابین ایک باغ میں ہے۔ جدید مفید عام تعمیرات نے شہر کی رونق و زینت کو اور بھی دوبالا کر دیا ہے۔ مثلاً کالج ریاست۔ عدالت ہائے انصاف اور زنانہ ہسپتال وغیرہ۔

مہاراج کا نیا محل جو راج محل کے نام سے موسوم ہے۔ ساڑھے چار لاکھ روپیہ کی لاگت سے بنکر تیار ہوا ہے۔ جو اہل ہنود اور اسلامی ملی جلی طرز تعمیر کا عمدہ نمونہ ہے۔ کیمپ پر انگلش پارک ۲/۳ دہوکا ہوتا ہے۔ رزیڈنٹ اور دیسی انفنٹری کیمپ میں رہتی ہے۔ سٹیشن پر دو بنگلے اور ریفرشمنٹ روم اور خوابگاہ موجود ہے اور کیمپ میں ڈاک بنگلہ ہے

پرورد۔ یہ شموگہ کا سٹیشن ہے جو چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ کوہستان بابا بدان کو بھی یہیں سے جاتے ہیں۔ جو میسور میں سب سے اونچا سلسلہ کوہ اور سطح سمندر سے ۶۳۱۷ فیٹ بلند ہے یہ سلسلہ گھوڑے کی نعل کی مانند ہے جو شمال مغرب کیطرف کھلا ہوا ہے۔ سلسلہ مذکور وادی جگار کو احاطہ کئے ہوئے ہے بلند مقامات کے ماسوائے تمام قطعہ درخت زار سے ڈھکا ہوا ہے جہاں بکثرت شکار ملسکتا ہے۔ وہ غار جمیں بابا بدان کی قبر ہے جنوبی ہند کا مکہ کہلاتا ہے۔ پہلے یہی بزرگ میسور میں قہوہ لائے تھے۔ کثیر التعداد زایر اس مقبرہ پر آتے ہیں۔ ناریل۔ اجناس اور دیگر پیداوار بردرسے بیرونجات کو بھیجی جاتی ہے۔

برہانپور۔ بھوساول سٹیشن سے ۴۲ میل کے فاصلہ پر ہے۔ آبادی ۲۲۷ پرانا قلعہ محل اور مساجد کی عمارت قابل دید ہیں۔ ریشمی طلائی اور نقرئی ظروف یہاں بنتے ہیں۔

بریلی۔ اودھ روہیلکھنڈ ریلوے کے جنگشن سے شہر کا سٹیشن ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ شہر کے سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم موجود ہے۔ نینی تال اور پیلی بہیت کو بھی یہاں سے لاین جاتی ہے۔ یہ شاخ ۶۲ میل طول ہے چندوسی بریلی سے ۴۴ میل کے فاصلہ پر ہے چندوسی کا سٹیشن علیگڈہ کا جنگشن ہے۔ بمبئی سے بریلی تک کا کرایہ تقریباً ۶۱-۵-۳-اور ۱۴ روپیہ لگتا ہے۔ بریلی روہیلکھنڈ ڈویزن کا ہیڈکوارٹر ہے۔ ۱۸۸۱ء میں اس کی آبادی ۱۰۳۱۶۰ (۵۶۵۵۰ ہندو ۴۷۰۰۸ مسلمان ۲۰۷ عیسائی اور ۱۳ متفرق) تھی بلحاظ آبادی یہ شمال مغرب میں پانچویں درجہ کا شہر ہے۔ اور سطح سمندر سے ۵۵۰ فیٹ کی بلندی پر دریا رام گنگا کے کنارے آباد ہے۔ ریلوے لائین اس کو گردونواح کے تمام بڑے بڑے تجارتی

شہروں سے پیوستہ کرتی ہے۔ اودھ روہیلکھنڈ ریلوے میں بجانب مشرق لکھنؤ اور بنگال اور بسمت مغرب دواب کے مسافر سوار ہو سکتے ہیں۔ سول سٹیشن اور چھاؤنی ایک کھلے میدان میں واقع ہے جس میں چند نالے اور گڑھے بھی ہیں۔ چھاؤنی کی بارکوں میں توپخانہ کی ایک باٹری یوروپین اور دیسی انفنٹری اور دیسی رسالے کے رہنے کی گنجایش ہے۔ یہ مقام روہیلکھنڈ کا فوجی ضلع ہے۔ چھاؤنی کی آبادی ۱۰۲۵۰ (۶۳۳۹ ہندو - ۲۶۷۲ مسلمان - ۱۴۳۰ عیسائی - ۱۱۹ متفرق) ہے یہاں کی تمام یوروپین اور دیسی سپاہ ایک بریگیڈیر جنرل کے ماتحت ہے

بسیم:- جی۔ آئی۔ پی ریلوے کے ذریعے سے اکولہ وہاں سے تانگہ پر سوار ہوکر ۵۱ میل قطع مسافت کے بعد بسیم پہنچتے ہیں۔ فی سواری سات روپیہ تانگہ کا کرایہ لگتا ہے۔ ڈاکخانہ۔ ٹیلیگراف۔ ڈپٹی کمشنر و تحصیلدار کی کچہریاں۔ سول ہسپتال اور ڈاک بنگلہ یہاں موجود ہے۔ شکار بکثرت ملتا ہے۔ سب سے اونچا پہاڑ جو دو ہزار فٹ بلند ہے تعلقہ پوسا دمیں واقع ہے۔

بسین:- ۱۵۳۴ء میں شاہ گجرات نے یہ علاقہ پرتگیزوں کو دیدیا تھا جو پورے دو صدیوں تک قابض رہے اور ان کے دور حکومت میں اس شہر نے اچھی ترقی کی اور بہت سی شاندار عمارتیں بن گئیں۔ ۱۷۳۹ء میں مرہٹوں نے سخت مقابلہ کے بعد اسے فتح کر لیا۔ وہ زیادہ عرصہ تک اسپر متصرف رہ سکے چنانچہ ۱۷۸۰ء میں انگریزوں نے اس کے قلعہ پر فتح و نصرت کا جھنڈا اڑایا۔ مگر دو سال کے بعد معاہدہ سالبی کے موجب یہ شہر مرہٹوں کو واپس کر دیا گیا ۱۸۱۸ء میں جب پیشوائی کی طاقت کا قلع و قمع ہو گیا تو بسین پھر انگریزوں کے قبضہ میں آیا۔

دریا کی سمت سے اگر دیکھیں تو ساحل پر ایک عظیم الشان دروازہ نظر آتا ہے۔ جس کے اندر بائیں طرف ہنومان کا چھوٹا سا مندر ہے۔ اسی جانب سینٹ جوزف کا گرجا ہے۔ دریا کے مقابل مربع بازار ہے اس کے آگے کا دروازہ مندرمہ قلعہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جب اس دروازے کے اندر داخل ہوں تو تمام زمین

قلعہ کے کھنڈرات سے معمور دکھائی دیتی ہے۔ سمت چپ ایک پرانے برج کے کھنڈر ہیں جس پر ایک پرانا کتبہ مرقوم ہے۔ عقب برج میں شمالی جنرل اور کپتان جنرل کے محلات ہیں۔ اول الذکر کے محل کے باغ میں گرجا اور ہسپتال ہے ہسپتال کی عمارت عظیم الشان اور خوبصورت ہے۔ اس کے سامنے نوسہ سنہورہ ڈا وبڈا کا گرجا ہے۔ جو لک کے بالمقابل گرجے اور خانقاہوں کے کھنڈر ہیں۔ جن کی ۱۵۴۲ء میں بنیاد رکھی گئی تھی۔ ان منہدمہ عمارات کے آگے ایک اور شکستہ گرجا ہے جو بسین کی تمام بڑی عمارات سے زیادہ پرانا تصور کیا جاتا ہے۔ سینٹ فرانسس یہیں اپنی تین سیاحتوں (۱۵۴۴-۱۵۴۸) کے مواقعہ پر ٹھیرا گیا۔ موخرالذکر کلیسا کی کھنڈرات کی جانب راست ڈومینکن گرجے کے کھنڈر ہیں۔ جو ۱۵۸۳ء میں بنایا گیا تھا۔

بسین:۔ یہ بہار ۲۱۴۴۴ متنفسوں کی آبادی کا شہر ہے۔ یہاں کوئی دلچسپ چیز نہیں۔ اور نہ کوئی ہوٹل ہے البتہ ایک سول کلب قایم ہے۔ قصبہ کے پاس ہی بہت سے چھوٹے چھوٹے گاؤں ہیں۔ جہاں چاول بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ ہر سال یہاں سے ہزارہا من چاول جہازوں میں لاکر بیرونجات کو جاتا ہے۔

بکسر:۔ سرہکڑ منرو کو ۱۷۶۴ء میں نمایاں فتح یہیں حاصل ہوئی تھی۔ جس کی بدولت ایسٹ انڈیا کمپنی کو بنگال و بہار کی سلطنت نصیب ہوئی۔ نیل اور غلہ اشیائے تجارت ہیں۔ اس شہر میں بھی مذہب بدھ کے شاندار منادر موجود ہیں۔

بلارم:۔ سکندرآباد کے شمال میں پانچ میل کے فاصلہ پر حیدرآباد کنٹنجنٹ سپاہ کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اور تار کا دفتر بھی موجود ہے۔ رزیڈنٹ حیدرآباد سال میں چار ماہ یہاں رہتے ہیں۔ یہ صحت افزا اور خوشنما مقام ہے۔ سپرنٹنڈنگ انجینیر۔ اور اکونٹنٹ جنرل کے محکمہ جات بھی بلارم میں ہیں۔ یہ سطح سمندر سے ۱۹۳۰ فیٹ بلند ہے۔ ایک رسالہ فیلڈ باٹری اور ایک انفینٹری کور بھی مقیم رہتی ہے یوروپین رسالہ کی دومنزلہ بارکیں دیکھنے کے لایق ہیں۔ انگریزی اور حالی (حیدرآبادی) دو نو سکے یہاں چلتے ہیں۔

بلاری:۔ ایس۔ ایم۔ ریلوے پر واقع ہے بمبئی سے ۴۴۴ میل اور مدراس سے

بائیس گھنٹوں کا راستہ ہے۔ کرایہ ۳۴-۱۰-۱ اور ۸ روپیہ ہے۔ حکام ضلع اور فوج مدراس کے ایک بریگیڈ کا ہیڈکوارٹر ہے۔ بلاری میں وہ تمام سرکاری دفاتر اور محکمہ جات موجود ہیں جو ایک اول درجہ کے فوجی سٹیشن کے لیے ضروری ہیں۔ گرجے۔ ہسپتال۔ بازار۔ سلح خانہ۔ کلب۔ مدارس قائم ہیں قلعہ سنگ سرخ کے چٹان پر بنا ہوا ہے۔ ۱۸۰۰ء میں نظام نے یہ مقام گورنمنٹ انگریزی کو تفویض کیا تھا۔ روئی دبانے کے کارخانوں کا مرکز ہے۔ سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم موجود ہے۔ بنک۔ منی آرڈر۔ سیونگ بینک اور تار کے دفاتر بھی کھلے ہوئے ہیں۔ بلاری ایک بنجر میدان میں سرخ چٹان کے نیچے بسا ہوا ہے۔ چٹان مذکور ۴۵۰ فیٹ بلند اور ۲ میل کے گھیرے میں ہے۔ شہر کے گرد دو مضبوط شہر پنا ہیں بنی ہوئی ہیں۔ بالائی قلعہ چٹان کی چوٹی پر واقع ہے جہاں ایک مٹھی بھر سپاہ بھی دشمن کے لشکر عظیم کو داخل ہونیکا موقعہ نہیں دیسکتی اور جسے حملے کے ذریعے مسخر کرنا قریباً ناممکن ہے نکشیبی قلعہ جہاں سلح خانہ ہے شرقی بنیاد کی حفاظت کرتا ہے اسطرف بہت سے سرکاری دفاتر کی عمارات مثلاً پوسٹ آفس اور فوجی ذخیرہ خانہ واقع ہے بسمت جنوب دیسی آبادی ہے۔ کوئی بازار بروس پیٹھ اور ملیر پیٹھ جنوبی ہند میں اعلےٰ درجہ کے فوجی بازار ہیں۔ چٹان کی اپنی طرف ایک میل کے گھیر کا تالاب ہے جسکا کسیقدر حصہ ہر سال خشک ہو جاتا ہے۔ بسمت مغرب رجمنٹ کی لائنیں ہیں ان بارکوں میں دو یورپین اور دو دیسی رجمنٹوں کے رہنے کی گنجائش ہے بالفعل ان میں برٹش انفنٹری کی ایک رجمنٹ توپخانہ کی ایک باٹری دو دیسی انفنٹریاں اور ایک دیسی رسالہ رہتا ہے ان کل سپاہیوں کی تعداد ۲۸۰۹ ہے بجانب شمال سول لائین ہے۔ جہاں گرجے۔ سرکاری دفاتر۔ سکول۔ شفا خانہ۔ دفتر تار اور ریلوے سٹیشن ہے۔

بلاسپور:۔ بنگال ناگپور ریلوے پر ناگپور سے ۲۵۶ میل کے فاصلہ پر آباد ہے اور ۱۲ گھنٹوں کا راستہ ہے کرایہ ۲-۴ اور گیارہ روپیہ ہے شہر سٹیشن سے ۴ میل دور ہے بہ کٹنی (ای آئی ریلوے) کا جنکشن ہے۔ ڈپٹی کمشنر اسسٹنٹ کمشنر۔ مڈیکل سپرنٹنڈنٹ پولیس اور جنگلات کے دفاتر یہاں موجود ہیں۔ یہ بدلیا

انجن کا بہت بڑا اسٹیشن ہے۔ بہ سمت مشرق پندرہ میل کے فاصلہ پر ڈیلا کا پہاڑ ہے جو دو ہزار چھ سو فیٹ بلند ہے۔ اس کے اوپر سے گرد و نواح کے ملک کا بخوبی نظارہ ہو سکتا ہے بلاسپور سے بارہ میل کی مسافت پر رتن پور چھتیس گڑھ (۳۶ قلعہ جات) کی پرانی ریاست کا دارالحکومت ہے۔ یہاں کے باشندے ابتک اپنے آپ کو علیحدہ قوم تصور کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو چھتیس گڑھی کہتے ہیں۔ بلاسپور میں ایک ڈاک بنگلہ ہے۔ آبادی تقریباً پندرہ ہزار معہ وسیع ریلوے کوارٹروں کے علاوہ ریلوے انسٹیٹیوٹ اور لائبریری بھی یہاں قایم ہے۔ بلاسپور کوئی سرائے دلچسپ مقام نہیں جو دیکھنے کے قابل ہو۔

بلڈانہ :۔ برار کے مغرب میں یہ ایک چھوٹا سا پہاڑی قصبہ ہے جو سطح سمندر سے ۲۱۹۰ فیٹ بلند ہے۔ بلڈانہ سے ۹ میل کے فاصلہ پر گیرولہ میں ایک ایسا بڑ کا درخت ہے۔ جو پانچسو گز کا پھیلاؤ رکھتا ہے۔ اس ضلع کا رقبہ ۳۸۰۴ مربع میل ہے ڈپٹی کمشنر و سپرنٹنڈنٹ پولیس یہاں رہتے ہیں جی۔ آئی پی ریلوے کی شاخ ناگپور پر ملکپور سے بلڈانہ کو راستہ جاتا ہے۔ ملکپور میں ایک چھوٹا سا ویٹنگ روم ہے۔ بذریعہ تانگہ ملکپور سے پانچ گھنٹوں میں بلڈانہ پہونچ جاتے ہیں۔ سڑک اچھی اور پہاڑ کی چڑھائی آسان ہے۔ اور راستہ کا منظر دلچسپی سے خالی نہیں۔ سولہ میل کے فاصلہ پر موتھلہ میں ڈاک بنگلہ ہے یہاں سے بلڈانہ ۱۲ میل ہے۔ چکل۔ لاوالا۔ اور مہکور چودہ چودہ میل کے فاصلہ پر ہیں پوتار سوڈا اور نمکین جھیل بارہ میل آگے ہے۔ نیل گائے۔ چیتے۔ ریول گھاٹ کے قریب ملسکتے ہیں۔ اساہی بلڈانہ سے ۳۰ میل دور ہے۔

بمبئی۔ جزیرہ بمبئی جواب جزیرہ نما کہلاتا ہے۔ بجانب شمال ریلوے پشتہ بندی اسے براعظم سے ملاتا ہے۔ پرتگیز اسے بمبیم کہا کرتے تھے۔ جو مومبا دیوی کا بگڑا ہوا لفظ ہے اس جزیرہ میں دیبی موصوف کا ایک مشہور مندر تھا۔ غالباً ۱۵۲۹ء میں یہ جزیرہ پرتگیزوں کے قبضہ میں آیا تھا۔

۱۶۶۱ء میں پرتگال کیطرف سے جزیرہ مذکور شہزادی کتھرائن آف براگنزا کے جہیز میں چارلس دویم شاہ انگلستان کو ملا۔ متصلہ جزائر سیلسٹی و کرنجا

پرتگیزوں کے پاس رہے ۱۶۶۸ء میں شاہ انگلستان نے دس پونڈ سالانہ خراج پر جزیرہ بمبئی ایسٹ انڈیا کمپنی کے سپرد کر دیا۔ پرتگیزوں۔ مرہٹوں اور حبشی امیرالبحر سیدی (جس کی اولاد ابتک جنجرا میں حکمران ہے) کے حملوں اور معرکہ آرائیوں سے بمبئی کو سخت نقصان پہونچا علاوہ بریں قدیم و جدید کمپنیوں کا باہمی رشک و حسد بھی عرصہ دراز تک اس کے لئے بمنزلہ وبال پیدا ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ ۱۷۰۸ء میں یہ دونوں کمپنیاں ملکر ایک ہوگئیں۔ اور ہندوستان کی پریسیڈنسیوں میں سے بمبئی ایک کا دارالحکومت قرار پایا۔ ۱۸۳۳ء تک ہر ایک پریزیڈنسی پر ایک گورنر جنرل با اجلاس کونسل فرمانروا تھا۔

سال مذکور میں بمبئی گورنر جنرل و وایسرائے ہند کے ماتحت ہوا۔ ۱۸۱۸ء میں ہزیمت کرکی کے بعد جب پیشوا کی طاقت نیست و نابود ہو گئی تو بمبئی مغربی ہند کا صدر مقام مقرر ہوا۔

جو سیاح شہر بمبئی کی سیر کرنی چاہے اسے ایک خاص مقام مثلاً اپولو بند سے روانہ ہونا چاہیئے۔ جہاں رایل باج کلب ہوس ہے۔

قلعہ کو جاتے ہوئے دہنی طرف سرداروں کے محلات۔ رائل الفرڈ سیلرز ہوم اور بائیں جانب ایسٹ کلب اور اپولو ہوٹل اور اس کے سامنے بنگ میں ایسوسی ایشن کا دفتر اور ویلنگٹن کا فوارہ ہے۔ اگر ہم ٹرمیوے کی اس لاین پر چلے جائیں جو گرین کے مغربی سمت کو جاتی ہے۔ تو عظیم الشان عمارات کا ایک خوشنما سلسلہ نظر آتا ہے۔ جس میں سب سے پہلے گورنمنٹ ایکاؤنٹ آفس اور الفنسٹن کالج ہے اس کے بعد ساسون میکنگ انسٹیٹوٹ اور اسپلینڈ ہوٹل کی عمارات ہیں۔ ہوٹل مذکور کے سامنے پرنس آف ویلز (اب شاہ ایڈورڈ ہفتم) کا بت ہے۔ جسے سر الفرڈ ساسون نے اہل بمبئی کے نذر کیا تھا۔ اسپلینڈ سڑک کی جانب چپ یونیورسٹی باغ ہے جس میں سر ٹامس ارسکن کا بت نصب ہے۔ اس کے بعد عمارتوں کا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے۔ جنمیں نیشنل بنک۔ بمبئی کلب۔ فرنچ بینک۔ مسٹرز ٹریچر اینڈ کو۔ بالٹن اینڈ کو۔ اور دیگر یوروپین سوداگروں کی دکانیں ہیں۔ باغ کے سامنے راستے کے مقابل پیپر کرنسی کا دفتر اور یوروپین تاجروں کی دکانات ہیں۔ دوسری دلچسپ

چیز فریئر کا فوارہ ہے۔ جو اس سڑک کے وسط میں واقع ہے جسے چرچ گیٹ
سٹریٹ قطع کرتا ہے سٹریٹ مذکور کے مغرب میں پبلک ورکس اور جنرل پوسٹ
آفس کے دفاتر ہیں۔ کوئن روڈ اور ہارن بی روڈ کے جائے اتصال پر کتھیڈرل
ہائی سکول جان کینن اور فریئر فلپچ سکول۔ الیگزنڈرا دیسی زنانہ انسٹیٹوشن اور
اس کے مقابل جمخانہ کلب ہوس میدان کے گوشہ میں واقع ہے۔ قیصرہ ہند
مرحومہ کے بت کیطرف ایسٹرن ایکسٹنشن اور انڈین ٹیلیگراف دفاتر ہیں۔ چرچ
گیٹ سٹریٹ (جو بی بی۔ وسی۔ آئی۔ ریلوے سٹیشن کو جاتی ہے) پر سے گذر کر
داہنی طرف سر رچارڈ ٹمپل کا بت اور بائیں جانب ہائیکورٹ کی عمارت نظر آتی ہے
اس کے متصل ہی راجہ بائی کا گھنٹہ گھر۔ یونیورسٹی ہال اور کتب خانہ ہے۔ اختتام
سڑک پر سکریٹریٹ کا دفتر ہے کوپریج سے واپس آتے ہوئے جس کے ایک طرف
بی بی۔ وسی۔ آئی ریلوے اور بیک نامی خلیج ہے مسافر پھر ملکہ کے بت کے پاس
پہنچ جاتا ہے۔ کوئن روڈ پر جاتے ہوئے داہنی طرف میدان اور بائیں جانب
بحری پلٹن کی لائنیں اور پریڈ گراؤنڈ ہے اس کے بعد ہم اس کھلی جگہ پر پہنچ جاتے
ہیں جو مارکٹ کراس روڈ کے نام سے موسوم ہے۔ جہاں نئی سکول۔ فرامجی کاوسجی
انسٹیٹیوٹ الفنسٹن ہائی سکول اور اس سے کسیقدر فاصلہ پر کاما کا جدید زنانہ ہسپتال
اور عدالت ہائے پولیس واقع ہیں۔ سڑک کیجانب راست ایک کالج گوکل داس کا ہسپتال
اور بائیں جانب عدالت خفیفہ۔ اور بمبئی والنٹیر رائیفلز کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ ارتھر کرافورڈ
مارکیٹ کے سامنے دیسی بازار ہے۔ ہارن بی روڈ پر النمر ڈپیئر اور اس کے عقب
میں بسمت قلعہ سکول آف آرٹ۔ ری کا ورکشاپ اور ظروف سازی کا کارخانہ ہے
انڈو برٹش اور اسلامی سکولوں کے سامنے جعفر سلیمان کا ہسپتال عورتوں اور بچوں
کے لئے بنا ہوا ہے۔ ملکی فوج کے ہیڈ کوارٹر سے گذرتے ہوئے عمارات کے ایک
سلسلہ پر نظر پڑتی ہے جو جی۔ آئی۔ پی ریلوے کے انتہائی مقام کے دفاتر ہیں ان
کے سامنے کاٹن ٹیر ہے۔ کروکشنک روڈ کی شمالی جگہ پر جدید میونسپل دفتر ہے۔
جس کا بنیادی پتھر لارڈ رپن نے ہندوستان سے روانہ ہونے سے پہلے رکھا تھا۔
ہارن بی روڈ پر بسمت قلعہ جاتے ہوئے سر جمشید جی مشہور محب الوطن پارسی

کے انسٹیٹیوشن پر نظر پڑتی ہے۔ فلورل فوارہ سے سیاح کو اپنے بائیں ہاتھ چرچ گیٹ سٹریٹ کی طرف مڑ جانا چاہئیے۔ جس کے اختتام پر سینٹ تھامس کا گرجا ہے جس کے سامنے کی عمارات رلفنسٹن سرکل کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کے وسط میں ایک بڑا باغ ہے جس میں متعدد بت استادہ ہیں۔ ان عمارات کے شمال میں مشن کا زنانہ اسکول ہے۔ باغ میں سے گذرتے ہوئے سیاح کو ٹاون ہال ملیگا جس میں رایل ایشیاٹک سوسائٹی کا کتب خانہ بھی ہے۔ ٹاون ہال کے عقب میں مسلح خانہ اور بمبئی کا قلعہ ہے ہال مذکور کے مابین ٹکسال ہے جس کے متصل پرانی بارکیں ہیں۔ جہاں اب تنخواہوں اور پنشنوں کا دفتر اور آرٹلری والنیٹروں کا ہیڈکوارٹر ہے۔ اس کے آگے جہازات کا دفتر ہے۔ ٹاون ہال سے دہنی طرف مڑتے ہوئے چنگی خانہ۔ سنٹرل چھاپہ خانہ افیون کا گودام ہے۔ سرکاری گھاٹ کے بالمقابل گریٹ ویسٹرن ہوٹل اور سوتھ کرک ہے۔ سیلرز ہوم کیطرف پر گذرتے ہوئے ٹریموے کا اصطبل اور روئی کا کارخانہ نظر آتا ہے۔ اس سے تھوڑی دور آگے اتو آپ کے لئے گاڑیاں بنانے کا کارخانہ بی۔ بی۔ وسی۔ آئی ریلوے کا انتہائی مقام ساسون گھاٹ افسروں کی صحت گاہ اور سینٹ جان کا گرجا ہے۔ کسیقدر فاصلہ پر یوروپین سپاہ بمبئی کی بارکیں اور ان کے پریڈ کا میدان ہے۔ گھاٹ ہال۔ پاگل خانہ۔ توپخانہ کلابہ جزیرہ کے انتہائی گوشہ میں واقع ہیں۔

دیگر قابل دید عمارات بھی شہر کے مختلف حصص میں موجود ہیں مثلاً سر جمسیدجی جیجی بھائی کا ہسپتال۔ انسٹیٹیوٹ دایہ گری۔ بائکلہ کے سکول اور تعلیمی سوسائٹی کا مطبع۔ علاوہ بریں وکٹوریہ ٹکنکل انسٹیٹیوٹ۔ وکٹوریہ گارڈن (جس میں ایک چھوٹا سا عجائب گاہ اور چڑیا گھر بھی ہے) اس سڑک پر واقع ہیں جو پارل کو جاتی ہیں۔ بائکلہ کی خاص عمارات میں ریسنگ ہال اور بائکلہ کلب کو داخل کرنا چاہیئے۔ نمایشی کمپ۔ فوارے۔ اور پانی پینے کے ستون نما ظروف معززین شہر کیطرف سے جابجا لگے رہتے ہیں۔

اگر وقت مل سکے تو مندرجہ ذیل دلچسپ مقامات کو بھی لگے ہاتھوں دیکھ ڈالئے پرنس اور وکٹوریہ گھاٹ۔ جہاں کے دفتروں کی عظیم الشان عمارتوں کو دیکھکر انسان متحیر رہجاتا ہے۔ سیوری کے پرانے باغ نباتات ہیں باغ نباتات میں لوہے کا

پمپنیوں کا قبرستان ہے۔ جھیل وہار جس کا پانی بمبئی میں بذریعہ نلوں کے پہنچتا ہے۔ شہر سے پندرہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اسے ناکافی سمجھکر اس کے آگے بمقام تلسی ایک اور جھیل بنائی گئی ہے جب حال میں آبرسانی بمبئی کی جھیلیں جھیلیں ضروریات کے لئے کافی ثابت نہوئیں تو بمبئی سے ۷۵ میل کے فاصلہ پر تانسہ میں ایک بڑی جھیل بنائی گئی۔

بمبئی نہایت سرعت سے اول درجہ کے صنعتی شہر کے قالب میں تبدیل ہو رہا ہے چنانچہ یہاں کاتنے اور بننے والے دخانی کارخانوں کی تعداد ۷۰ ہے۔ ان میں ۳۰۶۹۴۲۲ تکلے اور ۱۴۹۰۰ لومز چلتے ہیں۔ ان کارخانوں میں بالاوسط ۸۵۰۰۰ آدمی روزانہ کام کرتے ہیں ۳۶۴۲۹۴ گاڑی روئی سالانہ ان میں خرچ ہوتی ہے۔ چند ریشمی اور بہت سے آہنی کارخانے اور ورکشاپ بھی یہاں جاری ہیں۔ ہر سال چار پانچ سو جدید مکانوں کی آبادی بمبئی میں بڑھجاتی ہے۔ وہی بمبئی جس کی آبادی تیس سال پہلے ۳۵ و ۴۰ ہزار کے مابین تھی۔ اب آٹھ لاکھ اکیس ہزار متنفسوں تک بڑھ گئی ہے۔ ایک کارپوریشن میونسپل معاملات انجام دیتی ہے۔

میونسپلٹی کو دیوانہ۔ مکانات و دیگر محصولات اور چنگی سے ۳۵-۷۴ لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی ہوتی ہے۔ اور وہ ایک ملین سٹرلنگ کی مقروض ہے۔ مگر افسوس گذشتہ سالوں کے سخت وبائے طاعون اور قحط نے بمبئی کی رونق خاک میں ملادی اور اس کی آبادی میں خوفناک تنزل پیدا کر دیا۔ اور کارپوریشن بھی انتہا درجہ کی مقروض ہوگئی ہے۔

یوروپین باشندوں کے مکانات تجارتی اور دیسی حصہ شہر سے علیحدہ واقع ہیں۔ پہلے پارل کے شمال میں اُن کے بنگلے تھے۔ جہاں اب بھی پرانا گورنمنٹ ہوس اور جی۔ آئی۔ پی۔ بی۔ بی۔ وسی آئی۔ ریلوے ورکشاپ موجود ہیں۔ آجکل زیادہ یوروپین کلابہ کوہ کمبالا اور کوہ مالابار پر رہتے ہیں۔ مالابار میں جدید گورنمنٹ ہوس بھی تیار ہوگیا ہے۔ جسکی چھت سے شہر اور سمندر اچھی طرح دکھائی دیتا ہے۔

بمبئی کے قابل دید مقامات کا حال تفصیل سے لکھنے کے لئے ایک علیحدہ رسالہ کی ضرورت ہے جہاں مختصر طور پر چند الفاظ لکھدئے گئے ہیں۔ بہرکیف سیاح کو کم سے

کہ مندرجہ ذیل مقامات تو ضرور دیکھ لینے چاہئیں - اپولو بندر - ملاح کلب - قلعہ خلیج بینک - تیرنے کا گھاٹ - سیکرٹیریٹ - یونیورسٹی ہال - راجہ بائی کا گھنٹہ گھر - ہائیکورٹ - پوسٹ و ٹیلیگراف دفاتر - ملکہ کا بت - عجائب خانہ - فورن فوارہ - بمبئی کلب اسپلینیڈ - میکنکس انسٹیٹیوٹ - الفنسٹون کالج - پرنس آف ویلز کا بت - گھاٹ - بنک بمبئی - سینٹ ٹامس کیتھڈرل - ٹاؤن ہال - سلح خانہ ٹکسال - جامع مسجد سینٹ جارج - ہسپتال - اختتام وکٹوریہ ریلوے - دفاتر میونسپلٹی - ری کا صنعتی سکول ریزروٹیری - سر جمشید جی کے انسٹیٹیوشنز - پاگل خانہ - روشنی کا مینار - مسلمانوں کا قبرستان - برج خاموشی - (پارسیوں کا قبرستان) اہل ہنود کے مردے جلانیکا گھاٹ - کوہ مالابار - معلق باغات - جہالچھی - گھوڑ دوڑ کا میدان - وکٹوریہ باغ -

بمبئی کو مشرق کا منتخب شہر کہنا چاہیئے - ہندوستان کا بندرگاہ ہونے کیوجہ سے یہ عملی طور پر تمام ہندوستان کی تجارت کا مرکز ہے - بمبئی چند جزائر کا مجموعہ ہے - جنکو نہروں اور دریاؤں کو پاٹ کر برّ اعظم سے ملایا گیا ہے - ان پشتوں پر ریلیں اور گاڑیاں آتی جاتی ہیں - سنہ ۱۹۰۱ء میں اس کی آبادی ۸۲۱۷۶۴ (پانچ لاکھ سے زائد ہندو ایک لاکھ ۵۵ ہزار مسلمان - ۴۵ ہزار عیسائی - ۴۷ ہزار پارسی - بقیہ بدھ جینی - یہودی اور برہمن) تھی - اب پارسیوں کی تعداد ساٹھ ہزار تک بڑھ گئی ہوگی - یہاں کی آبادی خوفناک طور پر گنجان ہے - سال کے زیادہ تر حصہ میں بمبئی کی آب وہوا اہل یوروپ کے لئے قابل برداشت ہے - اپریل اور مئی کی سخت گرمی انکو پہاڑوں کو جانے پر مجبور کرتی ہے - انگلستان سے سب سے پہلے ڈاک بمبئی میں پہونچتی ہے - تمام مغربی ممالک کو یہیں سے لوگ جاتے اور آتے ہیں - اکثر حالتوں میں کلمبو سٹریٹ اقصائے مشرق اور آسٹریلیا کا یہی راستہ ہے -

بمبئی کے بعض مشہور تاجروں اور کمپنیوں کے نام یہ ہیں - (۱) برجورجی جیون جی ایرانی کلاہ فروش نمبر ۱ کالبا دیوی روڈ (۲) جے - بی بھیائیہ اینڈ کمپنی بزاز ۱۴۷ ہارن بی روڈ - قلعہ (۳) ریلیئنس واچ کمپنی گھڑی فروش - ہارن بی روڈ - (۴) گرینڈ ہوٹل ورڈبی روڈ مقابل اختتام وکٹوریہ ریلوے - (۵) سائیکل ایجنسی بائیسکل فروش نمبر ۱ چرچ گیٹ سٹریٹ (۶) انڈسٹریل پریس نمبر ۱۳ ہوم سٹریٹ -

(۷) فقیر جی و نشا مصور و نقاش عدد ۱۳ کالبا دیوی روڈ (۸) فلپ کمپنی دوا ساز اور ہیملٹن بلڈنگ قلعہ (۹) ای و ہبرگ کمپنی وصناع اور کرایہ کے گھر بہم پہونچانیوالے (۱۰) ساٹی کمپنی ربڑ کی مُہر اور تانبے کی تختیوں پر چھاپنے والے عدد ۳۴ میڈو سٹریٹ (۱۱) دارا برادرس دوا ساز بالمقابل جامع مسجد (۱۲) ندکارنی کمپنی فوٹو اناک وصناعی کے آلات بیچنے والی اسپلینڈ کراس روڈ (۱۳) دمودر رتن سی سوداگر چائے قہوہ تمباکو سگار عدد ۲۷ کالبا دیوی روڈ (۱۴) ٹی۔ الیس رامچندر و برادر سوداگر آلات موسیقی عدد ۳۶ کالبادیوی (۱۵) باباجی سکھرام فوٹوگرامو۔ صناع۔ یوسف بلڈنگ۔

بنارس:۔ تھرڈ ٹرین کے ذریعہ سے مغل سرائے پہونچتے ہیں وہاں سے بنارس چھ میل کے فاصلہ پر ہے جہاں تک ایک ریلوے شاخ جاتی ہے۔ بنارس او۔ آر ریلوے کا جنکشن ہے۔ یورو پین حصہ سکرول کہلاتا ہے۔ اور ریلوے سٹیشن سے ۳ میل کا فاصلہ رکھتا ہے۔ بنارس ہندؤوں کا مقدس شہر ہے۔ جسے ابتدا میں کاشی کہتے تھے۔ مندر و متبرک مقامات کی تعداد پانچہزار سے زائد ہے۔ ان کے علاوہ بہت سی عظیم الشان عمارتیں ہیں جن میں متمول اشخاص اور امرا رہتے ہیں۔ کئی مسجدیں بھی ہیں۔ یہاں بندر نہایت کثرت سے ہیں۔ جن کی ہندو پرستش کرتے ہیں۔ سہاگوں کو سنہری مندر۔ بھیروں ناتھ۔ اور چاہ قسمت وغیرہ کا ضرور معائنہ کرنا چاہیئے۔

سرناتھ جو شہر سے ۳ میل کے فاصلہ پر ہے قدیم پیروان بدھ کا مقام ہے۔

ہوٹلوں میں ہوشیار اور واقف حال رہنما سیاحوں کو مل سکتے ہیں۔

اہل ہنود کا یہ مقدس شہر دریائے گنگا کے سمت شمال میں بسا ہوا ہے۔ آریا ہندؤوں کے ہندوستان میں آباد ہونے کے قدیمی زمانہ میں بھی ایک شہر اس موقعہ پر جہاں اب بنارس آباد ہے موجود تھا چھٹی صدی میں گوتما بدھ نے بنارس کو اشاعت مذہب کا مرکز قرار دیا۔ چنانچہ اس نے سارناتھ میں سکونت اختیار کی جس کے قرب و جوار میں مذہب بدھ کے کھنڈر دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ آٹھ سو سال تک بنارس مذہب مذکور کا صدر مقام رہا۔ سنہ ۸۰۰ء میں پھر ہندو مذہب کا ستارہ چمکا اور اس نے اپنا گذشتہ عروج حاصل کر لیا سنہ ۱۱۹۴ء میں سلطان شہاب الدین غوری نے بنارس کو فتح کیا اور سنہ ۱۷۷۵ء میں یہ مقام برٹش گورنمنٹ کے تسلط میں آیا۔

قلعہ راجگھاٹ ابتک مذہب بدھ کی یادگاروں سے مملو ہے۔ ایک مسجد جو بدھسٹ عمارات کے مصالحہ سے تیار ہوئی ہے۔ ظاہر کرتی ہے کہ ہندؤں کے تصرف سے پیشتر راجگھاٹ کا قلعہ یا تو بدھ کا مندر یا خانقاہ کے طور پر کام آتا تھا۔ شہر کے اور بہت سے مقامات بالخصوص شمالی حصوں میں بدھسٹ معابد کے کھنڈرات بکثرت پائے جاتے ہیں۔ امید ہے کہ آیندہ اُن کی مزید خانقاہوں کے جائے وقوع کا بھی رفتہ رفتہ پتہ لگتا جائیگا۔ چند عمارتیں ہیں جو وسط زمانہ برہمی سے جُوں کی توں چلی آتی ہیں۔ جن میں سے قابل ذکر شہر کے شمال میں پر یڈیکل کا مندر ہے۔ اس مندر کے تعلق جو فسانہ مشہور ہے وہ اس کی تعمیر کو نہایت قدیمی ظاہر کرتا ہے۔ علاوہ بریں مندر مذکور میں امراض کے دُور کرنے اور عمر کو بڑھانے کی طاقت خیال کیجاتی ہے۔ اس کی تعمیر کا اصلی سن تحقیق نہیں ہوا۔ بظاہر پُرانی عمارت معلوم ہوتی ہے۔

بنارس اسلامی عظمت و وقار کے نشانات سے بھی خالی نہیں۔ اورنگ زیب نے جو دو مسجدیں بیچ گنگا گھاٹ کے متصل بنوائی تھیں وہ ابتک موجود ہیں۔ ان میں ایک مسجد پہاڑ کی چٹان پر بنی ہوئی ہے۔ جو اب عبادت کے لئے بہت کم استعمال کی جاتی ہے۔

اورنگ زیب نے دوسری گیان باپی مسجد بشیشور کے مندر کے موقعہ پر تعمیر کروائی تھی۔ اس مقام کو نہایت متبرک سمجھتے ہیں۔ اہل ہنود اب مسجد اور دیوار کے مابین کی زمین کے دعویدار ہیں۔ انہوں نے مسلمان نمازیوں کی مسجد میں داخل ہونے کے لئے صرف ایک دروازہ چھوڑ دیا ہے۔ جو دیوار کے پہلو میں ہے۔ مسجد اور مندر کی قربت ہندو اور مسلمانوں میں بارہا موجب فساد و ہنگامہ ثابت ہوچکی ہے۔

مان مندر کی رصد گاہ:۔ بنارس کی صرف ایک غیر مذہبی عمارت مندرجہ عنوان رصد گاہ ہے جسے امیر کے راجہ جے سنگھ نے سنہ ۱۶۹۳ء میں محمد شاہ بادشاہ ہند کی جنتری کو درست کرنے کے لئے تعمیر کروایا تھا۔ پنڈت باپو دیو شاستری سی آئی ای نے اس رصد گاہ اور یہاں کے اوزار کا جنمیں سے اکثر اب مرمت کی حد سے بھی گذر چکی ہیں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

زمانہ حال کی دلچسپ عمارتیں ۔ مندروں ۔ کنوؤں اور گھاٹوں پر مشتمل ہیں جنکی نسبت بیان کیا جاتا ہے ۔ یہ کثیر التعداد دیوتاؤں میں سے خاص خاص کے جائے معجزات پر واقع ہیں ۔ لیکن یہ تقریباً سب کے سب پرانی مندروں کے جائے وقوع پر مکرر بنائے گئے ہیں ۔ بشیشور کے مندر جو شیوا سے تعلق رکھتا ہے سب سے زیادہ مقدس سمجھا جاتا ہے ۔ باشندگان شہر کے علاوہ وہ کثیر التعداد جاتری جو ہر سال بنارس آتے ہیں ۔ اس مندر میں سر عبودیت جھکاتے ہیں ۔ ارتفاع یا تعمیر کی خوبصورتی و ونفاست اور صناعی کے لحاظ سے یہ چنداں قابل وقعت نہیں اور سطح زمین سے ۵۱ فیٹ بلند ہے ۔ یورو پین اسے شہری مندر کہتے ہیں ۔ کیونکہ اس کے میناروں پر گلٹ شدہ تانبے کا غلاف چڑھا ہوا ہے ۔

بھیروں ناتھ کا مندر پچاس سال ہوئے راجہ راؤ (دیوتا) نے تعمیر کروایا تھا لیکن یہاں پہلے بھی بھیروں کا مندر موجود تھا ۔ جسے گروا کر از سر و نو تعمیر کروا دیا اس کی وضع قطع دیگر منادر سے کسیقدر مختلف ہے ۔ انا پورنا کا مندر جسے رزق کا تقسیم کرنیوالا سمجھا جاتا ہے ۔ بہت سے ہندو اس کی پرستش کے لئے جاتے ہیں ۔ اس کثرت کی ایک یہ وجہ بھی خیال کیجاتی ہے کہ وہاں روزمرہ غلہ بانٹا جاتا ہے موجودہ عمارت اٹھارھویں صدی میں پونا کے راجہ نے تعمیر کروائی تھی ۔ جس کے مینار و برج پر ہندو طرز کی دست کاری ہو رہی ہے ۔ مندر مذکور میں سورج گادری ۔ شنکر ۔ ہنومان ۔ اور گنیش کی بھی پوجا ہوتی ہے ۔ ادی بشیشور کا مندر اس سے ایک سو پچاس گز کے فاصلہ پر ہے ۔ یہ عمارت ساٹھ فیٹ بلند ہے اور ایک مینار بھی استادہ ہے ۔ درگا کا مندر مع تالاب کے شہر کے جنوبی انجام پر بنا ہوا ہے جسے مرہٹہ رانی بھوانی نے تعمیر کروایا تھا ۔ چونکہ یہ شہر کے غیر آباد حصہ میں ہے جہاں زمین ارزاں ملتی ہے اس لئے تالاب مذکور وسیع و خوبصورت اور مندر کا صحن بنارس کے دیگر منادر سے بڑا ہے ۔ اس کا بڑا دروازہ مغرب کی سمت ہے جس کے سامنے سڑک کے متصل بارہ نفیس ستونوں پر نوبت خانہ ہے جو سب طرف سے کھلا ہوا ہے ۔ نوبت خانہ کے دونوں طرف سڑکوں کے کسیقدر فاصلہ پر دو اور چھوٹے چھوٹے مندر ہیں ان دونوں کے وسط میں پتھر کے

دو ستون ہیں۔ ان میں سے ایک دروازہ مندر کے بائیں طرف دس فیٹ بلند ہے جسپر ایک شیر اپنی پچھلی ٹانگوں پر بیٹھا ہوا ہے دوسرا ستون پرستش کی جگہہ پر عین دروازے کے بالمقابل سطح زمین سے دو فیٹ بلند ہے۔ گنبد کے اندر چھت کے سامنے شیر کے دو بت ہیں۔ طاقوں پر اندر بھی متعدد بُت بنے ہوئے ہیں۔ ان اطراف میں مندر بکثرت ہیں۔ جنسے لوگوں کو سخت تکلیف پہونچتی ہے۔ بعض ان کی تعداد تین ہزار بتاتے ہیں لیکن یہ تعداد مبالغہ سے خالی نہیں۔

مقدس گھاٹ۔ تالاب اور کنوئیں:۔ مندروں کے علاوہ بنارس میں متبرک گھاٹ۔ تالاب اور کنوئیں بھی کثرت سے ہیں۔ جہاں جاتری نہانے کے لئے آتے ہیں۔ ان کے موقوعہ مقامات کی داستانوں کو صدیوں کی قدامت کا فخر دیا جاتا ہے۔ لیکن ان گھاٹوں میں کوئی اسقدر قدامت نہیں رکھتا۔

دراصل کوئی گھاٹ چند نسلوں سے زیادہ کی عمر و قدامت نہیں رکھتا۔ کیونکہ دریا ہمیشہ ان گھاٹوں کی تباہی کے کام میں مصروف رہتا ہے۔ یہ پانچ گھاٹ مشہور ہیں: (۱) اسی سنگم یعنے گنگا سے اسی کے ملنے کا مقام جنوب شہر میں۔ (۲) "دسوا میدہ" کہتے ہیں کہ سیوا کی درخواست پر برہما نے یہاں دس گھوڑوں کی قربانی کی تھی۔ اس لئے گھاٹ کا بھی یہی نام رکھا گیا۔ (۳) منی کارنیکا گھاٹ۔ اہل ہنود کی لاشوں کے جلانے کی جگہ (۴) پنچ گنگا گھاٹ جسے پانچ مقدس دریاؤں۔ دھوتا پاپا۔ چار ننڈا۔ کیسر نندی۔ سرسوتی۔ اور گنگا کا جائے اتصال فرض کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ظاہر میں آنکھوں کو صرف ایک ہی دریا (گنگا) نظر آتا ہے (۵) "برانا سنگم" برانا اور گنگا کا جائے اتصال۔ دیگر بڑے بڑے گھاٹوں میں سے کدار گھاٹ۔ راجہ ناگپور کا گھاٹ۔ اور سندھیا گھاٹ قابل ذکر ہیں۔ موخر الذکر گو ابھی درجہ تکمیل کو نہیں پہونچا۔ مگر بنیادی ستونوں کی کمزوری کیوجہ سے پانی کے مقابلہ میں مسلوب و معدوم ہو رہا ہے۔ مقدس کنوؤں میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ گیان بپی یا گیان کنڈ جو اورنگ زیب کی مسجد اور بشیشور کے مندر کے بین واقع ہے۔ جس میں کہتے ہیں کہ سیوا دیو رہتی ہے۔ اس کنوئیں کے نام کے لفظی معنی "چاہ علم" کے ہیں۔ (۲) امرت کنڈ یا کپ یعنے چاہ بقا"۔ اس کا پانی امراض جلدی اور جذام

کے لئے شفا بخش مانا گیا ہے (۳) ناگ کنڈ یہ کنواں فی الواقعہ قدیمی ہے۔ اور شہر کے شمال مغربی حصہ میں واقع ہے۔ یہاں سالانہ میلا ہوتا ہے اور لوگ سانپوں اور زہریلے حشرات الارض کے ڈسنے سے محفوظ رہنے کے لئے اس میں نہاتے ہیں۔ متبرک تالابوں میں سے تین مشہور ہیں۔(۱) منی کارنیکا۔ اس نام کے گھاٹ کے متصل واقع ہے۔ (۲) سیح موشن یعنے ارواح خبیثہ سے نجات دینے والا تالاب۔ بنارس کے مشہور باشندے اور جاتری سال میں ایکمرتبہ اس تالاب میں ضرور اشنان کرتے ہیں (۳) اگستیا کنڈ۔

عمارات حال:۔ شہر میں زمانہ حال کی عمارتیں معدودے چند سی نظر آتی ہیں پرنس آف ویلز کا ہسپتال اس بڑی سڑک پر واقع ہے۔ جو چھاؤنی سے راج گھاٹ کو جاتی ہے۔ اسکا بنیادی پتھر پرنس ممدوح نے (جو اب شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم ہیں) ۱۸۷۶ء میں رکھا تھا۔ اور ۱۸۸۸ء میں حضور والیسرائے نے کھولا تھا۔ اس وسیع ہسپتال کا رُخ جنوب کی سمت ہے۔ اور زنانہ و مردانہ دو حصوں پر منقسم ہے ٹاؤن ہال ہز ہائنس مہاراجہ وزیا نگرام کا تعمیر کروایا ہوا ہے۔ یہ نہایت خوبصورت عمارت ہے۔ جو فرنچ اور ہندو ہر دو طرز تعمیر پر مشتمل ہے۔ اس میں ایک بڑا ہال عام جلسوں کے لئے اور کئی ایک کمرے ہیں جسمیں مجسٹریٹ اجلاس کرتے ہیں۔ ٹاؤن ہال کے سامنے ایک دلکشا باغ ہے۔ ٹاؤن ہال کی سقف سے تمام شہر دکھائی دیتا ہے۔ مگر یہاں کے بازار اسقدر تنگ اور پر ہجوم ہیں کہ یہ نظارہ غیر مکمل اور گمراہ کن ہوتا ہے۔

گورنمنٹ کالج کی عمارت کو پادری ایم۔اے۔ شیرنگ فرانس کی قدیم طرز تعمیر کا عمدہ نمونہ بتلاتے ہیں۔ جو عمود نما ہے۔ اس کے سامنے کا رخ سنگ چنار سے بنا ہوا ہے یہ ۱۸۵۳ء میں بنکر تیار ہوئی تھی۔ پرائیویٹ چندوں کے علاوہ گورنمنٹ نے بارہ ہزار چھ سو نوے روپیہ اسکی تعمیر کے لئے عطا فرمائے تھے۔ جو حصہ چندے سے بنا ہے اس میں یوروپین اور دیسی ئیسوں کے نام کندہ ہیں۔ کالج نہایت شاندار ہے جس کے نقشہ کے مجوز میجر کیٹو تھے۔ وسطی گنبدہ ۷۰ فیٹ بلند ہے فرش بندی ۹۰ فیٹ طویل اور ۳۰ فیٹ عریض ہے۔ گوشوں کی کھلی محرابوں

پر ایک چھوٹا گنبد نصب ہے۔ بہ سمت شمال اندرون احاطہ کالج میں سنگ سرخ کا ساڑھے اکتیس فیٹ بلند ستون استادہ ہے۔ جو ضلع غازیپور کے پرگنہ مہیچہ میں پایا گیا تھا۔ اور مسٹر تھامسن سابق لفٹنٹ گورنر اضلاع مغربی و شمالی کے حکم و خرچ سے احاطہ کالج میں رکھا گیا ہے۔ ستون مذکور پر حروف گپتا میں کسیقدر مٹا ہوا کتبہ ہے کالج کے مشرقی میدان میں بہت سے تراشیدہ پتھر پڑے ہوئے ہیں جو سارناتھ بکاریتا گنڈ اور مضافات کے دیگر مقامات سے لائے گئے ہیں۔

سول لائین کی خاص عمارت یہ ہیں:۔ راجہ کالی شنکر کا غریب خانہ جس میں اندھے مجذوم اور فقرا رہتے ہیں۔ راجہ کالی شنکر کے فنڈ کی آمدنی اور گورنمنٹ کی امداد سے اس کا خرچ چلتا ہے۔ سرکاری ڈویژنل پاگل خانہ۔ سنٹرل جیل۔ ڈسٹرکٹ جیل کمشنر۔ ایجنٹ گورنر جنرل۔ مال۔ مجسٹریٹی۔ کلکٹری تحصیل۔ خزانہ۔ ڈسٹرکٹ انجنیر۔ اور میونسپل دفاتر یہاں موجود ہیں۔

چھاؤنی:۔ جو نصف پلٹن برٹش انفینٹری۔ توپخانہ کی ایک باڑی دیسی انفنٹری کی چھ کمپنیوں پر مشتمل ہے۔ انکی بارکوں کے علاوہ افسروں کے بنگلے بھی بنے ہوئے ہیں دو ہوٹل۔ ایک گرجا اور بازار ہے۔ یہی اس چھاؤنی کی کل کائنات ہے کلرک کا ہوٹل صاف اور پاکیزہ ہے۔

بنگلور چھاؤنی:۔ دیسی اسے "ڈنو" کہتے ہیں۔ یہ فوج مدراس کا ہیڈ کوارٹر ہے جہاں بہت سی سپاہ رہتی ہے۔ بمبئی سے ۶۹۲ میل اور ساڑھے تیس گھنٹوں کا راستہ ہے کرایہ ۴۳۔ ۲۱۔ اور ۹ روپیہ ہے۔ سکندرآباد کے بعد جنوبی ہند میں یہ سب سے بڑا سٹیشن ہے۔ گو یہ مہاراجہ میسور کے قلمرو میں واقع ہے مگر انگریزی مقبوضات سے ہے۔ رزیڈنٹ میسور اس کے حاکم اعلےٰ ہیں اکثر اشخاص اس کی عمدہ آب و ہوا کو اوٹکمنڈ پر بھی ترجیح دیتے ہیں۔ اس لئے رہائش و سکونت کے لئے یہ نہایت صحت افزا مقام خیال کیا جاتا ہے۔ حکام مدراس اور دیگر عہدہ دار اپنی رخصت کا زمانہ یہیں بسر کرتے ہیں۔ یہاں متعدد ہوٹل اور بورڈنگ ہوس ہیں۔ عظیم الشان عمارتوں میں سے بعض یہ ہیں:۔

رزیڈنسی میوہال۔ یونائیٹڈ سروس کلب سکول خانقاہ وغیرہ۔ اکثر دکانیں سرتاپا

یورو پین اسباب سے بھری ہوئی ہیں۔ سٹیشن پر کوئی بنگلہ نہیں۔ یہاں دو بینک ہیں مزید براں منی آرڈر۔ سیونگ بینک۔ اور تار کے دفاتر بھی ہیں۔ یہ مقام نباتات میوہ جات۔ اور معتدل آب وہوا کیوجہ سے مشہور ہے۔ بنگلور چھاؤنی و شہر کا رقبہ ۱۲۱ میل اور آبادی ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کے بموجب ۱۵۵۹۱۵ (۶۲۳۷۰ دیسی شہر اور ۹۳۵۴۵ چھاؤنی) متنفسوں کی ہے۔ خاص چھاؤنی کا رقبہ سوا گیارہ مربع میل ہے۔ گورنمنٹ ہوس جہاں پہلے چیف کمشنر میسور رہا کرتا تھا۔ اب رزیڈنٹ میسور کی قیام گاہ ہے۔ جدید سرکاری عمارتیں جو یونانی نمونہ پہ بنی ہوئی ہیں نہایت خوبصورت ہیں اپنر پچاس ہزار روپیہ لاگت آئی تھی یہ دفاتر دو منزلہ ہیں ان کے نیچے کی منزل بالکل بہتر کی ہے۔

بنگلور شہر:۔ جو عام طور پر "پیٹ" کہلاتا ہے۔ چھاؤنی سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ سیٹیٹ ریلوے بنگلور کے متصل آبشار کاویری سے تیس میل کے فاصلہ سے سرنگاپٹم میں سے گذرتی ہے۔ ان آبشاروں کا نظارہ ایشیا کے دلفریب ترین منظروں سے متصور ہوتا ہے۔ سرنگاپٹم میسور کا پرانا تاریخی دارالحکومت ہے جسے ٹیپو سلطان شیر کی معرکہ آرائیوں اور ڈیوک آف ونلنگٹن کی فتوحات نے مشہور عالم کر رکھا تھا قلعہ اب فوجی کام میں نہیں آتا۔ صرف تاریخی عظمت اور ٹیپو سلطان کے محل کے بعض کھنڈرات کیوجہ سے دلچسپی کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ سٹیشن سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ بنگلور کی دیگر خاص عمارات و قابل دید مقامات۔ مہاراج کا محل۔ سنٹرل کالج سرکاری دفاتر۔ عجائب گاہ اور کبن پارک ہیں۔ جو سابق چیف کمشنر سر کبن کی یادگار میں بنایا گیا تھا۔ اس پارک میں ہر روز شام کو لوگ سیر کے لئے آتے ہیں۔ روئی۔ اور ریشم کا کارخانہ بھی دیکھنے کے لائق ہے۔ ٹیپو سلطان کے والد حیدر علی کا لال باغ بھی ایک نہایت پر فضا اور تفریح بخش گلستاں ہے۔ جس میں حال میں پھولوں کے لئے ایک ہال بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ ممالک غیر کے اکثر پودے اور درخت اس باغ میں موجود ہیں۔ یہاں قالین بافی کا بھی ایک بہت بڑا کارخانہ ہے۔ اجناس اور روئی کی تجارت اس شہر میں بہت ہوتی ہے۔ منی آرڈر۔ سیونگ بینک اور تار کے دفاتر قایم ہیں۔

۱۸۳۱ء میں جب برٹش گورنمنٹ نے میسور کی زمام حکومت براہ راست اپنے

ہاتھوں میں لی تو اس وقت بعض دفاتر قلعہ کے ایک محل خام میں رکھے گئے تھے۔
۱۸۶۵ء میں جب چھاؤنی میں ان دفاتر کے لئے نئے مکانات بن گئے تو دفاتر مذکوران میں منتقل کر دیئے گئے۔ بعد میں یہ دو منزلہ خام محل بھی گر پڑا۔ سلح خانہ اب تک قلعہ میں ہے۔

جنوب ہند کا یہ نہایت مشہور اور تاریخی مقام ہے۔ یہاں کا اصلی قلعہ جو ۱۵۳۷ء میں ہندوؤں نے بنایا تھا مٹی کا تھا۔ حیدر علی نے اپنے پہلے سال جلوس ۱۷۶۱ء میں اسے پتھر کا بنوایا۔ ۱۷۸۰ء میں جب جنرل بیلی نے بمقام پیرام بکام سپاہ میسور سے شکست کھائی تو سر ڈیوڈ بیرڈ اسی قلعہ میں مقید کئے گئے تھے۔ لارڈ کارنواس نے یہ قلعہ ۱۷۹۱ء میں میسور کی تیسری لڑائی میں ٹیپو سلطان سے چھینا تھا۔ جب اس کے قید خانوں کو دیکھا گیا۔ تو یوروپین اسیروں کی حالت نہایت دردناک نظر آئی۔

۱۸۱۱ء میں جب انگریزی سپاہ قلعہ سرنگا پٹم سے بنگلور منتقل کی گئی تو فوج کا کچھ حصہ قلعہ میں رہنے لگا۔ ۱۸۲۳ء میں سلح خانہ بھی سرنگا پٹم سے اسی قلعہ میں منتقل کر دیا گیا۔ جہاں یہ ابتک موجود ہے۔

شہر بنگلور کی آبادی نہایت گنجان ہے ہر خاص شہر ۲ ۱/۲ مربع میل میں ہے گذشتہ چند سالوں تک مرہٹوں کے حملوں سے محفوظ رہنے کے لئے بنگلور کے گرد گہری خندق اور گھنی جھاڑیاں تھیں۔ اکثر بازار تنگ اور بے قاعدہ ہیں دولتمند سوداگروں کے شاندار مکانات جابجا نظر آتے ہیں۔ تجارت روزافزوں ترقی پر ہے اور بنگلور بحیثیت مجموعی مشرق کا ایک خوشحال شہر معلوم ہوتا ہے۔ بنگلور میں مختلف عیسائی فرقوں کے آٹھ گرجے اور بہت سے مندر و مساجد ہیں۔ آبپاشی ایک متصل کے تالاب سے ہوتی ہے ہوٹلوں کے لحاظ سے بھی بنگلور ممتاز ہے لیکن ہوٹل نہایت نفیس اور آرام دہ ہے۔ وسٹ انڈ ہوٹل بھی صاف و پاکیزہ اور ایک نہایت عمدہ موقع پر واقع ہے۔

بنوں:۔ پنجاب کا مشہور سرحدی و فوجی سٹیشن ہے۔ بکہتر تک ریل جاتی ہے۔ اس سے آگے ۰۰ میل تانگہ پر براہ ڈیرہ اسمٰعیل خاں سفر کرکے بنوں پہونچتے ہیں۔

یہاں پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کا ایک بنگلہ ہے۔ اور اچھا آباد شہر ہے۔

بور گھاٹ:- بمبئی اور پونا کے درمیانی مقامات کے حالات لکھنے میں اس درہ کوہ کیطرف کتاب ہذا میں متواتر اشارہ کیا گیا ہے۔ مسٹر جیمز برکلی ان گھاٹیوں کی نسبت کہتے ہیں کہ "اس وسیع اور انسانی کوشش کو بیکار کر دینے والے سلسلہ کوہ کی صحیح کیفیت کا بیان کرنا مشکل ہے جنگلوں کو کاٹ کر بعض بعض مقامات سے سطح کو ہموار کرنے کی سعی کیجا رہی ہے۔ ریلوے کے راستہ میں جو سنگستانی رکاوٹیں تھیں وہ بہزار جر ثقیل دور کی گئی ہیں۔

ہمارے انجنیروں۔ سر ڈیروں کی یہ عظیم الشان کامیابیاں انکی تجربہ کاری اور محنت و کوشش مختلف رپورٹوں میں ہمیشہ یادگار زمانہ رہے گی۔ جس کی نظیر انجنیری کی تاریخ میں مشکل سے مل سکے گی"۔

ان موانعات کے دور کرنے کا کام ۱۸۵۵ء میں شروع کیا گیا تھا۔ اور جون ۱۸۶۳ء میں آخر کار اس گھاٹ کا دروازہ تجارت کے لئے کھولدیا۔ یہ لاین تقریباً سولہ میل لمبی ہے۔ اور اتنی مسافت میں ریلوے کو ۲۶ سرنگوں اور آٹھ محرابوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ سیاحوں کو چاہئے کہ اگر ممکن ہو تو وہ دن کیوقت ان گھاٹیوں سے گذریں۔ اگر موسم برسات کے شروع یا اس کے اختتام کے بعد سفر کیا جاسے۔ جبکہ کہر سے پہاڑ پاک و صاف ہوتے ہیں۔ تو چٹانوں سے آبشاروں اور پانی کے گرنے کے دلکش نظارے سے سیر کا لطف دوبالا ہوجاتا ہے۔ سال کے بعض حصوں میں پہاڑوں کے درخت زار پھول اور پتوں کی سبزی نہایت خوشنما معلوم ہوتی ہے۔ چونکہ ٹرین ضرورتاً اس سلسلہ کوہ سے آہستہ آہستہ چلتی ہے۔ اس لئے سیاح کو اپنے دامن شوق کو گل آرزو سے بھرنے کا کافی موقع ملجاتا ہے۔

بورنگ پیٹ:- مدراس ریلوے کے شاخ بنگلور پر مدراس سے ۱۷۶ میل اور دس گھنٹوں کی مسافت پر آباد ہے۔ کرایہ گیارہ ۔ ۵ ۔ اور دو روپیئے ہے کولار جانیکا یہی اسٹیشن ہے۔ ضلع کا ہیڈ کوارٹر جنرال میں بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ طلائی کانوں کو جو لاین جاتی ہے اس کا جنکشن ہے۔ کان ہائے مذکور مشرق کیطرف واقع ہیں۔ بورنگ پیٹ کا شہر سٹیشن کے متصل ہے اور اسکا نام مسٹر بورنگ سابق

چیف کمشنر میسور کے نام پر رکھا گیا ہے۔ اب یہ نہایت آباد۔ ترقی پذیر اور مرکز صنعت و حرفت شہر ہے۔ یونگ پیٹ میں ہر جمعہ کو اور کولار میں ہر پنجشنبہ کو میلا ہوا کرتا ہے سیونگ بینک۔ منی آرڈر۔ اور تار کے دفاتر یہاں کھلے ہوئے ہیں۔

بوستان:۔ کوئٹہ کا جنکشن سٹیشن ہے اور نارتھ ویسٹرن ریلوے کی شاخ سیبی و کوئیٹہ پر واقع ہے۔ یہ کوئٹہ سے ۱۲۔ اور سیبی سے ۱۲۵ میل کی مسافت رکھتا ہے۔

بھاجا اور بیداس کے غار:۔ ریلوے کے ذریعہ سے سنولی پہونچتے ہیں۔ جہاں وٹنگ وریفرشمنٹ رومز کے علاوہ ایک عمدہ ہوٹل بھی ہے۔ یہاں سے گھوڑے پر سوار ہوکر کارلی کے ڈاک بنگلہ میں پہونچ جاتے ہیں جہاں سے غارہائے بہاجا پانچ میل اور غارہائے بیداس ۹ میل کے فاصلہ پر واقع ہیں۔ کارلی کے ڈاک بنگلے سے سیاحوں کو بدرقہ (رہنما) ہمراہ لے لینا چاہئیے۔ بیداس میں مذہب بدھ کے غار ہیں جو نسبت بہاجا کے غاروں کے زیادہ قدیم معلوم ہوتے ہیں۔ یہ غار بھی کچھ کم دلچسپ نہیں۔ گھوڑے کا کرایہ چار روپیئے روزانہ لگتا ہے۔

بھاگل پور:۔ صاحب گنج سے ۶۷ میل کی مسافت ریل پر ایک بہت بڑا سول سٹیشن اور تجارتی شہر ہے۔ ڈاک بنگلہ کے سوا ایک سرائے بھی مسافروں کے قیام کی موجود ہے جو سٹیشن سے دکھائی دیتی ہے۔ کمشنر اور ڈویزنل مسافت کا ہیڈکوارٹر ہے۔ یہاں کا سنٹرل جیل پردوں۔ قالینوں۔ کمبلوں کی ساخت کے لئے مشہور ہے بہاگلپور میں ایک عظیم الشان دیسی کالج اور سول شفاخانہ قایم ہے۔

بھامو:۔ (برہما) اگرچہ یہ مشہور شہر ہے۔ مگر یہاں کوئی قابل دید چیز نہیں۔ بذریعہ ٹرین کاٹھا جاتے ہیں وہاں سے سٹیمر کے وساطت سے ۱۲ سے ۲۴ گھنٹوں کے اندر بہامو پہونچ جاتے ہیں سٹیمر میں سفر کرتے ہوئے آس پاس کی پہاڑوں کا نظارہ نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ کاٹھا اور بہامو کے مابین دو تنگ بحری دروں سے گذرنا پڑتا ہے۔ تیسرا درہ بہامو کے آگے ہے۔ دوران سفر کا بحری سین نہایت دلفریب ہے۔ مراجعت کے وقت سیاح کو لازم ہے کہ بہامو سے بذریعہ سٹیمر منڈلے کو جائے تاکہ وہ موتگوں کا عظیم الشان گھنٹہ دیکھ سکے جو

قد و قامت میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ یہ گھنٹہ روئے زمین کے تمام بیداغ گھنٹوں سے بڑا ہے۔ گو ماسکو میں بھی ایک ایسا ہی دیو ہیکل گھنٹا ہے جو اس سے کسیقدر بڑا ہے۔ مگر وہ ذرا سے خالی نہونے کی وجہ سے داغدار ہے۔

بھاوانیشور:۔ بنگال کے ضلع پوری میں شیو کے مندروں کا مقدس شہر ہے۔ یہاں کے متبرک تالاب کے گرد اہل ہنود کے سات ہزار مندر بنے ہوئے تھے۔ جو اب پانچ چھ سو سے زیادہ نہیں اور یہ بھی سب کے سب کھنڈرات ہیں جو ہندوستان کے ہر ایک زمانہ کی طرز تعمیر کو ظاہر کرتے ہیں۔ کلکتہ سے پوری کو سٹیمر جاتا ہے۔ جو ۲۷۷ میل کے فاصلہ پر ہے پھر پالکی پر ۳۶ میل راہ قطع کر کے بھاوانیشور پہونچتے ہیں۔

بہاولپور:۔ پنجاب و راجپوتانہ کے مابین دریائے ستلج و انڈس کے مشرق میں ایک دیسی ریاست ہے۔ بہاول پور اسکا دارالحکومت ہے۔ اس کا ریلوے سٹیشن ستلج سے دو میل اور ملتان سے ۶۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ نواب بہاولپور کا محل مربع وضع کا بہت بڑا اور شاندار ہے اور اس کے ہر ایک گوشہ پر برج بنا ہوا ہے۔ اس کی چھت سے بیکانیر کا وسیع بے آب وگیاہ میدان نظر آتا ہے۔ جو سو میل تک پھیلا ہوا چلا گیا ہے۔ یہاں ڈاک خانہ۔ تار۔ منی آرڈر۔ سیونگ بینک کے دفاتر قایم ہیں۔

بھاؤنگر:۔ بمبئی سے بی۔ بی۔ اینڈ سی۔ آئی۔ ریلوے کے ذریعہ سے وادھوان جاتے ہیں جو ۳۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں سے بھاؤنگر گونڈل ریلوے میں سوار ہو کر ۱۰۴ میل کی راہ کے بعد بھاؤنگر پہونچتے ہیں۔ بھاؤنگر میں گھوڑے اور بیلوں کی گاڑیاں اور شکریں دستیاب ہو سکتی ہیں۔ یہ کاٹھیاوار کا نہایت خوشحال بندرگاہ اور اسی نام کی ریاست کا دارالحکومت ہے۔ ہزہائنیس مہاراجہ بھاؤ سنگھ جی۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ نے اپنی روشن ضمیری سے بھاؤنگر کو ہندوستان کی دیگر ریاستوں کے لئے سرسبزی و مرفہ الحالی کے لحاظ سے ایک قابل قدر نمونہ بنا دیا ہے۔

ہائی اسکول۔ ڈاکخانہ۔ تار آفس۔ عدالت ہائے انصاف۔ دفاتر پولیس

اور دیگر سرکاری عمارتیں نہایت رفیع الشان ہیں۔ گھوڑوں کی نسل کشی کا سرکاری فارم تمام کاٹھیاوار میں مشہور ہے زیادہ تر روئی یہاں سے بیرونجات کو جاتی ہے بلحاظ سنہ ۱۹۱۳ء میں جسقدر مال و اشیا یہاں سے باہر بھیجے گئے۔ ان میں بیس فیصدی سونا چاندی تھا۔ تجارت درآمد میں انواع و اقسام کے کپڑے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

بھرتپور:۔ بی۔ بی و سی۔ آئی و آر۔ ایم ریلوے کے علاوہ اٹارسی۔ جھانسی اور قلعہ آگرہ کی طرف سے راستہ ہے۔ بمبئی سے ۸۴۳ میل دور ہے۔ کرایہ ۱۵۔ ۲۸۔ اور ۹ روپیئے ہے۔ ہز ہائنس مہاراجہ صاحب کا ڈاک بنگلہ تمام یوروپین مسافروں کے کھلا ہوا ہے جن کو کھانا شراب وغیرہ مفت ملتا ہے۔ بھرتپور کا مضبوط قلعہ دیکھنے کے قابل ہے اور یہاں شکار بکثرت ملتا ہے۔

بھوپال:۔ (پہلے یہ اپنے بانی راجہ بھوج کے نام پر بھوج پال کہلاتا تھا) بھوپال سطح سمندر سے سترہ سو فیٹ بلند ہے اور ایک جھیل کے کنارے پر (جو دریائے بیتوا کے ایک منبع کی پشتہ بندی کرنے سے بنائی گئی ہے) واقع ہے یہ اس نام کی ریاست کا دارالحکومت ہے جس کی حکمرانہ ہز ہائنس سلطانہ شاہ جہاں بیگم صاحبہ ہیں جو بھوپال میں رہتی ہیں۔ گو اس شہر کی آبادی بیقاعدہ ہے۔ مگر تنگ بازاروں میں رفیع الشان مکانات جو پردہ دار ہونے کی وجہ سے خوبصورت چوبی برانڈے رکھتے ہیں۔ خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔ جامع مسجد جو شہر کے وسط میں بنی ہوئی ہے ایک قابل دید عمارت ہے۔ بلند سنگی سیڑھیوں کے ذریعہ سے ان میں داخل ہوتے ہیں مسجد متبرکہ کے گرد و نواح میں جوہریوں اور دیگر سوداگروں کی دکانیں ہیں۔ پہاڑ کی چوٹی پر فتحگڈھ کا قلعہ استادہ ہے جس کی چھت سے شہر اور نیچے بنی ہوئی جھیل کا بخوبی نظارہ ہو سکتا ہے۔ سیاحوں کو ہز ہائنس کے باغات کی سیر کی اجازت مل سکتی ہے جو شہر کے متصل ہیں۔ یہاں کا سٹیشن بھوپال اجین ریلوے کا جنکشن ہے۔ اس ریلوے پر سفر کرنے والے یا اُدھر سے آنیوالے مسافروں کو بھوپال میں گاڑی تبدیل کرنی پڑتی ہے۔ ڈاک بنگلہ کے علاوہ ویٹنگ اور ریفرشمنٹ روم بھی سٹیشن پر موجود ہیں۔ منی آرڈر۔ سیونگ بینک اور تار کے دفاتر یہاں قائم ہیں

بھوج:۔ ہفتہ وار اسٹیمر بمبئی سے کچھ منڈوی روانہ ہوتا ہے۔ موخرالذکر مقام سے بھوج کو سڑک جاتی ہے۔ منڈوی میں بیل تانگہ اور بیلوں کی شکرم ملسکتی ہے۔ علاوہ بریں ایک اور راستہ بھی ہے یعنی بمبئی سے بی۔بی۔ اور سی۔آئی ریلوے کے ذریعہ سے وادھوان (کرایہ ۲۴ روپئے) وہاں سے موروی سٹیٹ ریلوے پر سفر کرکے موروی۔ یہاں سے روانی جائیں جو ۴۵ میل کی مسافت پر ہے۔ راؤ کچھ کی کشتیاں خلیج کچھ میں روہٹر تک آتی جاتی ہیں۔ پس روانی سے ان کشتیوں کے ذریعہ سے "روہٹر" وہاں سے بیل گاڑی پر انجار پہونچیں انجار میں ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ یہاں سے بھوج ۲۶ میل کی مسافت پر رہجاتا ہے۔

بھوساول:۔ بذریعہ جی۔آئی۔پی۔ ریلوے بمبئی سے ۲۷۶ میل کے فاصلہ پر ہے کرایہ ۱۷ ۔ ۹ ۔ اور ۴ روپئے ہے۔ اس کے بڑے ریلوے سٹیشن پر ریفریشمنٹ روم موجود ہے۔ جبلپور کی بڑی لاین اور ناگپور کا جنکشن ہے۔ یہاں اسسٹنٹ کلکٹر کے دفاتر ہیں۔ باغ عامہ۔ ریڈنگ روم۔ عجائب خانہ۔ تیرنے کا گھاٹ۔ قابل دید مقامات ہیں۔ گرجوں کے علاوہ مدارس اور ٹیلیگراف آفس بھی ہے۔ دریائے تاپتی اڑہائی میل کے فاصلہ پر لاین جبلپور پر واقع ہے۔ اسپر محراب دار ریلوے پل بنا ہوا ہے برار اور ناگپور کے جانیوالے یہاں ٹرین تبدیل کرتے ہیں۔

بیپور:۔ کالیکٹ سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے پہلے یہ ریلوے کا انتہائی مقام تھا ساحل بحر کا قصبہ ہے اور چنداں وقعت نہیں رکھتا۔

بیجاپور:۔ بذریعہ جی۔آئی۔پی و ایس۔ایم ریلوے بمبئی سے ۳۵۱ میل کے فاصلہ پر ہے۔ کرایہ ۲۲۔ ۱۱۔ اور پانچ روپیہ ہے۔ یہاں افسران ضلع رہتے ہیں اور ڈاکخانہ۔ ٹیلیگراف آفس۔ شفاخانہ سیونگ بینک وغیرہ ہر قسم کے بینک ضروریات کے سامان موجود ہیں۔ اس شہر کے کھنڈر وسیع رقبہ پر پھیلے ہوئے ہیں۔ جو اسلامی طرز تعمیر کا دلکش مرقع پیش کرتے ہیں۔

دکن کے دربار بہمنیہ کے ایک نامور سردار محمد نامی نے ایک آزاد سلطنت کی بنیاد ڈالکر بیجاپور کو اسکا پایہ تخت قرار دیا۔ جسکا ۱۶۸۶ء میں اورنگ زیب نے الحاق کرلیا اور بعد میں مرہٹوں نے اس کی بربادی کو درجہ تکمیل پر پہونچایا۔

روضہ ابراہیم:۔ یہ روضہ باغ میں واقع ہے اس کے گرد ایک بلند دیوار ہے جس کے وسط میں ایک خوبصورت و پرصنعت دروازہ بنا ہوا ہے باغ کے مرکز میں ایک مہندمہ حوض تین عظیم الشان عمارتوں کو ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے۔ مسجد کی خوبصورتی زیادہ تر اس کے مسلسل گنبدوں کیوجہ سے ہے۔ جو متناسب اور خوشنما ہیں۔ اس کے دوسری طرف کا مقبرہ نہ صرف قدوقامت کے لحاظ سے قابل وقعت ہے۔ بلکہ اپنی نفاست اور باریک کام کیوجہ سے بھی تعریف کا مستحق ہے۔

برج شیبا:۔ اس کی چوٹی پر "ملک میدان" نامی پہاڑی پر کم توپ لگی ہوئی ہے جس سے بڑی توپ غالبا دنیا میں نہ ہوگی۔ اسکا دہانہ قطر میں دو فیٹ چار انچ ہے۔

گل گنبد:۔ بیجاپور کے ساتویں بادشاہ سلطان محمد عادل کا مقبرہ ہے جسکا اندرونی رقبہ ۱۰۲۲۵ فیٹ ہے۔ حالانکہ روما کے وسیع پانتھیون (تمام دیوتاؤ مندر) کا رقبہ ۱۵۸۴۳ فیٹ سے زائد نہیں اس کا گنبد دنیا میں سب سے بڑا ہے جسکا قطر ۱۲۴ فیٹ ہے جو اندر سے ۱۷۵۔ اور باہر سے ۱۹۸ فیٹ بلند ہے اس کی عام موٹائی دس فیٹ ہوگی اس کی گونجنے والی گیلری ہندوستان میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔

جامع مسجد:۔ یہ عظیم الشان عمارت فی الواقع اس قابل ہے کہ اسے جامع مسجد بیجاپور کے نام سے موسوم کیا جائے۔ علی عادل شاہ نے (۱۵۵۷ یا ۱۵۵۹ء) اسکی بناء ڈالی تھی۔ گو اس کے جانشینوں نے بھی اس سلسلہ تعمیر کو جاری رکھا۔ مگر دراصل اسکی تعمیر درجہ تکمیل کو نہیں پہونچی۔ مسٹر گرگوسن اس مسجد جامع کی نسبت لکھتے ہیں کہ "اس حالت میں بھی یہ مسجد ہندوستان کی اعلیٰ اور نفیس ترین مساجد سے ہے"

مہتر محل:۔ یہ ایک چھوٹا سا دروازہ ہے۔ جو اہل ہنود اور اسلامی طرز تعمیر کا ملا جلا نمونہ ہے۔ اس کی صنعت و دستکاری اور نظر فریب گلکاری قابل دید ہے اثر شریف:۔ گو یہ عمارت چنداں شاندار نہیں مگر اس کے خوشنما دالان

سائٹھ فیٹ اونچے چوبی ستونوں پر قائم ہیں۔ اس میں حضرت محمد صلعم کے ریش مبارک کے بال بحفاظت رکھے ہیں۔ اندر قالین بچھے ہیں۔ گو وہ بہت پرانے ہیں مگر رنگ اور خاک کے لحاظ سے نہایت خوبصورت ہیں۔

بیجاپور میں "بول گنبد" کے نام سے ایک مسجد ہے جو سٹیشن سے ۱/۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے مگر اب اسے ڈاک بنگلہ بنا لیا گیا ہے۔

ڈپٹی کلکٹر یا معافیدار کی اجازت سے سیاح روضہ ابراہیم میں بھی اتر سکتے ہیں مگر انکو روزانہ معقول فیس دینی پڑتی ہے۔ اور ملازم و دیگر سامان آسائش بھی یہاں موجود نہیں۔ یہ روضہ اسٹیشن سے دو میل کے فاصلہ پر ہے۔

ریلوے اسٹیشن پر تانگے اور بیل کی شکرم مناسب کرایہ پر مل سکتی ہیں اور گاڑیوں کا قانون یہاں بھی رائج ہے۔ گورنمنٹ نے قلعہ کے اندرونی حصہ کے منہدمہ مکانات کو عظیم الشان دفاتر میں تبدیل کر دیا ہے۔

بیدر:۔ حیدرآباد سے بذریعہ پالکی ۸۰ میل کا راستہ ہے دکن کے سلاطین بہمنیہ کا یہ پایہ تخت تھا۔ قلعہ اور کثیر التعداد مقابر کے کھنڈر دیکھنے لائق ہیں۔ یہ مقام دھات کے ظروف کے لئے مشہور ہے۔

بیدیا ناتھ جنکشن: ہوڑہ (کلکتہ) سے ۲۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے یہاں سے دیوگڈھ کو ریلوے کی شاخ جاتی ہے۔ یہ دیوگڈھ سب ڈویژن کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اور یہاں میرج مینار ورن۔ بلاٹون۔ اور بہت خاتون کے متعدد کھنڈر ہیں۔

بیزواده:۔ مدراس کے ضلع کسٹنا کا ایک خاص قصبہ دریائے کسٹنا کے شمالی کنارہ پر آباد ہے۔ دریا پر ایک خوبصورت آہنی ریلوے پل ۳۸۱۲ گز طویل بنا ہوا ہے۔ ایسٹ کوسٹ ریلوے اور نظام سٹیٹ ریلوے کا جنکشن اور موخر الذکر کا انتہائی مقام ہے وادہواڑ جوجی۔ آئی۔ پی ریلوے پر واقع ہے یہاں سے بیزواده ۳۰۸ میل کا فاصلہ رکھتا ہے۔ کرایہ ۵۵-۲۰ اور ۹ روپیہ ہے۔ بیزواده ایک اعلیٰ درجہ کا تجارتی شہر ہے جہاں کسٹنا ڈلٹا (وہ مثلث قطعہ زمین جو پانی سے گھرا ہوا ہو) کا مال تجارت کثرت سے آتا ہے۔ نیز یہ مقام دریاؤں کے ذریعہ سے مدراس ایلور مچھلی پٹم کوکوناڈا۔ اور راجمندری سے پیوستہ ہے۔ یہاں زمانہ قدیم کے

بدھسٹ اور اہل ہنود کے مندر پہاڑوں میں موجود ہیں۔ چٹانوں کو اس خوبصورتی سے کاٹ کر مندر بنائے گئے ہیں کہ انسان عش عش کرتا رہجاتا ہے۔ ڈاکخانہ۔ تار آفس منصفی۔ شفاخانہ۔ ڈاک بنگلہ۔ جیل۔ اور کتب خانہ کے علاوہ سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم بھی موجود ہے۔

بیکانیر:۔ بیکانیر کا جنکشن سٹیشن میرتا روڈ ہے۔ یہ والی ریاست کا دار الحکومت ہے شہر مذکور ۱۴۵۹ء میں آباد ہوا تھا۔ ۱۷۹۹ء میں جارج تھامس کے قبضہ میں آیا۔ جارج مذکور آئرش کوارٹر ماسٹر (حقیقتہ جہازی) تھا۔ جو مہاراجہ سیندھیا اور بیگم سمرو کی ملازمت میں سپاہی رہ گیا۔ ۱۸۰۹ء میں اس نے ہانسی پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ آخر کار یہ برہانپور میں جل مرا۔ یہاں کی آبادی ۵۶۲۷۵ ہے۔ شہر سے ۵ میل کے فاصلہ پر بیکانیر کے گذشتہ مہاراجوں کی سمادھیاں بنی ہوئی ہیں۔

بیلگاؤں:۔ بمبئی سے ۳۹۴ میل اور کئی گھنٹوں کا راستہ ہے کرایہ ۲۲-۱۱ اور ۵ پائی ہے۔ یہ مقام سطح سمندر سے ۲۵۰۰ فٹ بلند ہے۔ دیسی یوروپین سپاہ کے علاوہ کمشنر جنوبی ڈویژن کلکٹر ضلع۔ جج اور دیگر سرکاری عہدہ داروں کا بھی قیامگاہ ہے۔ متعدد سکول جاری ہیں جن میں سے ایک معزز طلبوں کے لئے ہے۔ سٹیشن سے چند منٹ کے راستہ پر ایک کلب ہے۔ قلعہ جس کے گرد گہری خندق کھدی ہوئی ہے ۱۸۱۸ء میں انگریزوں نے فتح کیا تھا۔ سوتی کپڑوں کے یہاں بہت کارخانے ہیں سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم ہے اور اس کے قریب ہی ڈاک بنگلہ بھی موجود ہے۔ بیلگاؤں منی آرڈر۔ سیونگ بینک اور تار کے دفاتر بھی رکھتا ہے۔

بینا:۔ چونکہ دریائے بینا سے چند میل کے فاصلہ پر ہے اس لئے اس قصبہ کا نام بھی یہی پڑ گیا ہے۔ دریائے مذکور پر سٹیشن کے جنوب میں پل بنا ہوا ہے۔ اس کا سٹیشن جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے کے شاخ موگوڑا اور بینا گونا ریلوے کا جنکشن ہے۔ ان دو شاخوں کے مسافر بینا میں گاڑی بدلتے ہیں۔ سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم و مسافر خانہ موجود ہیں۔ بیلچہ سے بیل گاڑی کا ملک ... ڈوں سے بھرا ہوا ہے۔ اور دریا کے کنارے بھی عمدہ شکار مل سکتا ہے۔ زیادہ تر مٹی کی پیداوار ہوتی ہے۔ منی آرڈر۔ سیونگ بینک کے دفاتر یہاں کھلے ہوئے ہیں۔

پ

پالادرام:- بذریعہ ایس۔ آئی۔ ریلوے مدراس سے ساڑھے گیارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ایک دیسی انفینٹری یہاں رہتی ہے۔ مشرق کی سمت دور تک سلسلہ کوہ چلا گیا ہے۔ جو چار سو سے پانچسو فیٹ تک بلند ہے۔ فوجی اور دیگر یورپین پنشن خوار یہاں رہتے ہیں۔ پتھروں کی بڑی کان سے عمدہ پتھر نکلتا ہے۔ سٹیشن سے بفاصلہ تین میل ایک عمدہ سڑک پر رنگا ناتھا سوامی کا مشہور مندر ہے۔ جہاں ہر سال ماہ مئی میں میلہ ہوا کرتا ہے اور ہزاروں معتقد دور دراز مقامات بالخصوص مدراس سے آتے ہیں۔

پال گھاٹ:- مدراس ریلوے پر آباد ہے یہاں اسسٹنٹ مجسٹریٹ رہتا ہے۔ پال گھاٹ کے مسافران کو اولداکوٹ جنگشن پر گاڑی تبدیل کرنی چاہئے سٹیشن سے بفاصلہ دو میل ٹیپو سلطان کا بنایا ہوا قلعہ ہے۔ گرد و نواح سٹیشن میں قہوہ کی باغات ہیں۔

پالن پور:- بذریعہ بی۔ بی۔ سی۔ آئی ریلوے احمد آباد (از بمبئی ۳۱۰ میل) وہاں سے راجپوتانہ سٹیٹ ریلوے پر ۸۳ میل سفر کرکے پالن پور پہونچتے ہیں کرایہ ۲۶ روپیہ اور سترہ گھنٹے کا راستہ ہے۔ یہ ریاست پالن پور کا دارالحکومت اور پولٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے رہنے کا مقام ہے۔ قصبہ جو نشیب میں واقع ہے ایک دیوار سے گھرا ہوا ہے جو ۱۷۵۰ء میں بنوائی گئی تھی۔ دیواریں ۱۷ سے ۲۰ فیٹ تک اونچی اور تین میل مدور ہے۔ اور سات دروازے رکھتی ہے۔ جن کے گوشوں پر بروج بنے ہوئے ہیں قصبہ میں کوئی دیکھنے کے قابل چیز نہیں۔

پالیٹانہ:- بذریعہ ریلوے (براہ احمد آباد) وادھوان کو وہاں سے بھاؤنگر گونڈل ریلوے کے توسط سے سانگ ہیڈ جاتے ہیں۔ سانگ ہیڈ بارہ میل ڈاک گاڑی کا راستہ ہے۔ موروی سے ایک ٹریموے مایا اور دوانیا کو جاتی ہے یہاں کی قابل دید عمارتیں مذہب جین کے وہ مندر ہیں جو پہاڑ پر بنے ہوئے ہیں درخواست نیچے پالیٹانہ کے ٹھاکر صاحب سیاحوں کے لئے سواری کا انتظام کر دیتے ہیں۔

پانڈیچری :- ساحل کارومنڈل پر فرنچ بستی ہے چونکہ یہ قصبہ دوران جنگ و جدال میں کبھی فرنچ کے قبضہ میں آجاتا تھا کبھی اہل فرانس کے کبھی انگریز اس پر متصرف ہوجاتے تھے۔ اس لئے اسے فٹ بال کے گیند سے تشبیہ دیجاتی ہے۔ ساحل سمندر پر یہ ایک صاف و پاکیزہ اور خوشنما چھوٹا سا قصبہ ہے۔ ایک دستی گاڑی میں جسے دو تین آدمی دھکیلتے ہیں اور جو کرسی حمام کی مانند ہوتی ہے ساحل بحری کی ہواخوری کرنا نہایت لطف انگیز ہے۔ اس گاڑی کو "پوسی پوسی" کہتے ہیں۔ پانڈیچری ایک دلفریب مختصر بندرگاہ ہے۔ اچھی اچھی عمارتیں رکھتا ہے۔ روشنی کے مینار سے انکا نظارہ نہایت بھلا معلوم ہوتا ہے۔ سیاح کو مندرجہ ذیل عمارات اور مقامات کو ضرور دیکھنا چاہیئے ستون مینار روشنی۔ ڈوپلے کا بُت۔ گورنمنٹ ہوس۔ کورچیر دل۔ بی بی اوتھک۔ باغات صنعتی کنواں اور دیگر کارخانجات۔ پانڈیچری ایس۔ آئی ریلو سے پر نیلور سے بفاصلہ ۲۷۰ میل واقع ہے۔

پان روٹی :- بذریعہ ایس۔ آئی ریلوے ولایپرم جنگشن سے بفاصلہ ۲۱ میل واقع ہے۔ یہاں سبزیات بہت بوئے جاتے ہیں جنکا تیل نکال کر مارسیلز اور بیرونجات کو بھیجا جاتا ہے۔ سٹیشن سے بفاصلہ ایک میل تیری ویتھو گاؤں میں شیو کا مندر ہے جسکی خوب پرستش ہوتی ہے۔ ڈاکخانہ قایم ہے۔

پانی پت :- اس کا پرانا نام کروچھتر ہے۔ اس قدیمی زوال یافتہ شہر کے گرد دیوار کھنچی ہوئی ہے۔ بلحاظ میدان جنگ اس کی تاریخی وقعت کسی تشریح و توضیح کی محتاج نہیں۔ دہلی انبالہ کالکا ریلوے پر سمال دہلی میں ۵۳ میل کے فاصلہ پر آباد ہے پانی پت دریائے جمنا کے قدیمی کنارہ پر بسا ہوا ہے اس اُجڑے دیار کی قدامت کا سُراغ پانڈوں اور کوروں کے زمانہ تک پہنچتا ہے۔ یہاں کا بازار خوبصورت ہے۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں پانی پت میں ۱۰۰۶۱ ہندو۔ ۱۵۶۸۰ مسلمان اور ۷۶۱ جین اور دیگر فرقوں کے لوگ آباد تھے۔ آرام گاہ۔ سرائے اور ڈاکخانہ یہاں موجود ہے۔

پٹنہ :- ایسٹ انڈین ریلوے پر کلکتہ سے ۳۳۲ میل کے فاصلہ پر آباد ہے اور ساڑھے نو گھنٹے کا سفر ہے۔ کرایہ ۳۱ - ۱۵ - اور سوا چار روپئے ہے۔ یہ دریا کے کنارے بسا ہوا ہے اور بہار کا سب سے بڑا شہر ہے غلے اور نمک کی بہت بڑی منڈی

ہے۔ نیز افیون کا سرکاری کارخانہ بھی یہاں قائم ہے ۱۸۵۷ء میں جو یہاں غدر ہوا تو
سو دو ہزار سپاہی مارے گئے تھے انکی یادگار دیکھنے کے قابل ہے۔ پٹنہ کی سمت
مشرق میں ملا ہوا بانکی پور ہے۔ جو سول سٹیشن اور صدر مقام ضلع کا ہیڈکوارٹر ہے پٹنہ
کی عجیب ترین عمارت پرانا سرکاری ذخیرہ خانہ ہے اس کی طرز تعمیر شہد کی مکھی کے چھتے
کی طرح ہے۔ اس کے باہر دو پیچیدار سیڑھیاں ہیں ۱۷۸۶ء میں یہ ذخیرہ خانہ غلہ
رکھنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ شہر کے مغربی گوشہ پر پٹنہ کالج کی عمارت بھی قابل دید ہے

پٹیالہ:۔ صوبہ پنجاب کی ایک سکھ ریاست جس کی آبادی ۱۵۸۳۵۲۱ نفوس
کی ہے۔ یہاں کا ڈاک بنگلہ عمدہ ہے۔ انبالہ سے یہ ۴۰ میل ریل کے رستہ پر ہے ریاست
مذکور جس کا رقبہ ۵۴۱۲ مربع میل ہے دریائے ستلج کے مشرق میں واقع ہے اور
۲۶۰۱ قصبات اور دیہات رکھتا ہے۔ آمدنی سالانہ ۰۰۰۳۳۹۴۔ یہ ریاست دو حصوں
میدانی اور کوہی پر منقسم ہے۔ بڑا حصہ جو میدانی ہے جنوب ستلج میں واقع ہے۔ اور
دوسرے کا سلسلہ کوہ شملہ تک چلا گیا ہے۔ شملہ پہلے ریاست پٹیالہ کی عملداری میں شامل
تھا لیکن گورنمنٹ انگریزی نے بردلی کے ایک قطعہ ملک سے اسکا تبادلہ کر لیا۔ مزروعہ
زمینوں میں معمولی غلے پیدا ہوتے ہیں اس ریاست میں سیسے تانبے سلیٹ اور
سنگ مرمر کی کانیں بھی پائی جاتی ہیں۔

فرمانروائے پٹیالہ سیدھو جاٹ فرقے سے تعلق رکھتا ہے برٹش گورنمنٹ کی اعانت
کے لئے ایک سو سوار بطور کنٹنجنٹ رکھنا اسکا فرض ہے سلامی ۱۷ اتواپ۔ سپاہ ۲۵۰۰ سوار
۳۰۰۰ پیدل مع پولیس ۳۱ میدانی اور ۸ دیگر اتواپ اور ۲۲۰ توپچیوں پر مشتمل ہے
ریاست کا انتظام اچھا ہے۔

پچھاڑی (پچھوڑی) بذریعہ جی۔ آئی۔ پی ریلوے بیناڑیہ جاتے ہیں جو
بمبئی سے ۵۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے (کرایہ ساڑھے ایکس روپیہ) بیناڑیہ سے
۲۳ میل سڑک کا راستہ ہے۔ یہ کوہی مقام ہے۔ بیناڑیہ اور [illegible] کا نامہ میں ڈاک بنگلے
موجود ہیں۔ دامن کوہ بیناڑیہ سے ۱۰ میل کے فاصلہ سے شروع ہو جاتا ہے۔ بیناڑیہ
سے پچھوڑی تک کا کرایہ فی سواری حسب ذیل ہے:۔
گھوڑے کا تانگہ ۱۲ روپیہ۔ بیل کا رتھ ۸۔ بیلوں کا تانگہ ۱۲۔ اور بیلوں کا چھکڑا دو

دو روپیے آٹھ آنے (موسم برسات تین روپیے) پچمڑی میں ایک ہوٹل ہے ہوٹل کا ایک کمرہ ڈاک بنگلہ کے کام آتا ہے۔ پچمڑی جس سطح مرتفع پر واقع ہے وہ ۲۰ میل مربع ہے۔ جس کی سرسبزی اور شادابی پر انگلستان کے پارک کا دھوکا ہوتا ہے۔ یہ سطح مرتفع سطح سمندر سے ساڑھے تین ہزار فیٹ بلند ہے اور سطح مرتفع ۲۰ میل کی وسعت رکھتا ہے۔ اور چیف کمشنر ممالک متوسط کا گرمائی صدر مقام ہے۔ فوجی ذخیرہ خانہ بھی یہاں موجود ہے ٹمپریچر زیادہ سے زیادہ ۸۰ درجے تک پہونچتا ہے۔ بارش ۹۰ انچ سالانہ ہوتی ہے متھرن اور مہابلیشور کے خلاف یہاں یوروپین سال کے ہر موسم میں رہتے ہیں آس پاس کے بلند پہاڑ کثرت اشجار سے سرسبز ہیں اور شکار بھی بافراط ہوتا ہے۔

پاچورہ :۔ بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے بمبئی سے ۲۳۲ میل کے فاصلہ پر ہے سٹیشن پر چھوٹا سا ویٹنگ روم موجود ہے علاوہ بریں اس کے متصل ڈاک بنگلہ اور سرائے بھی ہے۔ غارہائے اجنٹا کے جانیکا یہ سیدھا راستہ ہے۔ جو دو ہزار سالوں کے پرانے بت اور قدیمی سنگتراشی کے قیمتی نمونے رکھتے ہیں۔ گورنمنٹ مدراس کے خرچ سے میجر گل نے ان بتوں اور گلکاریوں کے نقشے بنائے تھے۔ جو کاغذات افسوس ہے کہ کرسٹل پیلس لنڈن کی آتشزدگی میں تلف ہو گئے۔ اس کے بعد مسٹر جان گرفتھ اور بمبئی آرٹ سکول کے ایک طالب علم نے ازسرنو نقشے تیار کئے۔ جو اب ساؤتھ کنسنگٹن (لنڈن) کے ہندوستانی عجائب گاہ میں رکھے ہوئے ہیں۔

پروم (برہما) دریائے ایراوتی کے کنارے پر یہ ایک بڑا شہر ہے اور برہما ریلوے کے ایک سیکشن کا انتہائی مقام ہے۔ پروم رنگون سے ۱۶۱ میل کی مسافت رکھتا ہے۔ یہاں سے گردونواح سلسلہ کوہ۔ اور دریا کا منظر نہایت دلچسپ ہے۔ بڑے بازار کے علاوہ یہاں اور دکانیں بھی ہیں۔ دو ہوٹل۔ سول کلب اور ڈاک بنگلہ موجود ہے وسط میں ہونے کی وجہ سے یہ بہت بڑا بحری و بری تجارتی مقام بن گیا ہے۔ لب دریا ریلوے لائن بہت سے آباد دیہات اس کے متعلق ہیں۔ یہاں اس کے ملحقہ دیہات میں دھان بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ رنگون کو تلدہ بناتا ہے اور ساگوان بھی ضلع سے پہونچتا ہے۔

پشاور :۔ صوبہ پنجاب کی ایک کمشنری ہے جہاں میونسپلٹی بھی قایم ہے۔

دریائے باڑا کے بائیں کنارے کے متصل ایک مختصر میدان میں واقع ہے۔دریای کابل و سوات کی جائے اتصال سے پشاور ساڑھے تیرہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ قلعہ جمرود جو درہ خیبر کے دہانے کا قلعہ ہے۔پشاور سے ساڑھے دس میل کی مسافت رکھتا ہے۔آبادی ۹۴ ہزار زیادہ تر باشندے مسلمان ہیں۔پشاور نہایت وقیع سرحدی شہر اور درہ خیبر کے متصل ہونے کی وجہ سے گویا ہندوستان کا دروازہ ہے۔زمانہ قدیم میں یہ گندارا سلطنت کا پایہ تخت تھا۔شہر کے ۱۶ دروازے ہیں جو رات کے توپ چلتے ہی بند کر دئے جاتے ہیں۔گورکھتری جو دراصل بدھ مذہب کی ایک خانقاہ تھی اور بعد میں مندر بنائی گئی۔اب سرائے ہے۔بیرون شہر بہ سمت شمال بالاحصار کا قلعہ ہے جہاں سے شہر کا تمام نظارہ دکھائی دیتا ہے۔کابل۔بخارا۔اور وسط ایشیا سے بہت سا مال تجارت پشاور آتا ہے۔یہاں کے بازار خوشنما ہیں۔زردوزی کا کام نہایت نفیس بنتا ہے۔چاقو۔خنجر۔وپیش قبض بھی یہاں کے آہنگر تیار کرتے ہیں۔کمشنر اور ڈپٹی کمشنر کی عدالت اور ضلع کے دفاتر عموماً چھاؤنی میں ہیں۔جو شہر کے مغرب میں بفاصلہ دو میل ایک موزوں بلند موقعہ پر ہے۔۱۸۴۹ء میں الحاق پنجاب کے ساتھ ہی اسے فوجی چھاونی قرار دیا گیا تھا۔پروٹسٹ اور رومن کیتھلک گرجوں کے علاوہ منزل گاہ ڈاکخانہ۔گیند کھیلنے کا میدان اور ایک باغ چھاؤنی میں موجود ہے۔موسم برسات اور سرما میں اس مقام کا نظارہ نہایت دلچسپ ہے۔پشاور میں کئی ایک باغ ہیں اور سڑکوں پر دوطرفہ درخت نصب کئے گئے ہیں کیا مقامی حقیقت کے لحاظ سے اور کیا ایشیا کے مختلف ممالک کے سکونت پذیر اقوام کے لحاظ سے پشاور ایک عجیب شہر ہے۔

پکالا :۔ایس۔آئی۔ریلوے کی شاخ پانڈیچری نیلور پر واقع ہے یہ سٹیشن نیلور اور دہرماورام کا سکیشن ہے ہفتہ وار بازار لگتا ہے۔سٹیشن پر غذا اور ناشتہ کا سامان ملسکتا ہے۔

پکوکو (برہما) منڈلے سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر ایک بندرگاہ ہے کندت کے مسافر یہاں سے ایراوی فلوٹیلیا سٹیمر میں سوار ہوکر جاتے ہیں یہ ایک بڑا قصبہ اور ضلع ہے جو کوہ چن کے دامن میں واقع ہے اور روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔

پلمر :۔پکالا دہرماورام ریلوے شاخ (ایس۔آئی۔ریلوے) کا ایک انتہائی

سٹیشن جو گاؤں کے مرکز سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ نایب تحصیلدار۔ سب رجسٹرار کی عدالتیں اور لوکل فنڈ کا شفاخانہ یہاں جاری ہے متصل سٹیشن کے ایک ڈاک بنگلہ ہے۔ ہر شنبہ کو بازار لگتا ہے۔ اجناس ارزاں ہیں۔ یہاں کی خاص پیداوار دھان۔ گیہوں۔ ارنڈ کے بیج۔ املی۔ اور جگری ہے۔

پنچگانی:۔ واتھر ریلوے سٹیشن سے بفاصلہ ۲۹ میل براہ مہابلیشور واقع ہے یہ معتدل وصحت افزا آب وہوا کے لئے مشہور ہے۔ جو پھیپھڑے اور سینہ کے مریضوں کے لئے بغایت نافع ہے۔ یہاں یوروپین اشخاص سال کے ہر ایک حصہ میں مستقل طور سے رہتے ہیں۔

پنڈراروڈ:۔ بنگال۔ ناگپور لائن (کای بلدسپ شاخ) پر بلاسپور سے ۶۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ دیسی اس سٹیشن کو گوریلا کہتے ہیں قصبہ سٹیشن سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جہانتک پیدل جانا پڑتا ہے۔ یہ مقام تمام سال سرد رہتا ہے۔ بالخصوص موسم برسات یہاں کی سردی غیر معمول حدتک بڑھجاتی ہے آبادی ایکہزار کے قریب ہے۔ یہاں آم کے کئی ایک عمدہ باغات ہیں۔

پلورندہر:۔ ایک کوہی مقام ہے جو مضبوط قلعہ رکھتا ہے۔ اور سطح سمندر سے ساڑھے چار ہزار فیٹ بلند ہے۔ پونا سے براہ دیوار گھاٹ اور ساسوار سے ۲۴ میل کے فاصلہ پر ہے۔ پورندہر فوجی صحت گاہ ہے میل تانگہ روزانہ پونا۔ اور سرور کے مابین آتا جاتا ہے۔ یہاں کئی ایک ہوٹل موجود ہیں۔ ایک کلب اور ایک بینک بھی ہے۔ آبادی ۶۱۳۹۰۔

پلودی:۔ مدراس سے ۷۰ میل کے فاصلہ پر ہے "الا میلانی مال" نامی ایک مندر یہاں بنا ہوا ہے۔ جس کے درشن کے لئے بہت سے اہل ہنود آتے ہیں

پلورولیا:۔ شہر۔ میونسپلٹی۔ ریلوے سٹیشن اور مان بھوم ضلع کا ہیڈ کوارٹر ہے اور بنگال ناگپور ریلوے پر ناگپور سے بفاصلہ ۵۰۰ میل واقع ہے۔ کیس گھنٹوں کا راستہ ہے۔ کرایہ ۵۴۔۲۴۔ اور چھ روپئے کلکتہ سے ۱۸۰ میل دور اور تقریباً آٹھ گھنٹوں کا سفر ہے کرایہ ۱۷۔۸۔ اور سوا دو روپیئے ہے آبادی دس ہزار۔ یہاں سے رانچی کو سڑک جاتی ہے۔ پوارلیا میں ریفرشمنٹ روم علاوہ

سرکاری دفاتر۔ سات آنریری مجسٹریٹوں کا بنچ۔ پولیس چوکی۔ شفاخانہ۔ گرجا۔ بازار
اور ڈاکخانہ بھی موجود ہے۔

پولی چھیرلا:۔ بذریعہ ایس۔ آئی۔ ریلوے پانڈیچری سے ۱۳۰ میل کی مسافت پر واقع ہے۔ ہر چہارشنبہ کو یہاں بازار لگتا ہے۔ دہان۔ کمبو۔ اگی ارنڈ کے بیج۔ اور الی۔ اس جگہ کی خاص پیداوار ہے۔ اور بہ نسبت جنوبی اضلاع کے ارزاں ہے۔

پونا:۔ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے اور ایس۔ ایم۔ ریلوے جنکشن ہے جہاں مسافروں کو گاڑی تبدیل کرنی پڑتی ہے۔ پونا بمبئی سے ۱۱۹ میل کے فاصلہ پر ہے۔ کرایہ ۷ ۔ ۳ ۔ اور ۱ روپیہ ہے۔ دکن کے اس خاص شہر کی آب وہوا معتدل اور جون سے ستمبر تک نہایت خوشگوار ہوتی ہے سالانہ بارش کی اوسط ۲۹۔ انچ ہے۔ گورنمنٹ بمبئی کا برساتی صدر مقام اور پریزیڈنسی مذکورہ کی افواج کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ دیسی شہر کی آبادی تقریباً ایک لاکھ ہے۔ جن میں زیادہ تر ہندو ہیں۔ سابق میں پیشواؤں کی دارالسلطنت ہونے کی وجہ سے یہ بہت کچھ تاریخی وقعت حاصل کر چکا ہے۔ آجکل تجارت کے لحاظ سے کسیقدر وقیع سمجھا جاتا ہے۔ مٹی اور دھاتوں کے ظروف یہاں اچھے بنتے ہیں۔ علاوہ بریں ریشمی کپڑوں زربفت اور کمخواب کی ساخت کے لئے بھی یہ مشہور ہے۔ دریائے مولا کی جنوبی سمت میں دریائے پاربتی کے جائے اتصال سے تھوڑے سے فاصلہ پر یہ شہر آباد ہے۔ کوہ پاربتی کا مندر دیکھنے کے قابل ہے۔ دامن کوہ میں ایک باغ ہے جو ہیرا باغ کہلاتا ہے جس کے وسط میں پیشواؤں کا بنایا ہوا ایک تفریحی محل ہے۔ جو اب ٹاؤن ہال کے اور پر کام آتا ہے۔ کونسل ہال۔ دکن کالج۔ سول انجینئرنگ کالج پرودو سنٹرل جیل محکمہ ڈاک کی عمارات۔ ساسون ہسپتال۔ اور دیگر ہوٹلس یہاں قایم ہیں۔ ڈاکخانہ بھی ہے۔ ریلوے سٹیشن سے چار میل کے فاصلہ پر گنیش کھنڈ میں گورنمنٹ ہوس د قیام گاہ گورنر بمبئی ہے سٹیشن سے تقریباً اسی قدر مسافت پر کرکی میں فوجی چھاؤنی ہے دریا کا بند خوبصورت آبشار ہیں اور گردو نواح کے باغات سیر کے لائق ہیں۔ کرک وسالہ کا کارخانہ آبرسانی جو دس میل کے فاصلہ پر ہے اہل شہر و

چھاؤنی کو پانی بہم پہونچاتا ہے۔ نیز بہت سے رقبہ اراضی کو سیراب کرتا ہے۔ پونا میں متعدد ہوٹل ہیں۔ مغربی ہند کا کلب۔ جمخانہ۔ کتب خانے اور دو انگریزی اخبارات جاری ہیں۔

پلوریچ:۔ جھانسی ۴۲ میل کے فاصلہ پر ایک سٹیشن ہے۔ دریائے بیتو کی مشرق میں بفاصلہ چہار میل درج کے پرانے شہر کے کھنڈرات ہیں جو سلطنت مغلیہ میں صوبہ آگرہ کی ایک سرکار متصور ہوتی تھی۔ منہدمہ عمارتیں اس کی گذشتہ عظمت و وقار کی شاہد ہیں۔ پٹھانوں کی زمانہ کی بنائی ہوئی مسجد نہایت خوبصورت اور قابل دید ہے۔

پوربندر:۔ بی۔ جی۔ جے۔ پی ریلوے کا مغرب کاٹھیاواڑ میں انتہائی مقام ہے۔ یہاں ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ بی۔ آئی۔ ایس۔ این کمپنی کے سٹیمر عمدہ موسم میں ہر ہفتہ کو بمبئی سے منڈوی اور کراچی کو روانہ ہوتے ہیں اور اثنائے راہ میں پوربندر کو مس کرتے ہیں۔ سیاح یہاں پہونچکر اپنے آپ کو پرانی دنیا کے ایک گوشے میں متعدد دلچسپیوں سے گھرا ہوا پاتے ہیں صرف انھیں اشخاص سے پوربندر کی سیاحت کی سفارش کیجاتی ہے۔ جو فرصت رکھتے ہوں۔ یا شکاری ہوں۔ شہر قلعہ سے گھرا ہوا ہے۔ اور تمام مکانات پتھر کے بنے ہوئے ہیں۔ یہاں کے مکانوں کی طرز تعمیر ہی جدا ہے۔ آب وہوا صحت بخش ہے۔ چاول۔ دال۔ چنے اور دیگر اقسام کے اجناس پیدا ہوتے ہیں چونہ کا پتھر جو پوربندر کے پتھر کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں سے بکثرت بمبئی کو بھیجا جاتا ہے۔ عمدہ سوتی اور ریشمی کپڑے [illegible] جاتے ہیں۔ پوربندر فی الواقع ایک تجارتی شہر ہے۔ آبادی پندرہ ہزار۔

پورٹونودو:۔ کڈلور سے بذریعہ الیس [illegible] آئی ریلوے ۱۰ میل کے فاصلہ پر ہے اور دریائے ویلر کے شمالی کنارہ پر سمندر کے قریب آباد ہے۔ یہ مقام اسوجہ سے مشہور ہے کہ سرایرکوٹ نے ۱۷۸۱ء میں یہاں حیدرعلی کو شکست دی تھی۔ مسٹر جے مالکم اس لڑائی کے متعلق مندرجہ ذیل رائے ظاہر کرتے ہیں کہ "اگر کوئی ایسا وقت تلاش کیا جائے جبکہ برٹش طاقت کی بحالی دیسی سپاہ کی بہادری

وشجاعت پر منحصر رکھی ہو۔ تو ہم بلا تامل "جنگ پور لوٹو ندو" کا نام لے سکتے ہیں" یہ گاؤں اڑھائی میل کے فاصلہ پر ہے چند سال پہلے یہاں چند آہنی کارخانے بھی جاری تھے۔ جنکو مالکوں نے بند کرکے اب ساحل مغربی پر ایسے ہی کارخانے کھولے ہیں ریفریشمنٹ کے دو مکانات یہاں موجود ہیں نمک بھی پیدا ہوتا ہے۔

پولور:۔ بذریعہ ایس آئی ریلوے ویلور سے ۳۲ میل کے فاصلہ پر ہے سٹیشن سے نصف میل دور ایک پہاڑ پر نرا ئنا سوامی کوئل کا ایک مندر ہے پولور میں ایک ڈاک خانہ کھلا ہوا ہے۔

پوں پوں:۔ کلکتہ سے ۳۴۶۔ پٹنہ سے ۱۴۔ اور بانکے پور سے ۸ میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا قصبہ اسی نام کے دریا پر آباد ہے جاترہی گیا جانے سے پہلے یہاں ٹہر کر مقدس دریا میں اشنان کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں یہاں نہانے سے گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ پنڈے یعنے اشیاء خوردنی وغیرہ دریا میں اس اعتقاد سے پھینکتے ہیں کہ وہ مُردوں کی ارواح کو پہونچ جائیں گی۔

پودالور:۔ مدراس ریلوے (مٹایو لیام) کی شاخ نیلگری کا جنکشن ہے سٹیشن پر ریفریشمنٹ روم اور مسافروں کے لئے خوابگاہ موجود ہے پودالور کی آب وہوا سخت اور صحت بخش ہے۔ چند میل کے فاصلہ پر بعض اوقات شکار ملسکتا ہے۔ یہ کوئمٹور سے چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں ایک فوجی آرام گاہ بھی ہے۔

پھلور:۔ شہر جالندہر سے بفاصلہ ۲۷ میل ہے ستلج کے داہنے کنارے کا ایک قصبہ و ریلوے سٹیشن جو میونسپلٹی اور تحصیل رکھتا ہے۔ آبادی ۴ ہزار۔ ملازمان ریلوے کی ایک بہت بڑی بستی ہے۔ تحصیل منصفی۔ شفاخانہ مڈل سکول۔ ڈاکخانہ اور پولیس ٹریننگ اسکول یہاں قایم ہے۔

پیپاریہ:۔ کوہ پچھوڑی کا ریلوے سٹیشن جو بذریعہ جی۔ آئی۔ پی ریلوے بمبئی سے ۵۰۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔ کرایہ ساڑھے اکیس اور سولہ روپیہ ہے۔ سٹیشن کے سامنے ایک عمدہ ڈاک بنگلہ ہے۔ جس کے متصل بازار ہے۔ ویٹنگ روم سٹیشن پر موجود ہے۔

پیرادینیا:۔ (سیلون) کلمبو سے ۷۱ میل اور کانڈی سے ۴ میل کے فاصلہ پر ہے (دیکھو کانڈی)

پیرام بور:۔ مدراس کے بیرونی کنارے پر واقع ہے۔ مدراس ریلوے کا لوکوموٹو اور گاڑیوں کا ورکشاپ سٹیشن کے متصل ہے اور سُوت کاتنے اور کپڑا بُننے کے کارخانے کسیقدر فاصلہ پر واقع ہیں۔ کوہ سرخ کا تالاب جو اہل مدراس کو پانی بہم پہونچاتا ہے۔ پیرامبر سے ۸ میل کی مسافت پر ہے۔ اور ایک عمدہ سڑک کے ذریعہ سے اس سے ملحق ہے۔ کوہ سُرخ کے تالاب کا موقعہ پُر فضا اور صحت بخش ہے۔ جب تک نیلگری اور منگلور تک ریلوے نہ بنی تھی۔ یوروپین حکام یہاں بہت آتے ہیں۔

پیگو:۔ (برہما) رنگون سے ریل کا تین گھنٹوں کا راستہ ہے یہ کسی زمانہ میں سلطنت سیلانگ کا دارالسلطنت تھا۔ آجکل ایک ضلع ہے۔ سولہویں صدی عیسوی کے یوروپین سیاحوں نے سفرناموں میں اُسے اس زمانہ کا نہایت وسیع طاقتور اور شاندار شہر لکھا ہے۔ گوالومپارا نے اُسے تباہ کر دیا تھا مگر بوداپیا نے اُسے ازسرنو آباد اور تعمیر کروایا۔ پیگو مناوار اور گوتما کے ایک بھاری بُت کے لئے مشہور ہے۔ کہتے ہیں شاماوا مندر میں بدھ کے دو بال رکھے ہوئے ہیں۔ جس کیوجہ سے مندر موصوف نہایت متبرک سمجھا جاتا ہے۔ گوتما بدھ کا قوی ہیکل بت سٹیشن کے متصل ہے۔ پیگو کی آبادی بارہ ہزار آدمیوں کی ہے۔

ت

تاملیہ:۔ مانکپور سے ۲۹ میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا سٹیشن ہے یہاں سے گھی اور روئی بکثرت بیرونجات کو جاتی ہے۔ آئی۔ ایم۔ ریلوے پر یہ بھرت کوپ جانیکا قریب ترین ریلوے سٹیشن ہے۔ بھرت کوپ ایک مقدس مقام ہے جہاں ہر سال تب سے جاتری آتے ہیں۔

تاناکالو:۔ پانڈیچری کے راستہ پر ایس۔ آئی ریلوے کا ایک سٹیشن ہے مختلف قسم کی دالیں۔ چنے۔ املی۔ اور دیگر اجناس یہاں پیدا ہوتے ہیں ارنڈ کا

نیچے بھی موسم پر بکثرت ہوتا ہے۔ ہر شنبہ کو یہاں بازار لگتا ہے۔

ترچناپلی جنکشن :۔ ایس۔آئی۔ ریلوے پر مدراس سے بفاصلہ ۲۵۴ میل واقع ہے۔ کرایہ ساڑھے پندرہ۔ ساڑھے سات اور تین روپیہ ہے سٹیشن سے چند قدم کے فاصلہ پر سینٹ جان کا گرجا ہے جس میں بشپ ہیبر مدفون ہے یہ سٹیشن ترچناپلی چھاؤنی میں ہے۔ جہاں دو دیسی انفنٹریاں سکونت پذیر ہیں یہاں کلکٹر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالتیں اور ایس۔آئی۔ ریلوے کا دفتر ہے نیز یہ ایک مشہور کلب رکھتا ہے۔ جس کے دو سو سے زاید ممبر ہیں۔ جنوب کے وسیع میدان میں سنگ مرمر کی دو چٹانیں طلائی و فلر چٹانیں کہلاتی ہیں۔ جس زمانے میں کلایو و لارنس ہندوستان کے اس حصہ میں معرکہ آرا تھے۔ تو موخرالذ چٹان پر فرنچ و انگریزی سپاہ میں لڑائی ہوئی تھی۔ ترچناپلی کا شہر چھاؤنی سے اڑھائی میل کے فاصلہ پر ہے۔ طلائی چٹان کے دامن میں سنٹرل جیل ہے مسافروں کے لئے سٹیشن پر خوابگاہ موجود ہے یہاں ایک ریفرشمنٹ روم بھی ہے۔

ترچناپلی کا قلعہ :۔ اس قلعہ کی دیواریں گرا دی گئی ہیں مگر ان دیوار کے اندر کی آبادی ابتک قلعہ کے نام سے موسوم ہے اس قصبہ کے شمال میں سطح بازار سے ۲۶۰۔ اور سطح سمندر سے ۵۰۳ فیٹ بلند چٹان ہے۔ دریائی کاویری پاس بہتا ہے۔ اور جزیرہ سرینگاپٹم میں ایک مندر کی شروع نظر آتے ہیں چٹان کے دامن میں سینٹ جوزف کالج اور ایس پی جی کالج واقع ہیں۔ شہر کی آبادی ۸۰ ہزار ہے۔ اور پریزیڈنسی مدراس میں دوسرے درجہ پر ہے۔ یہ دُنیا میں ساخت سگار اور ہندوستان میں زیورات کی ساخت کے لئے مشہور ہے۔

ترور :۔ ملاپورم کی فوجی چھاؤنی کا یہ قریب ترین ریلوے سٹیشن ہے۔ ملاپورم میں ولنگٹن رجمنٹ کا ایک دستہ رہتا ہے۔ ترور سے چھاؤنی مذکور تک دیسی گاڑی کی عمدہ سڑک بنی ہوئی ہے۔ مارچ میں یہاں ایک بھاری میلہ ہوا کرتا ہے۔ جس میں بارہ ہزار ملائی جاتری ترور آتے ہیں۔

ترووالم :۔ ارکوٹ سے آٹھ میل کی مسافت رکھتا ہے۔ دریائے پائنی

کے بائیں کنارے پر اہل ہنود کا ایک مندر ہے دریاے مذکور اس سٹیشن کے مشرق میں بفاصلہ دو میل ریلوے لاین کو قطع کرتا ہے۔

تنجور جنکشن:۔ ایس۔ آئی ریلوے اور ناگاپٹم شاخ کا جنکشن ہے ضلع کے دفاتر ریلوے سٹیشن سے تہوڑے فاصلہ پر ہیں۔ مرہٹہ راجہ تنجور (اس خاندان کی حکومت اب معدوم ہو چکی ہے) کا محل قلعہ میں ہے جہاں ایک بڑا ناگر چابی ہے۔ تنجور کا خاص مندر ہندو طرز تعمیر کا عجیب نمونہ ہے جہاں چار بڑے مندر ہیں جن کے درشن کے لئے دور دراز مقامات سے اہل ہنود آتے ہیں اُن کے لئے چار چترام (سرائے) اور پچاس قیامگاہیں بنی ہوئی ہیں۔ سٹیشن پر ایک ریفرشمنٹ روم موجود ہے۔

تندور:۔ وادی سے ۴۴ میل کے فاصلہ پر ایک دیہاتی سٹیشن ہے۔ جو ڈاکخانہ رکھتا ہے۔

توائے و منگوئے:۔ (برہما) گودریا کے متصل یہ چھوٹے چھوٹے قصبات علی الترتیب سات و دس ہزار کی آبادی کے ہیں مگر تجارتی لحاظ سے یہ وقعت سے خالی نہیں۔ رنگون یا مولمین سے ان دونوں مقامات کو سٹیمر جاتا ہے۔ یہ بحری سفر نہایت فرحت انگیز ہے۔ چھوٹے چھوٹے جزایر اور موتی نکالنے کا مقام دیکھنے کے قابل ہے۔ سانڈ اور ایک قسم کی مچھلی ان مقامات سے بیرونجات کو بکثرت جاتی ہے۔

تہاٹون:۔ (برہما) مولمین سے یہ شہر دو روز کے بحری یا بری سفر کے فاصلہ پر ہے۔ کشتیاں اور گاڑیاں تہاٹون جانے کے لئے مولمین میں ملتی ہیں۔ اگرچہ یہ مولمین کے حدود میں داخل ہے۔ مگر اپنی جدا عدالتیں قیدخانہ اور میونسپلٹی رکھتا ہے۔ کہاکٹو بیلین نامی میدانوں کی اشیائے تجارت مولمین جاتے ہوئے تہاٹون سے گذرتے ہیں۔ یہ چاولوں کی بہت بڑی منڈی ہے اور روز افزوں ترقی ہے۔ آبادی دس ہزار۔ گردو نواح کا ملک کوہستانی اور خوشنما ہے۔

تہانیسر کوروچھتر:۔ شمال دہلی میں ۹۶ میل کے فاصلہ پر ضلع انبالہ کا

ایک قصبہ ہے جو ڈی۔ یو کے ریلوے پر واقع ہے۔ سابق میں یہ ایک سلطنت کا دارالحکومت تھا کہتے ہیں کہ زمانہ عروج میں یہ ۱۶۷ میل کے رقبہ پر پھیلا ہوا تھا۔ لیکن ویران وسنسان پڑا ہے۔ تھانیسر مذہب ہنود کی جائے پیدایش اور نہایت مقدس و متبرک مقام ہے۔ ہندوستان کے ہر حصہ سے کثیر التعداد جاتری یہاں آتے ہیں۔ مقدس تالاب ریلوے سٹیشن سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ تالاب کے وسط میں ایک مندر بنا ہوا ہے۔ جو یہاں کے دیگر منادر سے زیادہ قدامت رکھنے کیوجہ سے نہایت قابل تعظیم سمجھا جاتا ہے ہر زمانہ و دَور میں تھانیسر ہندؤں کا بہت بڑا معبد رہا ہے۔ اس کے یاتریوں کی تعداد کہتے ہیں کہ بعض اوقات دس لاکھ تک پہنچ جاتی ہے۔ ۶۔ اپریل ۱۸۹۴ء کو سورج گرہن کے موقعہ پر ساڑھے سات لاکھ جاتری جمع تھے۔ اجرائے ریلوے کے بعد جاتریوں کے ہجوم عظیم کی یہ پہلی مثال تھی۔

تیہارکا:۔ جھانسی سے ۷۰ میل کے فاصلہ پر علاقہ اورچھہ کا ایک چھوٹا سا سٹیشن ہے۔ سیاہ مرغابیوں اور ہرن کا شکار افراط سے ہے پہاڑوں پر بڑے شکاری حیوان بھی ملتے ہیں۔

ط

ٹرپٹری:۔ مدراس سے ۲۲۰ میل کے فاصلہ پر بسا ہوا ہے۔ کرایہ ۷ روپیہ سات اور اڑھائی روپیہ ہے۔ راجہ ہاسے وزیانگر کے بنائے ہوئے دو مندر راما ایشورا۔ اورجینتارایا یہاں موجود ہیں جنکی تعمیر کو چار صدیاں گذر چکی ہیں۔ منادر مذکور کی زیب و زینت میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا گیا۔ راما کرشنا اور دیوتاؤں کے بُت بھی نصب کئے گئے ہیں ایک مجسمہ کے ہاتھ میں یونانی کمان ہے۔ اہل ہنود کے کسی بُت کے ہاتھ میں کمان کا ہونا ایک عجیب بات ہے۔ قصبہ میں ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔

ٹرنکومالی (سیلون) آبادی ۱۲ ہزار شرق الہند کا بحری سٹیشن ہے یہ خوبصورت بندرگاہ ہر سمت چالیس میل عمیق ساحلی لاین رکھتا ہے نہ تو ساحل پر

اور نہ قصبہ کے جھونپڑوں میں کوئی چیز دیکھنے کے قابل ہے ۔

ٹروانہ مالائی :- ارکوٹ کے جنوبی ضلع میں ایس ۔ آئی ریلوے پر بسا ہوا ہے ۔ یہاں عظیم الشان مندر نہایت محترم سمجھا جاتا ہے اور جس کے درشن کے لئے بکثرت اہل ہنود آتے ہیں ان کے قیام کیواسطے چالیس چترم بنے ہوئے ہیں ۔ کرتھی گائے اور چیترائے کے دو بڑے میلے یہاں ہوتے ہیں ۔ جن میں پچاس ہزار تماشائیوں کی بھیڑ بھاڑ ہوتی ہے ۔ ہر شنبہ کو بازار لگتا ہے سٹیشن پر ناشتہ کی اشیاء مثلاً چاء ۔ قہوہ ۔ اور سوڈا واٹر ملسکتا ہے ۔

ٹریویلور :- بذریعہ مدراس ریلوے مدراس سے ۲۶ میل کے فاصلہ پر ہے یہاں اور اس جگہ سے دس میل کے فاصلہ پر سری پیرام بوتھ دار میں کئی مشہور و معروف مندر ہیں ۔ ٹریویلور میں ہر نئے چاند پر میلہ لگتا ہے ۔ جس میں مدراس و دیگر مقامات کے بہت سے اشخاص شامل ہوتے ہیں ۔ دیسی مسافروں کے قیام کے لئے قصبہ میں متعدد قیام گاہیں موجود ہیں ۔ برہما اور چیتام کا میلہ جو اپریل میں دس روز تک ہوتا ہے اس میں بھی بہت بڑا ہجوم ہوتا ہے ۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کا بنایا ہوا پرانا قلعہ ۴ میل کے فاصلہ پر ہے ۔ جہاں تک ایک عمدہ سڑک بنی ہوئی ہے ۔

ٹمکور :- بذریعہ میسور سٹیٹ ریلوے بنگلور سے ۴۳ میل کے فاصلہ پر ہے یہ ضلع ہے ۔ اس کے مشرق کی سمت بفاصلہ نو میل دیوارایا درگا نالی کوہی مقام ہے اہل ہنود و یورپین کے لئے سٹیشن پر جدا جدا ریفرشمنٹ روم ہیں ۔

ٹناولی :- مدراس سے ۴۴۳ میل کے فاصلہ پر پچیس ہزار کی آبادی کا ضلع ہے ۔ کرایہ ستائیس روپیہ بارہ آنے ۔ چرچ مشن کالج کے علاوہ شہر مضافات میں کئی ایک چھوٹے چھوٹے مدارس موجود ہیں ۔ ریلوے انتظام کے مشرق میں ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر پالام کوٹہ کا قصبہ ہے ۔ جو اٹھارہ ہزار کی آبادی رکھتا ہے اور پچھلے دنوں تک یہاں فوجی چھاؤنی ہے ۔ پاپاناسام میں جو مغرب میں ۲۹ میل کی مسافت پر ہے روئی کاتنے کا یہاں ایک بڑا دخانی کارخانہ ہے ۔

ٹنڈلہ :- یہ بمبئی لائن اور ایسٹ انڈین ریلوے کا جنکشن اگرغانی آباد

انبالہ اور لاہور جانے والے مسافر بمبئی سے لاہور تک کی تھرڈ گاڑی میں سوار ہوں تو انہیں گاڑی تبدیل کرنے کی ضرورت واقع نہیں ہوتی۔ ریفرشمنٹ و وٹنگ رومز سٹیشن پر موجود ہیں۔ ٹنڈلہ آگرہ سے ۱۶ میل کے فاصلہ پر ہے۔

ٹوٹی کورن:۔ ایس۔ آئی۔ ریلوے کا جنوبی انتہائی مقام اور بندرگاہ جہاں سے کلمبو کے مسافر جہاز پر سوار ہوتے ہیں۔ مدراس کے موتی نکالنے والی جماعت کا اس بندرگاہ سے خاص تعلق ہے چونکہ دریا کے کنارے کا پانی میلوں تک پایاب ہے۔ اس لئے بڑا جہاز کنارے پر لنگر انداز نہیں ہو سکتا لیکن ایک دخانی گنج مسافروں کو کنارے پر لاتا اور جہاز تک پہونچاتا ہے۔ ٹوٹی کورن اور کلمبو کے مابین ایک دخانی کشتی (سوائے یکشنبہ کے) روزانہ آتی جاتی ہے۔ ٹوٹی کورن سے کشتی روانہ ہوکر دوسری صبح کو کلمبو پہونچ جاتی ہے۔ ٹوٹی کورن میں ڈاکخانہ کھلا ہوا ہے۔

ٹومنانوکنٹا:۔ ایس۔ آئی ریلوے پر کدیری سے ۳۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ سٹیشن کے جنوب مشرق میں پانچ میل کے فاصلہ پر ہی کنڈانالی ایک پہاڑ ہے۔ ضلع کڈاپہ کے یوروپین افسر اس پہاڑ پر بہت آتے جاتے ہیں یہاں ایک ڈاک بنگلہ اور تین پرائیویٹ کوٹھیاں ہیں۔ کوہ مذکور سطح سمندر سے چار ہزار فیٹ بلند ہے۔ پہاڑ پر اور گردونواح میں چیتے۔ اور ریچھ کثرت سے ہیں۔ سانبھر اور ہرن بھی پائے جاتے ہیں۔

ٹونگو:۔ (برہما) برہما ریلوے کا ایک کوہی سٹیشن ہے۔ سابق میں یہاں فوج رہتی تھی۔ مگر ریل بنجانے کے بعد سپاہ منتقل کی گئی جنکشن سٹیشن ہونے کی وجہ سے یہ بڑی تجارت گاہ ہے یہاں کئی ایک جھیلیں ہیں۔ گردونواح کے پہاڑوں کا نظارہ دلکش ہے۔ ٹنگو سب ڈویزن ہے اور میونسپلٹی رکھتا ہے اس کے آس پاس کے کوہستان صحت گاہ بنائے جانے کے لئے ہر طرح موزوں ہیں۔

ٹیروپتی:۔ نیلور سے ۴۲ میل کی مسافت پر مدراس میں ایک قصبہ ہے یہ اپنے کوہی مندر کی وجہ سے مشہور ہے۔ اس کے ملحقات اور دروازے قصبے

ایک میل کے فاصلہ پر ہیں۔ حالانکہ خاص مندر سات میل کی مسافت رکھتا ہے اگرچہ سال کے ہر حصہ میں اطراف واکناف ہند سے جاتری یہاں آ سکتے رہتے ہیں۔ مگر ستمبر میں انکا خصوصیت سے ہجوم ہوتا ہے۔ میونسپل ہسپتال کے علاوہ ایک گرجا بھی ہے۔ ڈاکخانہ یہاں کھلا ہوا ہے۔

ٹیروکوئلور:۔ یہ مدراس (ضلع جنوبی ارکوٹ) کا ایک قصبہ ہے اور تھرودہی کرنا گوپالہ سورتی مندر کیوجہ سے بہت بڑی شہرت رکھتا ہے۔ جہاں اپریل اور دسمبر میں میلہ ہوا کرتا ہے۔ پاس کے دو دیہات کیلور اور اری کنڈانلور میں ایک ایک مندر ہے۔ اول الذکر گاؤں میں ہر سال مارچ میں میلہ لگتا ہے وہاں ونشکر یہاں کی خاص پیداوار ہے ڈاکخانہ قایم ہے۔

ٹیروو الور:۔ تنجور سے بفاصلہ ۳۴ میل واقع ہے اور ایک بڑا مندر رکھتا ہے جس میں ایک تالاب بھی ہے جو سیاح اہل ہنود منادر کے دیکھنے کا شوق رکھتے ہوں انہیں اس مندر کے معائنہ کے لئے چند گھنٹہ قیام کرنا چاہیئے ڈاکخانہ یہاں قایم ہے۔

ج

جاج پور:۔ (اسے جیپور تصور نہ کیا جاسے) کٹک سے چار منزلوں یا ۴۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور دریائے بٹارنی کے جنوبی کنارے آباد ہے کٹک سے پہلے یہ اوڑیسہ کا دارالحکومت تھا۔ جاج پور سے ۴ میل کے فاصلہ پر زمانہ سابق کا ایک بڑا جنگگاہ ہے۔ جو گھوارہ لیکری کہلاتا ہے۔ جہاں یقین کیا جاتا ہے کہ بہت سے سپاہی مدفون ہیں قصبہ کی آبادی گیارہ ہزار ہے۔ ایک ڈاک بنگلہ ہے۔ زمانہ قدیم کی بہت سی یادگاریں قصبہ اور اس کے گرد ونواح میں موجود ہیں۔ اگر سیاح چاہے تو وہ براہ بالاسیر کلکتہ کو مراجعت کر سکتا ہے۔

جافنا:۔ (سیلون) بذریعہ سٹیمر کلمبو سے ۲۱۲ میل۔ آبادی پینتالیس ہزار یہ ایک بڑا اور سرسبز قصبہ ہے۔ رومن کیتھلک بشپ یہاں رہتا ہے۔ اور بہت سی دلچسپ سیرگاہیں ہیں۔

جانگاؤں :- (خاندیس) جی - آئی - پی - ریلوے پر واقع ہے۔ بمبئی سے ۲۶۱ میل - اور آٹھ گھنٹوں کا راستہ ہے کرایہ ۸-۱۲ - اور ۳ روپیہ ہے - کلکتہ سے ۱۱۳۹ میل دور اور تینتیس گھنٹوں کا سفر ہے - کرایہ ۹۳ - ۴۶½ - اور پندرہ روپیہ ہے - دہرم سالہ اور بنگلہ سٹیشن کے پاس موجود ہے - اور سٹیشن سے شہر ایک میل کے فاصلہ پر ہے - دریائے گرنا شہر کے مغرب میں بہتا ہے - جہاں خاندیس کی ہر قسم کی پیداوار کی خرید و فروخت کے لیے ہفتہ وار بازار لگتا ہے - دو میل کے فاصلہ پر جھیل میں مرغابیاں اور دیگر دریائی شکار موسم سرما میں مل سکتا ہے - یہ خاندیس کا بڑا تجارتی مقام ہے - یہاں دو روئی دبانے - ایک کاتنے اور ایک کپڑا بننے کا کارخانہ جاری ہے کارخانوں میں کپڑا شل کر سکتا ہے -

جالنا :- اورنگ آباد سے بذریعہ میل تانگہ تیس میل کے فاصلہ پر ہے - سابق میں یہ مدراس کا بڑا فوجی سٹیشن تھا - ایک حیدرآباد کنٹنجنٹ کی ایک میل رجمنٹ یہاں ساکن ہے - انگریزی اور حالی (یعنی ریاست نظام کے) دونوں سکے چلتے ہیں - ڈاک خانہ و تار گھر قایم ہیں - جالنا کا پرانا شہر اب کھنڈروں کا تودہ ہے - بیتیل جدید عیسائی گاؤں جالنا سے تھوڑے فاصلہ پر ہے - بیتیل کا گرجا ۱۸۲۹ء میں کھولا گیا تھا - اجنٹا ۵۰ - جعفرآباد ۴۲ - اور امباد ۱۷ میل کے فاصلہ پر ہیں بیتیل پرانا قبرستان پروٹسٹنٹ فرقہ کا ہے - جس میں ایک قبر ۲۲ دسمبر ۱۸۱۸ء کی ہے جالنا سطح سمندر سے ۱۹۴۰ فیٹ بلند ہے ایک جدید پل شدہ سڑک جو پندرہ میل طویل ہے حال میں بنائی گئی ہے -

جالندھر :- چھاؤنی جالندھر این - ڈبلیو ریلوے پر کلکتہ سے بفاصلہ ۱۱۸۴ میل اور ۳۹ گھنٹوں کے راستہ پر واقع ہے - کرایہ ۱۰۷ - ۵۴ - اور پندرہ روپئے ہے بمبئی سے ۱۲۲۲ میل دور اور ۴۹ گھنٹے کا سفر ہے کرایہ ۷۷ - ½ ۳۰ - اور ۱۳ روپئے ہے یہاں میونسپلٹی قائم ہے - شہر اور چھاؤنی کے علیحدہ علیحدہ ریلوے سٹیشن ہیں تحصیل و ضلع کے دفاتر بھی قایم ہیں - پدما پرانا میں اس مضمون کی ایک داستان لکھی ہے کہ دنیا کے راجہ جالندھرا نے اسے آباد کیا تھا جو اپنی تپسیا اور عبادت سے نہایت طاقتور ہو گیا تھا - آخرکار شیو نے ایک فریب سے اسے مغلوب کیا - اور

زنانہ بھوت (جوگن) اس کا جسم کھا گئی - لیکن اہل ہنود جالندھر اس حکایت میں اس قدر اختلاف کرتے ہیں کہ شیو نے جالندرا دیو پر پہاڑ دے مارا جس کے نیچے وہ دب مرا اور اس کے منہ سے شعلے نکلے - جن کا ظہور اب جوالا مکھی کے پیرایہ میں ہوتا اور اس کے پاؤں نے ملتان جا سر نکالا - جالندھر کا شہر فی الواقعہ نہایت قدیمی ہے - سکندر یونانی کے ہندوستان پر حملہ آور ہونے سے پہلے یہ کٹوک نالی ایک راجپوت خاندان کا دارالحکومت تھا - نیز مہابھارت میں بھی اسکا ذکر ہے اب صرف دو پرانے تالاب اس ارین شہر کی قدامت کے اظہار کے لئے باقی رہ گئے ہیں - ایک خوبصورت سرائے ڈاک بنگلہ - اور ہوٹل کے علاوہ ڈاکخانہ - اور تار کے دفاتر بھی موجود ہیں - باغ عامہ جو چھاونی میں ہے - نہایت نفیس اور خوشنما ہے -

جبلپور:- بمبئی سے بذریعہ جی - آئی - پی - تھرڈ ٹرین جاتی ہے - یہ ایک نیم فوجی مقام ہے - جی - آئی - پی کی لاین یہاں ختم ہوتی ہے اور ای - آئی کا جنگشن سٹیشن ہے - کلکتہ سے ۷۰۴ میل اور ۲۳ گھنٹوں کا راستہ ہے - کرایہ ۴۳ - ۳۶ - اور دس روپیہ ہے - بمبئی سے ۶۱۶ میل اور ایس گھنٹوں کا سفر ہے - کرایہ ۳۸ - ۱۹ - اور ۹ روپیہ ہے - ایک دلفریب سٹیشن ہے - بانس کے درخت کثرت سے ہیں - جدید دفاتر ضلع جولائی سنہ ۱۸۹۰ء میں کھولے گئے تھے - سٹیشن پر دیسی اور یوروپین مسافروں کے لئے ویٹنگ روم موجود ہے جبلپور کمشنر قسمت کا ہیڈ کوارٹر ہے - سنگ مرمر کی چٹانیں قابل دید ہیں - جہاں دو ڈاک بنگلے موجود ہیں - ویسی شہر سٹیشن سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے - جسے ریلوے پر چھاونی سے جدا کرتی ہے - شکرم تانگے - آکے سٹیشن پر ملتے ہیں - چونکہ یہ کمشنر - ڈپٹی کمشنر - اسسٹنٹ کمشنروں - سپرنٹنڈنگ انجنیر ریلوے سٹاف وافسران تار کے رہنے کا مقام ہے - اس لئے سول سٹیشن خوب آباد ہے - پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھلک گرجوں کے سوا یہاں دو سکول اور ایک کالج بھی قایم ہے - وسط ہند کے اکثر روساء اور والیان ریاست انہیں اپنے لڑکوں کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجتے ہیں - مقامی سپاہ ایک یوروپین

ایک دیسی انفینٹری رجمنٹ۔ توپخانہ کی بائری اور دیسی سواروں کے سکواڈرن پر مشتمل ہے۔ شہر اور گرد و نواح میں متعدد قابل دید مقامات ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:۔

ٹھگوں کا جیل اور صنعتی سکول جہاں ٹھگوں ڈکیتوں اور ان کے کنبوں کے بنائے ہوئے خیمے۔ قالین اور موٹا کپڑا فروخت ہوتا ہے۔ جبل پور صحت فزا مقام ہونے کی وجہ سے ممالک متوسط کا ایک عام پسند ضلع ہے۔ ایک چار میل لمبی سڑک کے ذریعے سے دریائے نربدا پر پہنچ سکتے ہیں۔ جبلپور سے گیارہ میل کے فاصلہ پر سنگ مرمر کی مشہور چٹانیں ہیں جہاں تک جانے کے لئے کوچ یا تانگہ کو علے الترتیب پانچ اور دو روپیہ یومیہ پر کرایہ کر سکتے ہیں۔ اگر بذریعہ ریل سفر کرنا مدنظر ہو تو جبلپور سے میر گنج کو جائیں جسکا گیارہ آنے کرایہ لگتا ہے۔ مگر گاڑی ایک شب پہلے میر گنج کے سٹیشن پر بھجوا دینی چاہئے۔ کیونکہ میر گنج سے سنگ مرمر کی چٹانیں ۲ میل کے فاصلے پر ہیں یہاں متعدد سرکاری کشتیاں موجود رہتی ہیں جس میں سیاح سوار ہو کر آبشاروں کا لطف اٹھاتے ہیں جبکہ کشتی میں سوار ہوں تو چٹانوں کے دونو رخوں کا منظر نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ صنعتی سکول (جسے ۱۸۳۵ء میں جنرل سلیمان نے قایم کیا تھا) اور کارخانہ آبرسانی (جو سات میل کے فاصلہ پر ہے اور اہل شہر کو پانی بہم پہنچاتا ہے) دیکھنے کے لایق ہیں۔

سر رچارڈ ٹمپل اس آبشار کی نسبت لکھتے ہیں کہ دریائے نربدا کا پانی چونے کی چٹانوں میں جمع ہو کر بڑے زور شور سے تیس فیٹ کی بلندی سے سنگ مرمر و سنگ موسے کے تقریباً دو میل طویل چشمے میں جا گرتا ہے دریا کا پاٹ یہاں نہایت سکڑ کے صرف بیس گز ہے۔ اس چشمے میں سے دریا سنگ مرمر کی دو چٹانوں میں سے گذرتا ہے۔ یہ چمکتی ہوئی سفید چٹانیں ۵۰ سے ۸۰ فیٹ تک بلند ہیں اور یہی سنگ مرمر کی چٹانیں کہلاتی ہیں۔

جام نگر:۔ (اس کا قدیمی نام نوانگر ہے) کاٹھیاوار کی مغرب میں ایک دیسی ریاست ہے جو احاطۂ بمبئی میں خلیج کچھ کے جنوبی کنارہ پر واقع ہے مہاراجہ سر سری رنجیاجی راؤ ملجی جام کے۔سی۔ایس۔آئی۔ حکمران ہیں براہ ریل بمبئی

سے ۱۷۵ میل دور ہے۔ اور کرایہ ۳۱ - ۱۵ ۲/۱ - اور ۷ ۱/۴ روپیے ہے جام ذات کے راجپوت ہیں اور بنفس نفیس انتظام ریاست کیطرف متوجہ ہیں۔ یہ اور رایان کچھہ ایک ہی خاندان کی شاخیں ہیں۔ جام نگر کی آبادی چالیس ہزار مکانات پتھر کے بنے ہوئے ہیں۔ اور ایک قلعہ بھی ہے۔ بڑی تجارت گاہ ہے۔ ڈاکخانہ اور کئی ایک مدارس شہر میں جاری ہیں۔ غلہ۔ روئی۔ سوتی و ریشمی کپڑے کی تجارت ہوتی ہے مہاراجہ جام نگر کی فوج اڑہائی ہزار ہے۔

جلال آباد :۔ پشاور سے ساٹھ میل کے فاصلہ پر دریائے کابل پر بسا ہوا ہے آبادی ۱۲ ہزار ہے۔ یہ مقام اس لئے مشہور ہے کہ ۱۸۴۲ء میں سر رابرٹ سیل نے بڑی بہادری سے یہاں افغانوں کا مقابلہ کیا تھا۔ ۱۸۷۹ء میں یہ انگریزی قبضہ میں آیا۔

جل لپیگوری :۔ ایسٹرن بنگال ریلوے پر براہ دارجیلنگ آباد ہے۔ کلکتہ سے ۳۰۶ میل اور کرایہ ۲۸-۱۴-اور تین روپیے ہے۔ یہ ضلع ہے اور میونسپلٹی بھی قایم ہے۔ یوروپین عہدہ داران کے بنگلے دریائے ٹسٹہ پر بنے ہوئے ہیں۔ پولیس چوکی اور بنک کے علاوہ ڈاکخانہ اور تار کا دفتر بھی موجود ہے۔

جمال پور:۔ ای۔ آئی۔ ریلوے پر کلکتہ سے بفاصلہ ۲۹۰ میل آباد ہے۔ کرایہ ۲۷-۱۳-اور ۴ روپیئے ہے۔ بمبئی سے ۱۱۶۷ میل اور ۳۹ گھنٹے کا راستہ ہے کرایہ ۹۰-۴۵-اور ۲۰ روپیئے ہے۔ سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم اور آرام گاہ موجود ہے۔ کوئی ہوٹل یا ڈاک بنگلہ یہاں نہیں۔ جمال پور کوہ کڑکپور کی خلیج پر واقع ہے۔ پہاڑ کے نیچے ایک حوض بھی ہے۔ سٹیشن سے اس حوض تک بالکل میدان ہے یہ ریلوے لوکوموٹو ڈیپارٹمنٹ اور ورکشاپ کا ہیڈکوارٹر ہے جو ہندوستان میں اپنے قسم کے سب سے بڑے کارخانے ہیں۔

جموں :۔ ریاست کشمیر کا ایک صوبہ ہے جو دریائے چناب کے ایک معاون دریا توی نامی کے دہنے کنارے پر آباد ہے جموں کوہ ہمالیہ کے بیرونی سلسلہ کوہ میں واقع ہے اس کے باشندے زیادہ تر ہندو ہیں۔ قلعہ جو دریا کے دوسری طرف ایک چٹان پر بنا ہوا ہے دریا سے ۱۵۰ فیٹ بلند ہے محل کی بلند سفید دیواریں

اور قلعہ کی عمارت خوشنما نظارہ پیش کرتی ہے۔ قلعہ کے پاس ہی ایک اور پہاڑ ہے جہاں سے قلعہ عین زد پر ہے۔ زمانہ حال کے اتواپ کے سامنے یہ قلعہ چند لمحہ پائدار ثابت نہیں ہوسکتا۔ شہر وگردونواح میں بہت سی سیرگاہیں بنی ہوئی ہیں۔ اور قدیمی کھنڈر اس کی گذشتہ رونق کو یاد دلا رہے ہیں۔ یہاں ڈاک خانہ اور تارگھر کھلا ہوا ہے۔

جودھپور: بی۔بی۔وسی۔آئی ریلوے کے ذریعہ بمبئی سے احمد آباد (۳۱۰ میل) وہاں سے بوساطت راجپوتانہ سٹیٹ ریلوے ماڑواڑ کو (۴۱۸ میل) ماڑواڑ جنگشن سے جودھپور (۶۴ میل) تک برانچ لاین جاتی ہے۔ گویا بمبئی سے جودھپور تک کل ۲۹۵ میل کی مسافت ہے۔ کرایہ ساڑھے بیالیس۔ بیس۔ اور سات روپیہ ہے اور تقریباً ۲۹ گھنٹے کا سفر ہے۔ یہاں ایک عمدہ ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ جودھپور ریاست ماڑواڑ کا دارالحکومت ہے۔

جوناگڈھ: بی۔بی۔وسی۔آئی ریلوے کے ذریعہ براہ احمد آباد وادہوا جاتے ہیں۔ وہاں سے بھاؤنگر گونڈل ریلوے کے توسط سے جوناگڈھ پہونچتے ہیں۔ کاٹھیاوار کا یہ ایک بڑا شہر ہے۔ کوہ گرنار پر مذہب جین کے مندر قابل دید ہیں وزیر اعظم سے درخواست کرنے پر جاے رہایش اور گاڑیوں کا سیاح کے لئے انتظام ہوسکتا ہے۔ ہندوستان میں یہی ایک دیسی ریاست ہے جس کے جنگلات میں بکثرت شیر ببر موجود ہیں۔ یہاں چیتا نہیں پایا جاتا۔

جھارسوگدہ جنگشن: بنگال ناگپور ریلوے پر ناگپور سے بفاصلہ ۳۸۳ میل ریلوے جنگشن ہے جہاں سے ایک شاخ سنبل پور کو جاتی ہے جو فوجی سٹیشن ہے۔ جھارسوگدہ میں ہیرے دستیاب ہوتے ہیں۔

جھانسی: آئی۔ایم۔ریلوے پر کلکتہ سے بفاصلہ ۷۹۹ میل اور ۴۳ گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۶۹۔ ساڑھے چونتیس۔ اور دس روپیئے ہے۔ بمبئی سے ۷۰۲ میل اور پچیس گھنٹے کا سفر ہے کرایہ ۴۳۔ ۲۰ ½۔ اور گیارہ روپیئے ہے۔ یہ ایک بڑی فوجی چھاؤنی۔ سول سٹیشن۔ اور آئی۔ایم۔ریلوے کا انتظامی ہیڈکوارٹر چار مختلف حصوں کی لائنوں کا جنگشن ہے۔ یہاں کی ورکشاپ میں تقریباً

ایک ہزار آدمی کام کرتے ہیں۔جھانسی سے بہ سمت شمال لاین آگرہ و نندلہ جنگشنوں کو جاتی ہے۔اس کی شاخیں شمال مشرق میں کانپور اور سمت مشرق میں مانک پور (متصل الہ آباد) تک پہونچتی ہیں۔ولسیوں اور یوروپین مسافروں کے لئے ریفرشمنٹ اور ویٹنگ رومز موجود ہیں۔ سٹیشن پر گاڑیاں مل سکتی ہیں۔ ریلوے کے شمال مشرق میں کراگ وہ مقام ہے۔جہاں باغیوں نے آخری مقابلہ کیا تھا۔ ۱۸۶۱ء میں جھانسی کا شہر و قلعہ گوالیار کے سپرد کر دیا گیا لیکن ۱۸۸۶ء میں قلعہ گوالیار کے معاوضہ میں گوالیار نے جھانسی انگریزوں کو دیدیا۔ ڈاک بنگلہ کے علاوہ باجازت ڈپٹی کمشنر جھانسی سیاح رانی جھانسی کے محل میں بھی اتر سکتے ہیں گرد و نواح میں شکار بکثرت ہے۔

جہلم:۔این۔ڈبلیو ریلوے پر دہلی سے ۴۵۰ میل بمبئی سے ۱۴۰۹ میل اور ۵۰ گھنٹے کا راستہ ہے۔کرایہ ۸۔۴۴۔اور ۱۵ روپئے۔ضلع جہلم پنجاب کی قسمت راولپنڈی میں داخل ہے۔گو یہ ایک جدید مینوسپل شہر ہے۔لیکن اس کی آبادی کا موقعہ قدیمی ہے۔سول سٹیشن اور چھاؤنی شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر علی الترتیب مشرق و مغرب میں واقع ہیں۔ریلوے سٹیشن کے متصل کئی ایک پرانے ستون زمین کھودنے سے برآمد ہوئے ہیں۔انمیں سے ایک انسانی صورت کا ہے۔جو یونانی خط و خال رکھتا ہے۔یہ اب لاہور کے عجائب خانے میں رکھا ہوا ہے۔اور اسی قسم کا دوسرا مجسمہ ریلوے انجنیر کے صحن میں ہے۔جہلم سے کشمیر جانے کا بھی راستہ ہے۔دریائے جہلم جس کے کنارے پر یہ شہر آباد ہے پشتہ بندی کی گئی ہے۔اور شہر کے اندر دریائے مذکور پر ریلوے پل بھی بندھا ہوا ہے۔باغات دیکھنے کے قابل ہیں۔چھاؤنی ایک سنگلاخ زمین پر واقع ہے جو اپنی سختی کیوجہ سے کسی قسم کے پھل پھول پیدا کرنے اور زراعت کے ناقابل ہے۔ڈاک بنگلہ۔ڈاکخانہ۔تارگھر وغیرہ جہلم میں کھلے ہوئے ہیں۔

جے پور:۔بذریعہ بی۔بی و سی۔آئی۔ریلوے احمدآباد وہاں سے بوساطت راجپوتانہ ریلوے جے پور پہونچتے ہیں۔کلکتہ سے ۹۹۳ میل۔اور ۴۸ گھنٹے کا راستہ ہے۔کرایہ ۹۔۵۔۴۔اور بارہ روپیئے ہے بمبئی سے ۶۹۹ میل اور ۳۲ گھنٹے کا

شہر ہے۔ کرایہ ۹۴-۲۵- اور آٹھ روپیہ ہے۔ جے پور ہندوستان کے خوبصورت ترین شہروں میں سے ہے۔ بڑا بازار دو میل طویل اور چالیس گز عریض شرق سے مغرب کی طرف سیدھا چلا گیا ہے جسے دیگر بازار قطع کرتے ہیں۔ شہر کے تمام حصے موزوں و مناسب ہیں۔ اس شہر کا نظارہ ہندوستان کے دوسرے شہروں سے مختلف ہے۔ محل کے باغات اور تفریح گاہیں جن کو فواروں۔ انواع واقسام کے درختوں پھولوں کے پودوں چبوتروں وغیرہ سے زینت دی گئی ہے۔ نہایت نظر فریب ہیں۔ محل کا دیوان خاص جو سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ کچھ کم دلچسپ نہیں۔ شہر کے باہر باغ عامہ ہندوستان کے اعلیٰ درجہ کے باغات میں سے ہے۔ اسکا رقبہ ستر ایکڑ ہے اور ۴ لاکھ روپیہ باغ مذکور کی تیاری میں صرف ہوا۔ باغ کے وسط میں البرٹ ہال کے نام سے ایک بڑا درباری ہال تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی عجائب گاہ بھی ہے۔ دیگر قابل دید مقامات یہ ہیں۔ ارٹ (صنعتی) سکول۔ رصدگاہ ٹکسال۔ ہوا محل وغیرہ۔ سب سے دلچسپ مقام امبیر ہے جو ریاست جے پور کا پرانا دارالحکومت تھا۔ امبیر ایک چھوٹی سی جھیل کے کنارہ پر واقع ہے۔ یوروپین سیاح ایجنٹ گورنر جنرل سے سیر امبیر کی اجازت لے سکتے ہیں۔

جے پور ایک بہت بڑا شہر اور مرکز تجارت ہے۔ ہندوستان کے جدید ہندو شہروں میں سب سے زیادہ خوبصورت ہے۔ سر اوسلٹ اپنی کتاب ہندوستان اور یہاں کے دیسی والیان ریاست میں لکھتے ہیں کہ اس شہر کی تعمیر کا عام خاکہ نہایت سادہ ہے۔ وسط میں ایک طویل اور چالیس گز عریض سڑک بنائی گئی ہے۔ داہنے زوایا سے سڑک مذکور دیگر عریض بازار قطع کرتے ہیں۔ اور ہر ایک جائے تقاطع پر ایک چوک ہے۔ بازاروں کی نفاست وصفائی میں ہندوستان کا کوئی شہر جے پور کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اسی لئے اسے ہندوستان کا پیرس کہتے ہیں۔ بلکہ مجھے شک ہے کہ جب یہ شہر بنایا گیا تھا۔ تو اسوقت یورپ میں بھی اس قسم کے شہر جنکو اس کے مقابلہ میں پیش کرنا چاہئے۔ زیادہ نہوں گے۔ مہاراجہ کا محل جو وسط شہر میں ایک باغ میں ہے۔ بلحاظ وسعت عمارات و پائین باغ رقبہ میں شہر کے ساتویں حصہ کے برابر ہے۔

امبر کے کھنڈرات جے پور سے سات میل کے فاصلہ پر واقع ہیں ان کی نسبت مسٹر روسلٹ لکھتے ہیں کہ جے پور سے امبر کی سڑک جنگلات میں سے گذرتی ہے۔ اور کسیقدر فاصلہ پر ایک موڑ آتا ہے۔ جہاں سے مڑتے ہی امبر کی پُر اسرار وادی میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جہاں اگر تھوڑی دیر کے لئے یہ فرض کر لیا جائے کہ گھنے اور تاریک جنگل اور ہوا الملکی کے وسط میں سبز چبوترے پر پریوں کے رہنے کیلئے سنگ مرمر کا دلفریب محل بنا ہوا ہے۔ تو بیجا نہ ہوگا۔ جسے دیکھ کر غرناطہ کے مشہور عالم عمارتوں کا نقشہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے۔ اس سفید و براق محل کے گرد ویران اور خاموش شہر کے کھنڈرات اپنی گذشتہ عظمت پر نوحہ خوانی کر رہے ہیں۔"

فرگوسن رقمطراز ہے کہ "امبر کے آثار قدیمہ خصوصیت سے قابل تعریف ہیں جو دَور اکبری کے ہمعصر محلات فتحپور سیکری کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔"

جیت پور:۔ جہانسی سے آئی۔ ایم۔ ریلوے پر ۶۰ میل کے فاصلہ پر ہے قصبہ سٹیشن سے نصف میل کی مسافت رکھتا ہے۔ قصبہ کے متصل بیلا تال نامی ایک جھیل پانچ میل کی گھیر میں ہے جھیل سے معلوم ہوتا ہے کہ نویں صدی عیسوی میں بنائی گئی تھی۔ لیکن ۱۸۶۹ء میں کناروں کے پانی میں گر جانے اور تب سے مرمت نہ ہونے کی وجہ سے یہ جھیل پایاب ہو گئی ہے جیت پور کا ایک میل لمبا قلعہ گو ابتک موجود ہے مگر ابتر حالت میں ہے۔

جیجوری:۔ ضلع پونا کے سب ڈویژن پورندر کا ایک مقدس مقام ہے جہاں بکثرت اہل ہنود جاترا کے لئے جاتے ہیں۔ یہ ایس۔ ایم۔ ریلوے پر پونا سے بفاصلہ ۳۲ میل آباد ہے۔

جیکب آباد:۔ سندھ پشین ریلوے پر کلکتہ سے ۱۴۲۴ میل ۱۷ گھنٹوں کے راستہ پر بنا ہوا ہے۔ کرایہ ۱۴۴۔ ۸۲۔ اور بائیس روپیئے ہے بمبئی سے ۱۸۱۸ میل دُور ہے کرایہ ۹۱۔۶۳۔ اور ۱۶ روپیہ ہے وٹنگ ریفرشمنٹ روم سٹیشن پر موجود ہیں۔ کوئٹہ کے قبضہ میں آنے سے پہلے یہ سرحد کا بڑا واقع فوجی سٹیشن تھا۔ بلوچستان اور اس سے آگے کے ممالک کی تجارتی سڑک پر واقع ہے۔ ریذیڈنسی میں لائبریری اور ورکشاپ کی عمارات ہیں۔ دیسی رسالہ و پیدل فوج کی لائنین

دو میل تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اور افسروں کے لئے بنگلے بنے ہوئے ہیں۔ ایک انگریزی سکول بھی یہاں قایم ہے۔

جیلاریٹ :۔ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے۔ کی شاخ بنگلور کا جنکشن جو بمبئی سے بفاصلہ ۴۸۰ میل ہے کرایہ ۵۲ ۔ ۲۶ ۔ اور گیارہ روپیہ ہے۔ سٹیشن پر ایک ریفرشمنٹ روم اور اس کے متصل دلیسیوں کے لئے دو آرامگاہ موجود ہیں۔ سٹیشن سے چند میل آگے لاین میسور کی سطح مرتفع پر چڑھنی شروع ہوتی ہے۔

چ

چالیس گاؤں :۔ بذریعہ جی۔ آئی۔ پی ریلوے بمبئی سے ۲۰۴ میل دور ہے۔ کرایہ ۱۳۔ ساڑھے چھ اور سوا تین روپیئے ہے۔ یوروپین کیواسطے ڈاک بنگلہ اور دلیسیوں کے لئے سرائے بنی ہوئی ہے۔ سٹیشن سے دہولیا کو سیدھی سڑک جاتی ہے جو ۳۴ میل کی مسافت پر ہے۔ جہاں کلکٹر رہتاہے۔ کنہڑ جو بیس میل کی مسافت پر ہے نظام کی عملداری میں ہے۔ تانگہ اور دیسی چھکڑے ملسکتے ہیں۔ براہ دہولیا غار ہائے سوم ۷ میل کے فاصلہ پر ہیں جال گاؤں جو روئی کی منڈی ہے ۴۰ میل دور ہے۔ چالیس گاؤں سے وہاں تک سڑک جاتی ہے۔

چتار گڈھ :۔ یہ اجمیر سے ۱۱۵ میل کے فاصلہ پر مہاراجہ اودیپور کی عملداری میں ہے قلعہ چتوڑ شہر چتار گڈھ سے پانچسو فیٹ بلند ہے۔ جہاں اودیپور کے راناؤں نے لشکر دہلی کے خوب خوب مقابلے کئے۔ جب علاءالدین نے قلعہ چتوڑ کا محاصرہ کرکے اہل شہر کا قافیہ تنگ کیا۔ تو کئی سورانیاں اور راجپوت عورتیں اپنی عفت کو بچانے کے لئے ایک غار میں داخل ہوکر خود اپنے ہاتھوں سے لکڑیوں کو آگ لگا کر جل مریں۔

چٹاگانگ :۔ کسی زمانے میں یہ ہندوستان کا دوسرے درجہ کا بندرگاہ سمجھا جاتا تھا۔ چٹاگنگ کلکتہ سے ۲۴۳ میل کے فاصلہ پر خلیج بنگالہ کے ایک حصہ مابین گنگا دسرحد برہما واقع ہے۔ آبادی ۲۴۰۰۰۔ اس ضلع میں چاول۔ نیل۔ سن روئی۔ اور قہوہ پیدا ہوتا ہے۔

چکالدہ :۔ برار وممالک متوسط کے یوروپین حکام وغیرہ کا مرغوب کوہی

سٹیشن ہے۔ جو ایلچپور کے شمال مغرب میں ۲۰ میل اور امراؤتی ریلوے سٹیشن سے پچاس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور سطح سمندر سے ۳۷۷۷ فیٹ بلند ہے اور کوہ گاول گڈھ سے بھی ۱۰۲ فیٹ اونچا ہے۔ سال کے ہر موسم میں یہاں کی آب وہوا خوشگوار رہے۔ گردونواح کا نظارہ دلچسپی سے خالی نہیں۔ پہاڑ پر کئی ایک بڑے بڑے چشمے ہیں۔ شکار یہاں کثرت سے ملتا ہے۔ سٹیشن پر ایک ہوٹل بھی ہے ناگپور۔ کامپٹی اور برار کے باشندوں کے لئے یہ نہایت صحت فزا مقام ہے۔

چکروتہ:۔ دہرہ کے متصل ایک پہاڑی صحت گاہ ہے جو سطح سمندر سے ۷ہزار فیٹ بلند ہے۔ یہاں ایک انگریزی رجمنٹ رہتی ہے۔

چکردھاپوڑ:۔ بنگال ناگپور ریلوے پر ناگپور سے بفاصلہ ۵۰۰ میل دریائے چھکرا کے کنارے پر بسا ہوا ہے۔ اور سٹیشن سے پون میل کے فاصلہ پر ہے ویٹنگ و ریفرشمنٹ روم سٹیشن پر موجود ہیں۔

چلمبرام:۔ بلحاظ تجارت کسیقدر باوقعت شہر ہے۔ جنوبی ہند کا یہاں ایک نہایت مقدس اور قدیمی مندر ہے۔ جس کے بعض حصص بقول فرگوسن دسویں اور گیارہویں صدی عیسوی کے بنے ہوئے ہیں۔ پروتی کا مندر اور دروازوں کے شاندار گاؤدم مینار چودھویں پندرہویں صدی اور ہزار ستون سولہویں صدی کی یادگار ہیں یہ مندر بہت بڑے رقبہ زمین پر پھیلے ہوئے ہیں۔ جن کے گرد دو دیواریں کھچی ہوی ہیں۔ چاروں کونوں پر ایک ایک ٹھوس مخروطی مینار جسکی اونچائی ۱۴۲ فیٹ ہے نصب ہے۔ ہزار ستون گویا سنگ سرخ کی کان ہے۔ ہر ایک ستون ایک پتھر کا ہے۔ اور سب کے سب کم وبیش منقش اور پر صنعت ہیں وسط میں پروتی کا مندر ہے۔ جسپر طلائی سائبان تنا ہوا ہے۔

چمپانیر:۔ کہتے ہیں کہ یہ ۷۴۶ء یا ۷۶۰ء میں آباد ہوا تھا۔ اور انہلواڑہ پٹن کے تاجداروں کا ۱۲۹۹ء تک خاص مستحکم قلعہ و پناہ گاہ رہا۔ سنہ مذکور میں چوہان راجپوتوں کے قبضہ میں آیا۔ ۱۴۸۴ء میں سلطان محمود بیگڑا والی احمدآباد نے اسے فتح کیا جسنے نئے شہر کی بنیاد رکھکر اس کو عظیم الشان اور پرشوکت مساجد سے زینت دی۔ ۱۵۳۵ء میں ہمایوں شہنشاہ دہلی نے اسکے قلعہ پر فتح ونصرت کا پھریرا

اڑایا۔ اس کے متعلق ایک یہ حکایت بیان کیجاتی ہے کہ خود ہمایوں معدودے چند ہمراہیوں کے ساتھ قلعہ کی سنگی دیوار میں میخیں گاڑ کر اوپر چڑھ گیا۔ اور پھر اس نے اپنی تمام فوج کو قلعہ میں داخل کر لیا۔ خوبصورت پہاڑی اور کثیر التعداد مساجد و مقابر کے کھنڈرات سیاح کی توجہ کو جذب مقناطیسی سے اپنی طرف کھینچتے ہیں۔

چمن:۔ سرحد قندہار کا آخری سٹیشن۔ درہ خوجاب بس میں سے گذر کر یہاں پہنچتے ہیں دیکھنے کے لایق ہے یہ ساڑھے سات ہزار فیٹ بلند ہے جس میں ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔

چندر گرہی:۔ ایس۔ آئی۔ ریلوے کی شاخ پانڈیچری نیلور پر پانڈیچری سے ۵۵ میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ سٹیشن سے دو میل کی مسافت پر راجہ محل ہے جسے چندر گرہی کے تلنگو راجاؤں نے سرتاپا سرخ پتھر سے تعمیر کروایا ہے۔ اس کی ساخت میں لکڑی بالکل استعمال نہیں کیگئی۔ اس کے متصل رام محل ہے یہ بھی اسی قسم کی عمارت ہے گو قدوقامت میں راجہ محل سے چھوٹی ہے۔ پہاڑ کی چوٹی پر قلعہ ہے جو وزیانگرم کے راجہ کا بنوایا ہوا ہے۔ یہ تمام عمارتیں کھنڈروں کا تودہ ہیں۔ چندر گرہی میں پوسٹ آفس منی آرڈر۔ سیونگ بنک اور تار کے دفاتر موجود ہیں۔

چندر نگر:۔ نواح کلکتہ سے ۲۱ میل کے فاصلہ پر فرنچ بستی ہے۔ اس کا ریلوے سٹیشن انگریزی علاقہ میں ہے۔ قلعہ میں دو ہوٹل ہیں۔ یہاں فرانس کا نائب گورنر رہتا ہے اسکا رقبہ صرف تین مربع میل ہے۔

چندوسی:۔ علیگڈھ کا جنکشن سٹیشن ہے۔ اور علیگڈھ سے ۶۰ میل کی مسافت رکھتا ہے۔ چندوسی سے بیس میل کے فاصلہ پر مرغابیوں کا شکار کیا جاسکتا ہے۔

چنگل پٹ جنکشن:۔ مدراس سے بہ فاصلہ ۳۴ میل ایس۔ آئی۔ ریلوے پر آباد ہے۔ کرایہ دو روپیہ۔ ایک روپیہ۔ اور ۹ آنہ۔ عدالت ضلع۔ جیل۔ ہسپتال۔ اور دیگر سرکاری دفاتر یہاں موجود ہیں پرانا قلعہ کسیقدر منہدم ہو گیا ہے۔ سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم بھی ہے۔ ڈاکخانہ۔ منی آرڈر۔ سیونگ بنک۔ اور تار کے دفاتر

کھلے ہوئے ہیں۔

چھانا پٹنہ:۔میسور سٹیٹ ریلوے پر یہ بڑا تجارتی شہر ہے اور میسور سے پچاس میل کی مسافت رکھتا ہے۔ظروف سازی۔کھلونے اور آلات موسیقی کیلئے باریک آہنی تاریں بنانے کے لئے مشہور ہے۔ان تاروں کی جنوبی ہند میں بڑی مانگ رہتی ہے۔شہر کے شمال میں دو مسلمانوں کی قبریں ہیں۔ان میں سے ایک ٹیپو سلطان کے استاد اور دوسری بنگلور کے اس سپہ سالار کی قبر ہے جسنے ٹیپو کے انگریزی قیدیوں سے رحم و شفقت کا برتاؤ کیا تھا۔منی آرڈر۔اور سیونگ بنک کے دفاتر یہاں کھلے ہوئے ہیں۔

چھترا کوٹ:۔کاروی کے جنوب میں تین میل کے فاصلہ پر بسا ہوا ہے یہ ایک مشہور پہاڑی شہر ہے۔جہاں خوش اعتقاد ہندو اس کثرت سے جاترا کے لئے آتے ہیں کہ بندیلکھنڈ کا کوئی اور شہر اس بارہ میں اسکا مقابلہ نہیں کرسکتا۔اسکے تقدس کی یہ وجہ ہے کہ رامچندر جی بن باس کے زمانہ میں یہاں ہی آئے تھے۔ مختلف دیوتاؤں کی یہاں ۳۲ پرستش گاہیں ہیں۔جن میں سے سات نہایت متبرک سمجھے جاتے ہیں۔جاتری ان میں سے ہر ایک مندر میں نہاتے ہیں دیوتا سے لو لگاتے اور پراتھنا کرتے ہیں۔مارچ یا اپریل اور اکتوبر یا نومبر میں دو بڑے میلے یہاں ہوتے ہیں۔

چھتور:۔ایس۔آئی ریلوے پر پانڈیچری سے ۱۰۱ میل کا فاصلہ رکھتا ہے کلکٹر۔ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور شمالی ارکوٹ کا ہیڈ کوارٹر ہے۔یہاں ایک چھوٹا سا گرجا اور ڈاک بنگلہ ہے۔ہفتہ وار بازار لگتا ہے۔شکار کے لئے عمدہ جگہ ہے۔ڈاکخانہ منی آرڈر۔سیونگ بنک۔اور تار کے دفتر موجود ہیں۔

چھنام پیٹ:۔مدراس سے ۴۶ میل کے فاصلہ پر ایک ریلوے سٹیشن ہے۔کرایہ سوا دو روپیہ۔ایک روپیہ۔اور پانچ آنے ہے۔سٹیشن کے متصل تیرو ولان گادو میں ایک مشہور مندر ہے۔

چھدمبرام:۔کدالور سے ۲۴ میل کے فاصلہ پر ہے یہاں دو عظیم الشان قابل دید مندر ہیں۔ہر سال دو میلے بھی ہوا کرتے ہیں یعنے ایک اخیر دسمبر میں

اور دوسرا جون یا جولائی کے مہینے میں۔ چند مبرام میں بہت سی آرام گاہیں اور مسافر خانے ہیں۔ جن میں کثیر التعداد جاتری ٹھہر سکتے ہیں۔ ڈاکخانہ۔ منی آرڈر۔ سیونگ بینک اور تار کے دفاتر قایم ہیں۔

ح

حصار:۔ بمبئی سے بفاصلہ ۹۲۷ میل اور ۴۶ گھنٹوں کا راستہ ہے۔ کرایہ ۵۹۔ ۲۹۔ ۹۰ روپیہ ہے۔ کلکتہ سے ۱۰۹۵ میل اور ۴۵ گھنٹے کا سفر ہے۔ کرایہ ۱۰۰۔ ۵۰۔ اور ۱۴ روپیہ ہے۔ یہ صوبہ پنجاب کا ایک ضلع ہے۔ اور یہاں میونسپلٹی قایم ہے۔ یہ شہر مغربی نہر جمنا دہلی کے مغرب میں ۱۰۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے فیروزشاہ شہنشاہ دہلی نے یہ شہر بسایا تھا۔ اور اس نے اہل شہر کے لئے پانی بہم پہونچانے کے واسطے نہر کھدوائی تھی۔ بازار فراخ و عریض ہیں۔ سول اسٹیشن شہر کے جنوب میں نہر کے بالمقابل ہے۔ یہاں مویشیوں کی ایک بہت بڑی چراگاہ ہے جسکا رقبہ ۴۳۲۷۰ ایکڑ ہے۔ چراگاہ مذکور کا مہتمم ایک یوروپین ہے۔

حیدرآباد دکن:۔ مدراس سے بفاصلہ ۵۳۲ میل اور بیس گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۳۷۔ ۱۶۔ اور سات روپیئے ہے۔ بمبئی سے ۴۹۱ میل ۱۹ گھنٹے کا سفر اور ۳۴۔ ۱۵۔ اور سات روپیہ کرایہ لگتا ہے۔ گورنمنٹ نظام دارالحکومت ہے۔ اسکا ریلوے سٹیشن دریاے موسیٰ کے دہنے کنارے پر واقع ہے۔ دریا یہاں چارسو سے لیکر ۶۰۰ فیٹ تک عریض ہے۔ شہر کے قریب اسپر تین پل بندھے ہوئے ہیں۔ حیدرآباد سطح سمندر سے ایکہزار سات سو فیٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ قطب شاہ محمد قلی نے ۱۵۸۹ء میں یہ شہر بسایا تھا اور بعد میں اس نے گولکنڈہ سے اپنا دارالخلافہ بھی یہیں منتقل کر دیا۔ کیونکہ گولکنڈہ میں پانی کی قلت سے تکلیف تھی۔ شہر چھ میل کے گھیر میں ہے اور ایک پتھر کی دیوار اسکو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ یہ فصیل خندق نہیں رکھتی۔ حیدرآباد کے گرد و نواح کا نظارہ نہایت دلچسپ ہے۔ پست و بلند زمین پر سنگ سرخ کی کثیر التعداد چوٹیاں اور چٹانیں دکھائی دیتی ہیں۔ شہر کے شمال میں سنگ سرخ کا ایک چٹان

سطح زمین سے تقریباً پچاس فیٹ بلند ہے۔ جو ٹیپو کے جائے نظارہ کے نام سے مشہور ہے اس چٹان کے ایک پہلو پر لہریہ دار سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ اس کی چوٹی سے میلوں تک آس پاس کا ملک نظر آتا ہے۔ مغرب میں گولکنڈہ کا پرانا قلعہ اور قطب شاہی تاجداروں کے مقبرے تک دکھائی دیتے ہیں۔ چٹان مذکور کے قریب پہاڑوں کا ایک سلسلہ چلا گیا ہے۔ جو سیاہ پہاڑ کہلاتے ہیں۔ ان کی چوٹی سے تمام حسین ساگر تالاب اور سکندر آباد تک کا ملک نظر آتا ہے۔ مغربی سمت سے شہر میں داخل ہونے پر آنکھوں کے سامنے عجیب مرقع کھچ جاتا ہے چار مینار اور مکہ مسجد کی عظیم الشان عمارت اس کے بلند گنبد سب سے پہلے سیاح کو محو حیرت بنا لیتے ہیں۔ باغات اور حضور نظام و امرائے دولت کے مقامات تفریح جو ہر طرف بکثرت ہیں سیر کے لطف کو دوبالا کر دیتے ہیں۔ یہ شہر چین کی طرز تعمیر کا عمدہ نمونہ ہے بہت سے دروازے وغیرہ رکھتا ہے۔ مثلاً چادر گھاٹ۔ افضل دہلی۔ چینہ۔ چار محل۔ پرانا پل۔ وادھنی۔ علی آباد۔ چاپکور۔ غازی بند۔ میر جملہ یا قوت پورہ اور ڈنڈ پور وغیرہ۔ اس کے بازار مکانات بلند رکھتے ہیں۔ مشہور بازار یہ ہیں:۔ کپڑا بازار۔ بازار اسلحہ (جہاں ہر قسم کے اسلحہ فروخت ہوتے ہیں) اور چوک وغیرہ اگرچہ بازاروں میں بڑی بڑی حویلیاں بھی ہیں۔ مگر طرز تعمیر کے لحاظ سے وہ بظاہر چنداں شاندار نہیں۔ ہندوستان میں بمشکل کوئی ایسا شہر ملے گا جہاں اس قدر مختلف قوم و ملت کے لوگ آباد ہیں اور پھر ان میں جنگی جوش بھی اس درجہ بھرا ہوا ہو ہر ایک شخص کسی نہ کسی قسم کے اسلحہ سے مسلح ہو کر باہر نکلتا ہے۔ فوجی طبقہ کا تو کچھ ذکر ہی نہیں۔ ان کا تو کام ہی اسلحہ سے رہتا ہے قابل دید عمارات و محلات میں سے بعض یہ ہیں: نظام اور وزیر اعظم کے محلات۔ شمس الامراء بہادر کا محل سر سالار جنگ کی بارہ دری۔ چار مینار۔ چار سو کھے حوض۔ پرانا محل۔ عاشور خانہ۔ مکہ مسجد۔ باغ عامہ وغیرہ۔ ہر سال ماہ نومبر میں یہاں گھوڑ دوڑ ہوا کرتی ہے حیدر آباد چونکہ ہندوستان میں سب سے بڑی ریاست ہے۔ اس لئے یہاں بہت سی مسجدیں ہیں۔ شہر سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر بہ سمت شمال چادر گھاٹ میں ریزیڈنسی ہے اس کی عالی شان اور رفیع عمارت دریائے موسیٰ کے کنارے

پر واقع ہے۔ رزیڈنسی گورنمنٹ ہوس کلکتہ کے نمونہ پر بنی ہوئی ہے۔ سکندر آباد شہر سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔ سیاحوں کو حیدر آباد میں قلعہ گولکنڈہ کی سیر ضرور کرنی چاہیئے۔

حیدر آباد سندھ:۔ کراچی سے کوٹری وہاں سے دریائے سندھ کو بذریعہ دخانی لینچ نصف گھنٹے میں عبور کرکے دوسرے کنارے سے ایک میل کے فاصلہ پر حیدر آباد سندھ کے بازار میں پہونچ جاتے ہیں۔ آبپاشی کی اغراض کے لئے ایک نہر نکالی گئی ہے۔ امراض سینہ کے مریضوں کے لئے یہاں کی آب وہوا مفید ہے۔ قلعہ کے سوا یہاں اور کوئی قابل دید چیز نہیں قلعہ مذکور کا ایک مینارہ ۶۵ فیٹ اونچا ہے مسافرون کیواسطے ڈاک بنگلہ موجود ہے۔

د

دارجیلنگ:۔ غالبًا تمام ہندوستان میں یہ سب سے زیادہ صحت بخش کوہستانی قلعہ ہے۔ کلکتہ سے ۳۷۹ میل دور اور ۲۱ گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۴۹ ساڑھے ۲۴۔ اور آٹھ روپیئے بمبئی سے ۱۴۹۱ میل اور سواچونسٹھ گھنٹے کا سفر ہے۔ کرایہ ۱۲۹۔ ۶۴ لم اور ۲۲ روپیئے ہے۔ دارجیلنگ کا سفر قدرتی دلچسپیوں سے مملو ہے۔ بالخصوص ٹائی ریلوے یعنی کھلونہ ریلوے جو ایک قسم کی دخانی ٹریموے ہے۔ دیکھنے کے قابل ہے۔ یہ جن کوہستانوں سے گذرتی ہے۔ انکا خوشنما منظر کبھی دل سے فراموش نہیں ہوسکتا۔ ٹائی ریلوے چھکڑوں اور بیل گاڑیوں کی سڑک پر بنائی گئی ہے۔ زمانہ سابق میں کلکتہ سے دارجیلنگ پہنچنے میں پانچ چھ یوم صرف ہوتے تھے۔ اب اکیس گھنٹے میں آدمی پہونچ جاتے ہیں۔ کلکتہ سے دارجیلنگ کو مندرجہ ذیل راستہ جاتا ہے:۔ چار بجے شام کے سیالدہ سٹیشن (کلکتہ) سے روانہ ہوکر تقریبًا آٹھ بجے رات کے ڈموکڈت وارد ہوتے ہیں۔ سٹیمر کے تیار ہونے تک غذا سے فراغت پا سکتے ہیں۔ نصف گھنٹہ میں سارا گھاٹ پہنچکر۔ سیلگیری کے لئے ٹرین پر سوار ہوتے ہیں۔ جہاں ساڑھے چھ بجے صبح کے گاڑی پہونچتی ہے۔ یہاں سے تنگ پٹری کی ٹائی ریلوے پر پہیوں کا قطر صرف ۱۹۔ انچ ہے۔ روانہ ہوتے ہیں

یہ لاین ۱۸ میل لمبی ہے۔ راستہ اس قسم کا پیچدار ہے کہ سیاح کی طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ متعدد موڑوں وغیرہ سے گذر کر پہلا اسٹیشن آتا ہے۔ یہاں سے گویا راستہ کا عظیم الشان منظر شروع ہو جاتا ہے۔ وادی زیرین کا سین بہ سمت مشرق بھوٹان کا سلسلہ کوہ اور کثیر التعداد سدا بہار پہاڑیاں اور گھاٹیاں جن میں جابجا چاء کے باغات ہیں انسان کو مرقع حیرت بنا لیتی ہیں۔ تندار یہ پر جو سطح سمندر سے ۲۸۲۲ فیٹ بلند ہے۔ ناشتہ کے لئے گاڑی ٹھیرتی ہے۔ یہاں سے روانہ ہوتے ہی دوسرا بے ڈہگات سٹیشن آجاتا ہے۔ ایسے ہی دو اور اینڈلے بینڈے سٹیشنوں سے گذر کر گاڑی انجن کے پانی کے لئے تھوڑی دیر ٹھیر جاتی ہے۔ سڑک سے چند گز پرے کئی ایک چشمے ہیں۔ جو دیوانہ چشمے کہلاتے ہیں۔ کیونکہ یہ بعض اوقات نہایت خطرناک ہوتے ہیں چنانچہ ۱۸۹۹ء میں سخت بارشوں سے پندرہ سو فیٹ ریلوے لاین اور سڑک بہ گئی تھی۔ مہانڈی کے سٹیشن کے بعد کرسیونگ پہونچ جاتے ہیں۔ جو پانچہزار فیٹ بلند ہے۔ کرسیونگ۔ دارجیلنگ کیطرح سرد مقام نہیں۔ اس کے مغرب میں کوہستان نیپال نظر آتا ہے۔ کرسیونگ کے متصل "ہوپ ٹاؤن" آبادی پہاڑ کی چوٹی پر کرسیونگ سے گذرتے ہوئے سینٹ میری ٹرینگ کالج کی عمارت دکھائی دیتی ہے۔ کرسیونگ کے بعد ٹونگ سٹیشن (جو ۵۶۵۶ فیٹ بلند ہے) آتا ہے۔ اس سے آگے چار بنگلہ پر گاڑی ٹھیرتی ہے (یہاں سے سنچال اور جلا پہاڑ کے فوجی ڈپو کو بھی راستہ جاتا ہے) بعدہ گوم سٹیشن آتا ہے جو ۷۴۰۰ فیٹ کی بلندی رکھنے کیوجہ سے نہایت اونچی لاین ہے۔ یہاں سے چار میل کے اتار کے بعد دارجیلنگ پہونچ جاتے ہیں۔ دارجیلنگ میں ۱۲۵ انچہ بالا وسط سالانہ بارش ہوتی ہے یہ گورنمنٹ بنگال کا گرمائی صدر مقام ہے۔ قابل دید مقامات یہ ہیں۔ ایڈن صحت گاہ۔ کلب۔ سینٹ اینڈریو کا گرجا۔ مال۔ میدان پریڈ سینٹ جوزف کالج۔ سینٹ پال سکول خانقاہ۔ باغ عامہ۔ مندر۔ دارجیلنگ میں مختلف دیار وامصار مثلاً بھوٹان۔ تبت سکم۔ شاہیہ۔ لیپچہ۔ نیپال۔ دھرما اور لاما کے باشندے دیکھنے میں آتے ہیں۔ کوہ ہمالیہ بھی صاف طور پر نظر آتا ہے۔ کوہ مذکور کی ریورسٹ چوٹی جو ۲۹ ہزار فیٹ بلند ہے دنیا کے تمام پہاڑوں سے اونچی ہے۔ دارجیلنگ کی ایک خاص دلچسپی

اسکا عظیم الشان اور فقید المثال منظر ہے جسے آدمی دیکھ تو سکتا ہے مگر اسکی کیفیت معرض تحریر میں نہیں لا سکتا۔ کنچن جنگا کا سین بھی اسقدر نظر فریب ہے کہ جتنی مرتبہ اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھو۔ ہر بار نیا لطف حاصل ہوتا ہے۔ کنچن جنگا کی چوٹی میں ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ سنگ سرخ کی ایک بلند اور نہایت عریض دیوار قدرتاً اس چوٹی کو دو حصوں میں منقسم کرتی ہے۔ شب ماہ کی چاندنی یا سورج کے طلوع وغروب ہونے کیوقت کی روشنی جب اس میں رنگ آمیزی پیدا کرتی ہے۔ تو یہ منظر اور بھی شاندار ہو جاتا ہے۔ اگر ممکن ہو تو ہر ایک صاحب وسعت کو دارجیلنگ کی ضرور سیر کرنی چاہیئے۔

دارجیلنگ:۔ سطح سمندر سے ساڑھے چھ ہزار سے لیکر ساڑھے سات ہزار فیٹ تک بلند ہے۔ کرسیونگ جو دارجیلنگ سے بیس میل کے فاصلہ پر ہے ایک عمدہ ہوٹل ہے جہاں وہ لوگ جو اثناء راہ میں سفر توڑنا چاہیں ٹھیر سکتے ہیں۔ دارجیلنگ میں گھنے والے سیاح ڈوم ڈرویڈ ہوٹل میں بجر و کابب میں قیام کر سکتے ہیں موئٹ ایوسرسٹ چوٹی جلد ہار سے جو دارجیلنگ کے صوبے میں ہے بخوبی دکھائی دیتی ہے جلد ہار سے کوہ تانگلی تو بھی جا سکتے ہیں۔ یہ تھکا دینے والی اور سیقدر خطرناک سیر ہے نیجال ۱۰۶۱۰ فیٹ بلند ہے اور جلد ہار سے ۷ میل کے فاصلہ پر ہے یہاں آسانی سے پہونچ سکتے ہیں۔ پہاڑ کا راستہ شاہ بلوط و دیگر انواع واقسام کے درختوں اور پھولوں سے گلزار بنا ہوا ہے۔ لیکن پل بھی قابل دید ہے گھوڑے پر سوار ہو کر اس پل پر جا سکتے ہیں۔

دتیا:۔ اس کا سٹیشن شہر سے دو میل کے فاصلہ پر بجانب شمال ہے اور آئی۔ ایم۔ ریلوے پر جھانسی سے ۱۶ میل کے فاصلہ پر آباد ہے ریاست دتیا کا یہ نام شہر ہے۔ جو ایک بلند چٹان پر ۳۰ فیٹ اونچی سنگی دیوار سے گھرا ہوا ہے مگر فصیل مذکور جدید توپخانہ کے مقابلہ میں ذرا بھی پائدار ثابت نہیں ہوسکتی۔ اس کے بازار تنگ وپیچدار ہیں۔ لیکن ان کی قطع وضع اچھی ہے اور امراء ریاست کے مکانات بلند وخوشنما ہیں۔ راجہ کا محل شہر میں ایک میوہ دار باغ میں ہے ۴ میل کے فاصلہ پر چند جین مندر شائقین فن تعمیرات کے دیکھنے کے قابل ہیں۔

دربھنگہ:- بنگال اور این۔ڈبلیو۔ریلوے کا سٹیشن ہے۔ اور قدوقامت وآبادی کے لحاظ سے۔ بہار میں تیسرے درجہ کا شہر ہے۔ سمتی پور سے براہ ریل ۲۴ میل کی مسافت رکھتا ہے اول درجہ کا مجسٹریٹ یہاں رہتا ہے۔ دربھنگہ میں کئی ایک بڑے بڑے تالاب ہیں۔ اور ایک وسیع وعریض خوبصورت بازار بھی ہے۔ مہاراجہ کا نیا محل دیکھنے کے قابل ہے۔ ڈاک بنگلہ اور ڈاکخانہ یہاں موجود ہے

دمدم:- ضلع چوبیس پرگنہ کا سب ڈویزن ہے کلکتہ سے چار میل کے فاصلہ پر ایک بڑا قصبہ اور فوجی چھاؤنی ہے۔ ریلوے سٹیشن کے علاوہ یہاں میونسپلٹی بھی قایم ہے۔ بڑے بڑے عہدے دار یہ ہیں۔ مجسٹریٹ چھاؤنی۔ جج مطالبات خفیفہ۔ سول میڈیکل افسر۔ سات آنریری مجسٹریٹ۔ اور ایک پادری علاوہ بریں پولیس چوکی۔ میگزین۔ ایک فوجی کارخانہ۔ بارکیں۔ یوروپین اور دیسی ہسپتال۔ ایک بڑا بازار۔ پروگنٹ چرچ۔ انگریزی سکول۔ ڈاکخانہ۔ سیونگ بنک اور دفتر تار بھی موجود ہے۔

دمن:- دمن روڈ ریلوے سٹیشن سے بفاصلہ سات میل ایک پترنگر نوآبادی ہے سٹیشن مذکور بی۔بی۔وسی۔آئی ریلوے پر بمبئی سے ۱۰۵ میل کی مسافت پر واقع ہے کرایہ دمن روڈ تک چھ روپیہ بارہ آنے۔ ساڑھے تین۔ اور ڈیڑھ روپیہ ہے۔ دمن گوا کے ماتحت ہے اور دریائے دمن گنگا پر بسا ہوا ہے۔ دریا کے دہانہ پر شہر کے باہر بسمت شمال ایک عمدہ ڈاک بنگلہ ہے۔ دریا کے کنارے پر ایک پرانا قلعہ۔ ایک خانقاہ اور دو گرجے ہیں۔ جدید قلعہ سینٹ جیروم بھی دیکھنے کے قابل ہے

دولت آباد (قلعہ) یہ دلچسپ قلعہ اورنگ آباد سے آٹھ میل کے فاصلہ پر آباد ہے اور پانچسو فیٹ بلند ہے اس کی بنیاد کے گرد ۸۰ سے ۱۲۰ فیٹ تک عمودی چٹانیں استادہ ہیں چٹان کو کاٹ کر سیڑھیاں بنائی گئی ہیں قلعہ کے نیچے چند مکانات اور جھونپڑوں کے جھنڈ دکھائی دیتے ہیں۔ اور یہی اس پرانے تاریخی مقام کی موجودہ آبادی ہے۔ قلعہ کے گرد خندق بھی کھدی ہوئی ہے۔ مگر اس تک پہنچنے کے لئے پہلے چار دیواروں میں سے جنمیں سے ایک قصبہ کے گرد ہے گذرنا پڑتا ہے۔ تاریخی وقعت وعظمت کے لحاظ سے یہ قلعہ سیاحان عالم کے

دیکھنے کے لایق ہے۔

دہاروار:۔ پونا سے ۲۱۳ میل دور ہے۔ کرایہ ۲۰-۱۰۔ اور ساڑھے تین و ... ہے سمندر سے ۲۰۴۰ فیٹ بلند ہے۔ قلعہ کلکٹر کی کچہری بھی۔ ڈاکخانہ سیونگ بینک اور تار کے دفاتر کے علاوہ کشید شراب کا بھی کارخانہ ہے۔ پارک۔ جمخانہ اور انگلستان ہسپتال۔ جرمنی اور رومن کیتھلک کے علیحدہ علیحدہ گرجے موجود ہیں

دہرم سالہ:۔ امبرا سے دہرم سالہ کو سڑک جاتی ہے جو سطح سمندر سے ساڑھے چھ ہزار فیٹ بلند صحت گاہ ہے ایک چھوٹی سی چھاؤنی گرجے اور کلب کے علاوہ یہاں چند باغات بھی ہیں۔ یہاں گرم پانی کے معدنی چشمے جاری ہیں لارڈ ایلجن جو ۱۸۶۳ء میں وایسرائے ہند تھے یہیں مدفون ہیں۔ دہرم سالہ میں تقریبا چاء کے پچاس باغات ہیں۔

دہلی:۔ یہ شہر اس موقعہ پر آباد ہے جو قوم آریہ کے وادی جمنا میں آنے کے زمانہ سے لیکر متواتر دارالسلطنت کے لئے منتخب کیا جاتا رہا ہے۔ ۱۱۹۱ء میں قطب الدین نے دہلی کو فتح کیا۔ اور تب سے یہ اسلامی دارالخلافت قرار پایا۔ قطب الدین خاندان غلامان کا بانی تھا۔ دہلی اپنی منہدمہ شان و شوکت کے اس خاندان کا بھی کچھ کم مشکور نہیں۔ تراسی سال کے بعد ۱۲۸۸ء میں خلجی تخت دہلی پر جلوس فرما ہوئے یہ تاتاری تھے۔ جنھوں نے عرصہ دراز سے افغانستان میں توطن اختیار کر لیا تھا ۱۳۲۱ء میں خاندان تغلق کا دور دورہ ہوا۔ بانی خاندان مذکور نے چار میل اور آگے بڑھا کر نئے دارالخلافہ کی بنیاد ڈالی۔ ۱۳۹۸ء میں تیمور دریائے سندہ کو عبور کرکے دوسرے سال دہلی پر متصرف ہوگیا۔ یہاں اسنے پانچ روز تک قتل و غارت کا بازار گرم رکھا۔ ۱۴۱۲ء میں سیدوں کا خاندان حکمران ہوا۔ انکے آخری افغان جانشین لودی تھے۔ ۱۵۲۶ء میں بابر نے جسکا سلسلہ نسب چھٹی پشت میں امیر تیمور تک پہونچتا تھا۔ پانی پت کی لڑائی میں ابراہیم لودی کو شکست دیکر ہندوستان کا تاج سر پر رکھا اور مغلیہ خاندان کا بانی ہوا۔ پانچواں مغلیہ شہنشاہ شاہجہاں (از ۱۶۲۷ تا ۱۶۵۰) جس نے اس شہر کو اس کے موجودہ موقعہ پر آباد کیا اور شاہجہان آباد اس کا نام رکھا۔ دہلی کی جنگی حفاظت کے سامان جو اب تک

موجود ہیں۔ وہ اسی بادشاہ کے یادگار ہیں۔ جامع مسجد بھی اسی کی تعمیر کروائی ہوئی ہے۔ اورنگ زیب کی شاندار عہد سلطنت میں دہلی ہی اسکا پایہ تخت تھا۔ اسکے عہد میں مغلیہ سلطنت منتہائے کمال کو پہونچ گئی تھی۔ ۱۷۰۷ء سے اسمیں زوال آنا شروع ہوا۔ ۱۷۳۹ء میں نادرشاہ نے دہلی کو لوٹا اور قتل عام کیا۔

اس کے بعد دہلی افغانوں کا شکار بنگئی۔ ۱۷۷۱ء میں مرہٹوں نے مغلیہ بادشاہ کو پھر تخت پر بٹھایا۔ اور ۱۷۸۹ء میں سندھیا دہلی پر متصرف ہوکر ۱۸۰۳ء تک قابض رہا جبکہ لارڈ لیک نے دہلی میں داخل ہوکر بادشاہ کو اپنی حفاظت میں لیا۔ مئی ۱۸۵۷ء میں دہلی پر باغیوں کا تسلط ہوگیا۔ ۱۴ ستمبر کو انگریزوں نے پانچ روز کی سخت لڑائی کے بعد جبکہ دہلی کے کوچہ و بازار میں خون کی ندی نالے بہ رہے تھے۔ دہلی کو از سر نو فتح کیا۔

دہلی کے گرد شہر پناہ بنی ہوئی ہے جو پانچ میل گھیر میں ہے۔ دہلی کے گیارہ دروازے ہیں۔ جن میں سے بڑے بڑے یہ ہیں۔ مشرق میں دریائے جمنا کے بالمقابل راجگھاٹ دروازہ۔ شمال میں کشمیری۔ مغرب میں کابلی و لاہوری۔ جنوب مغرب میں اجمیری اور جنوب میں دہلی دروازہ۔ بڑا بازار چاندنی چوک ہے جس کی سڑک قلعہ کے اندرونی دروازہ وکٹوریہ سے لاہوری دروازہ کو جاتی ہے۔ اسی بازار پر بہار میں دہلی انسٹیٹوٹ اور عجائب گاہ واقع ہیں۔ موخرالذکر میں بہت سی عجیب وغریب اشیاء ہیں۔ عجائب گاہ کے سامنے گھنٹہ گھر ہے اور وسط میں نارتھ بروک کا فوارہ ہے۔ فوارہ کے قریب گوہر کی مسجد ہے۔ جس کے تینوں گنبد گلٹ شدہ ہیں ۱۷۳۹ء کے قتل عام کا حکم دینے کے بعد بادشاہ اس مسجد میں داخل ہوا تھا۔ چاندنی چوک کے کنارہ پر کوئنز گارڈن ملکہ کا باغ ہے۔ جو نہایت پر فضا ہے اور ایک چھوٹا چڑیا گھر بھی رکھتا ہے۔

قلعہ ڈیڑھ میل طویل دیوار سے گھرا ہوا ہے۔ وکٹوریہ دروازہ (جو سابق میں لاہوری دروازہ کہلاتا تھا) سے داخل ہوکر مسقف راہ (جو نہایت خوبصورت ہے) طے کرنے کے بعد دیوان عام میں پہونچتے ہیں۔ جو تین طرف سے کھلا ہوا ہے اور اس کی چھت سنگ سرخ کے ستونوں پر ایستادہ ہے۔ ان ستونوں پر چونے اور گلٹ کا کام ہوا تھا

ہے - دیوار کے عقب میں سیڑھیاں ہیں - جو تخت گاہ کو جاتی ہیں تختگاہ زمین سے ایک فیٹ بلند ہے - اور اس کا سائبان سنگ مرمر کے ستونوں پر استادہ ہے تخت گاہ کے نیچے اوپر نہایت نفیس پچیکاری کی ہوئی ہے - تخت کے پیچھے ایک دروازہ ہے جہاں سے شہنشاہ اپنے خاص کمرے سے برآمد ہو کر تخت پر جلوس فرما ہوتا تھا - تخت کے پیچھے کی دیوار پر خوشنما نقش و نگار پرندوں کی حیوانوں کی تصویروں سے مزین اور قیمتی پتھروں سے مرصع ہے مگر اس گلکاری و نقاشی کا بہت سا حصہ اب تلف ہو چکا ہے -

دیوان عام کی جانب راست دیوان خاص ہے - یہ سنگ مرمر کا مختصر ہال بھاری بھاری مربع ستونوں پر قایم ہے - تمام چھت نقرئی و طلائی کام سے جگمگ جگمگ کر رہی ہے - اس کے وسط میں تخت طاؤس رکھا ہے اسے اس وجہ سے اس نام سے موسوم کیا گیا ہے کہ اس کی مرصع بجواہر پشت طاؤس سے مشابہت رکھتی ہے - ٹیورنیر جوہری جس نے اس تخت کو دیکھا تھا - اس کی قیمت چھ ملین پونڈ لگائی تھی - شمالی و جنوبی محرابوں پر یہ شعر مرقوم ہے - ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است	ہمین است و ہمین است و ہمین است

دیوان خاص کے پاس حرم سرا تھی - جسکا تھوڑا سا حصہ اب باقی رہگیا ہے اس حرم سرا کے پاس حمام ہے - جسکا فرش و گنبد سنگ مرمر کا ہے اس کے سامنے بجانب مغرب موتی مسجد ہے جو فی الواقعہ انجنیری کا الماس ہے -

قلعہ سے نکلکر سیاح کو جامع مسجد جانا چاہئے -

دہلی دروازہ سے باہر سب سے پہلے سیاح کو فیروزشاہ کی لاٹ ملتی ہے جو ایک منہدمہ چبوترے پر استادہ ہے - اسپر زبان پالی میں جو ہندوستان کی نہایت قدیمی زبان تھی ایک کتبہ لکھا ہے - جس میں قتل کی ممانعت کی گئی ہے - دہلی سے ایک میل کے فاصلہ پر پٹھانوں کا پرانا قلعہ بنا ہوا ہے جس کے گرد بلند دیواریں کھچی ہوئی ہیں - اس قلعہ اور شاہی مسجد کی عمارت نہایت شاندار ہے - قلعہ کے جنوب میں ایک میل کے فاصلہ پر ہمایوں کا سنگ سرخ کا عظیم الشان مقبرہ ہے - جس میں سنگ مرمر کا کام ہو رہا ہے - مقبرہ مذکور ایک باغ میں جس میں متعدد فوارے اور چبوترے

الدین واقع ہے اس کے متصل چونسٹھ ستونوں کا سنگ مرمر کا ہال ہے کہ سیفدر مغرب کی سمت حضرت نظام الدین اولیا کی درگاہ ہے اس کے قریب مشہور شاعر امیر خسرو کی قبر ہے پاس ہی چھ صدیوں کی قدامت کی ایک خوبصورت مسجد بنی ہوئی ہے جس میں جابجا آیات کلام اللہ کندہ ہیں۔ اور اسی درگاہ کے احاطہ میں خاندان مغلیہ کے بہت سے شہزادوں اور شہزادیوں کی قبریں ہیں۔

قطب مینار کو اجمیری دروازہ سے راستہ جاتا ہے شہر سے دو میل کے فاصلہ پر جنتر منتر (رصدگاہ) کی عمارت ہے جسے ۱۷۳۰ء میں راجہ جے سنگھ نے تعمیر کروایا تھا۔ تین میل آگے جنوب کیطرف صفدر جنگ کا مقبرہ ہے جو نواب اودھ تھے۔ یہ مقبرہ اپنے سفید براق مدور گنبد کے لئے مشہور ہے۔ دہلی سے نو میل کی مسافت پر کرخی کی مسجد ہے۔ اس سے دو میل آگے قطب مینار ہے جو دنیا کے تعمیر شدہ ستونوں میں سب سے اونچا ہے۔

قطب سے ساڑھے تین میل کے فاصلہ پر قلعہ تغلق آباد کے کھنڈر ہیں۔ فیروز شاہ کی قبر جنوبی دیوار کے باہر بنی ہوئی ہے۔ تغلق آباد بھی قابل دید مقام ہے۔ اور یہی غدر ۱۸۵۷ء کی کئی ایک یادگاریں متعلق جنرل نکلسن۔ قبرستان۔ قلعہ لڈیور دیکھنے کے لایق ہیں۔

دہلی "ای۔ بی"۔ "سی۔ آئی"۔ "آر۔ ایم"۔ "نارتھ ویسٹرن ریلوے کا جنکشن ہے ریفرشمنٹ و ویٹنگ روم علاوہ سٹیشن کے اور مسافروں کے لئے صاف وپاکیزہ آرام گاہ بھی موجود ہے۔

دہلی زمانہ قدیم میں ہستناپور کہلاتا تھا۔ کلکتہ سے براہ ای آئی ریلوے ۹۵۴ میل دور ہے۔ کرایہ ۹۴-۴۵-اور ۱۲ روپیہ ہے۔ براہ جی۔ آئی۔ پی۔ اور ای آئی ریلوے بمبئی ۵۳۲۱۲ میل کی مسافت رکھتا ہے کرایہ ساڑھے چھیانوے روپیئے اور ساٹھ گھنٹے کا راستہ ہے۔ نئی سڑک بذریعہ بی۔ بی وسی۔ آئی ریلوے براہ احمد آباد بھی نکلی ہے۔ شاہجہاں کا آباد کیا ہوا جدید شہر دریائے جمنا کے مغربی کنارے آگرہ سے ۴۴۱ میل کے فاصلہ پر بسا ہوا ہے۔ گردو نواح کا تمام ملک زمانہ قدیم کی یادگاروں اور اُن کھنڈرات سے معمور ہے۔ یہاں متعدد بلینک ولیسٹون اور

انگریزوں کے اہتمام میں قایم ہیں۔ پنجاب کے تمام شہروں سے زیادہ دخانی کارخانے مختلف حرفتوں کے جاری ہیں اور یہ تجارت کی بڑی منڈی ہے۔ ابتک دستکاری کے نفیس کام یہاں بنتے ہیں۔

دہولپور:۔ آئی۔ایم۔ریلوے پر آگرہ سے ۵۳ میل کے فاصلہ پر ایک دیسی ریاست کی راجدہانی ہے جو دریائے چنبل کے کنارے بسا ہوا ہے مہاراجے دہولپور اور پولٹیکل ایجنٹ یہیں رہتے ہیں سٹیشن پر عمدہ ویٹنگ روم موجود ہے قابل دید مقامات میں ایک مسجد ہے جو ۱۶۳۴ء میں شاہجہان نے بنوائی تھی۔ اکتوبر کے آخری نصف ماہ میں یہاں ہر سال مرادپورہ کے نام سے پندرہ روزہ میلہ ہوا کرتا ہے جس میں ہر قسم کے مال تجارت کے علاوہ بہت سے مویشیوں اور گھوڑوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔ منی آرڈر سیونگ بینک اور تار کے دفاتر یہاں قایم ہیں۔

دہولیا:۔ چالیس گاؤں سٹیشن سے دہولیا جاتے ہیں۔ جو بذریعہ تانگہ ۳۴ میل کا راستہ ہے یہ خاندیس کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ سلطان پور کے کھنڈر ۴۲ میل اور پمیالر سے ۴۱ میل کے فاصلہ پر ہیں۔

دیمن گنج:۔ ریاست بہوپال کا ایک خوبصورت سٹیشن بہوپال سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ سٹیشن پر ویٹنگ روم موجود ہے۔ منی آرڈر اور سیونگ بینک کے دفاتر بھی رکھتا ہے۔

دینا پور:۔ کلکتہ سے ۳۴۴ میل کے فاصلہ پر ضلع پٹنہ کا فوجی ہیڈ کوارٹر ہے چھاؤنی سٹیشن سے ساڑھے تین میل کی مسافت رکھتا ہے۔ یہ قصبہ دریائے گنگا کے داہنے کنارہ پر آباد ہے۔ یوروپین انفینٹری کی ایک پلٹن بنگال انفینٹری کی ایک رجمنٹ اور ایک توپخانہ یہاں مقیم ہے۔

دیوگڈھ:۔ دیوگڈھ سب ڈویژن کا ہیڈ کوارٹر اور ایسٹ انڈین ریلوے کی لائن اعظم کے مشرق میں ۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں کی خاص قابل دید عمارات شیو کے بائیس مندروں کا مجموعہ ہے جس کی جاترا کے لئے ہندوستان کے ہر حصے سے اہل ہنود آتے ہیں کہتے ہیں کہ یہاں کا پرانا مندر ہندوستان کا شیو کے بارہ

قدیمی لنگموں میں سے ایک لنگم رکھتا ہے پٹنہ سے جاتری بیدی ناتھہ جنکشن کو جاتے ہیں جہاں سے ریلوے کی ایک شاخ لاین کے ذریعہ سے بیس منٹ میں دیوگڈھ تک پہونچ جاتے ہیں۔

دیولالی :۔ ایک فوجی صحت گاہ جو بمبئی سے ۱۱۳ میل کے فاصلہ پر ہے۔ کرایہ سات۔ ساڑھے تین ۱ اور ایک روپیہ بارہ آنے۔ موسم سرد و خوشگوار رہتا ہے۔ یہاں کی آب وہوا اُن لوگوں کو خصوصیت سے مفید ہے۔ جو سینہ اور پھیپھڑے کے مراض میں مبتلا ہوں۔ انگلستان سے آنے یا جانیوالی سپاہ کے ٹھیرنے کی جگہ ہے۔ ایکہزار سپاہیوں کی رہایش کے لئے بارکیں بنی ہوئی ہیں۔ ناسک سے براہ سڑک ۴ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جہاں جانے کے لئے تانگے ملسکتے ہیں۔ دیولالی میں کوئی ڈاک بنگلہ و ہوٹل نہیں۔ البتہ ناسک میں ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے

ڈ

ڈادکروگاڈ :۔ بنگلور سے بفاصلہ ۵۱ میل ایک گاؤں ہے اس کے متصل کنارہ دریا پر انجیر کا ایک نہایت پرانا درخت ہے۔ جو ڈوڈ راسواتہا کے نام سے مشہور ہے کہتے ہیں کہ چار ہزار سال ہوئے کہ ڈوڈ ورا نے یہ درخت لگایا تھا۔ اس میں سخت ترین امراض کے شفا دینے کی طاقت خیال کیجاتی ہے۔

ڈیرہ وگڈھ :۔ سرحدیت کے قریب یہ ڈپٹی کمشنر کا ہیڈکوارٹر اور فوجی چوکی ہے جہاں کے کئی ایک باغات ہیں یہ بحری تجارت کا انتہائی مقام ہے۔ ڈیرہ وگڈہ قلعہ ڈومڈم تک ریلوے جاتی ہے۔

ڈبھوئی :۔ میاگام سے بفاصلہ ۲۰ میل اور بڑودہ سے ۱۵ میل کی مسافت پر ہزہائنس گیکوار بڑودہ کی ریلوے لائنوں کا سنٹر ہے۔ جو ڈبھوئی سے چار مختلف سمتوں کو جاتی ہیں۔ یہ ایک پرانا قصبہ ہے۔ دو میل لمبی ذوار بعۃ الاضلاع سنگی فصیل سے محدود ہے۔ اس کے وسط میں پتھر کا خوبصورت چہل ستون ہے فصیل کے اندر ایک بڑا تالاب ہے۔ جس کے چاروں طرف لہریہ دار سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ اور اس کے کناروں پر کثیر التعداد مندر ہیں فصیل ۵۲ بروج رکھتی ہے ہر ایک گوشہ پر ایک ایک بڑا برج اُن کے علاوہ ہے فصیل کے ہر ایک پہلو پر

دوہرا دروازہ بنا ہوا ہے۔ مشرقی سمت کا دروازہ جواہرات کا دروازہ کہلاتا ہے۔ اس کے متصل ایک خوبصورت مندر ہے جس کے اوپر کی منزل ہاتھی کی شکل کی سنگی ستونوں پر قایم ہے۔

در و دیوار پر پیادل و سوار جنگ آزمایان کے علاوہ۔ شیر۔ اونٹ۔ پرندوں اور سانپوں وغیرہ کی تصویریں تراشی ہوئی ہیں۔

ڈیپ:۔ آئی۔ ایم۔ ریلوے پر اٹارسی سے بفاصلہ ۴۸ میل واقع ہے سٹیشن ویٹنگ روم رکھتا ہے۔ اجین کا مشہور راجہ بھوج جس کے دور حکومت کو بارہ صدیاں گذر چکی ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس نے دیپ اور بہ کھیرا (سٹیشن دویم) کے درمیانی گڑھے کو ڈیپ سے چھ میل پرے پشتہ بندی سے جھیل سے تبدیل کر دیا۔ جس میں دریائے بیتوا کا پانی آتا ہے۔ پشتہ کے آثار اب بھی باقی ہیں۔ جس کے قریب ایک ویران مندر ہے۔

حال کی پیمایش سے اس جھیل کا رقبہ اکیسو مربع میل ظاہر ہوتا ہے۔

ڈکور:۔ انند سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر مقدس مقام ہے۔ جہاں بمبئی۔ بڑودہ اور وسط ہند سے بکثرت جاتری آتے ہیں یہ کسریا کی عظیم الشان جھیل پر جہاں تک فخر کرے بجا ہے۔ یہاں کے مندر میں کرشنا کا وہ بت رکھا ہوا ہے جو دوارکا سے لایا گیا تھا۔ مندر مذکور ایک لاکھ روپیہ کے صرف سے تیار ہوا ہے بت کا چوبی تخت سونے اور چاندی کے گرانبہا نقش و نگار سے مزین ہے۔ اس تخت کی تزئین پر مہاراجہ گیکوار بڑودہ کا ایک لاکھ پچیس ہزار روپیہ خرچ ہوا تھا۔ بڑے میلے اکتوبر (اسوج) اور نومبر (کتک) کی پوری چاند راتوں کو ہوا کرتے ہیں۔ اور پانچ سے دس ہزار تک جاتری جمع ہوتے ہیں۔ جھیل سے آگے ہر قسم کا شکار پایا جاتا ہے۔

ڈگشائی:۔ ضلع شملہ میں ایک کوہی چھاؤنی ہے جو سطح سمندر سے ۶۰۲۰ فیٹ بلند ہے۔ یہ ایک یوروپین رجمنٹ کا ہیڈ کوارٹر ہے۔

ڈلہوزی:۔ ڈلہوزی جانے کا سٹیشن پٹھان کوٹ ہے۔ ڈلہوزی ایک صحت افزا پہاڑ ہے۔ جو سطح سمندر سے سات ہزار فیٹ بلند ہے پٹھان کوٹ سے

تانگہ و ڈولی کے ذریعہ سے ڈمیرا (بفاصلہ ۳۰ میل گھوڑے پر چار منزلوں میں سفر کرنا پڑتا ہے۔ پھر ۲۱ میل قدرت کی دلفریبیوں اور نیرنگیوں کا نظارہ کرتے ہوئے چنبہ پہونچتے ہیں۔ جو ایک دیسی ریاست کی راجدہانی ہے۔ اور اس کے نشیبی وادی میں ڈلہوزی آباد ہے۔

ڈمبولا:۔ (سیلون) متاب سٹیشن سے ۹ ۲ میل گاڑی کا راستہ ہے یہاں ایک چٹان پر ایک بہت بڑے قدوقامت کا مندر بنا ہوا ہے۔ مندر مذکور تک پہنچنے میں ڈہائی گھنٹے لگتے ہیں۔

ڈمراؤں:۔ کلکتہ سے ۱۰۴ میل کے فاصلہ پر ہز ہائینس مہاراجہ ڈمراؤں کا دارالحکومت ہے جو اجین کے پرانے حکمراں بکرماجیت کی اولاد سے ہیں۔ غدر کے زمانہ میں مہاراج نے انگریزوں کا ساتھ دیا۔ یہ خالص دیسی قصبہ ہے اور سوائے اس کے کہ یہ ایک دیسی ریاست کا صدر ہے اور کسی قسم کی دلچسپی نہیں رکھتا۔

ڈنڈی گل:۔ ایس۔ آئی۔ ریلوے پر مدراس سے بفاصلہ ۰۶ ۳ میل بسا ہوا ہے۔ کرایہ ۱۹- ۹ ٭- اور ۳ روپیہ ہے تمباکو اور سگار کے کارخانوں کے لئے مشہور ہے۔ یہ سطح سمندر سے ۹۰۰ فیٹ بلند ہے۔ اسکا قلعہ ۲۸۰ فیٹ بلند پہاڑ پر بنا ہوا ہے۔ سٹیشن پر ریفرشمینٹ روم موجود ہے۔ اور شہر میں منی آرڈر۔ سیونگ بینک۔ اور تار گھر کے دفاتر قایم ہیں۔

ڈوانگیری:۔ ریاست میسور کے ڈویزن ناگر میں میسور سٹیٹ ریلوے پر میسور سے بفاصلہ ۲۰۷ - اور ۴ میل دُرگ سے ۴۰ میل کی مسافت پر واقع ہے۔ ایک بڑا تجارتی شہر ہے۔ اور اس میں روئی دبانے کا بھی ایک کارخانہ ہے۔ ڈوانگیر اونی کمبلوں کی ساخت کے لئے مشہور ہے۔ منی ارڈر۔ سیونگ بینک اور تار کے دفاتر یہاں قایم ہیں۔

ڈھاکہ:۔ آبادی ۸۴ ہزار۔ کسی زمانہ میں بنگال کا پایہ تخت تھا۔ دریائے برل گنگا اس کو ملحقہ ممالک سے جدا کرتا ہے۔ جون سے اکتوبر تک اس دریا میں جہازرانی نہ صرف مشکل بلکہ خطرناک ہے۔ یہاں بڑی بڑی وسیع و رفیع عمارتیں

ہیں۔ بالخصوص نواب کا محل قابل دید ہے۔ لال باغ سے جو سڑک رولڈگی کریک کو جاتی ہے وہ دو میل لمبی ہے۔ دوسری سڑک چھاؤنی تک ہے۔ یہاں ایک عالی شان مقبرہ چالیس فیٹ بلند ہے۔ سونے چاندی کا کام نہایت خوشنما بنتا ہے ڈھاکہ کی ململ جو شبنم کہلاتی ہے اپنی باریکی اور لفاست کے لئے مشہور ہے۔ اسے "آب رواں" بھی کہتے ہیں۔ اس ململ کا پورا تھان ایک انگوٹھی کے حلقہ میں سے گذر سکتا ہے۔ کلکتہ سے (براہ بنگال) ڈھاکہ جانیوالے پہلے گوالینڈو جاتے ہیں۔ جو ۱۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ پھر بذریعہ سٹیمر نراین گنج (۱۰۱ میل) یہاں سے دس میل ریل پر سفر کر کے ڈھاکہ پہونچتے ہیں۔ ڈھاکہ میں ڈاک بنگلہ۔ قلعہ۔ گھوڑ دوڑ کا میدان اور دیگر کئی ایک دلچسپ مقامات ہیں۔

سور۔ اور چیتے کے شکار کے علاوہ یہاں مچھلیاں بھی افراط سے ہیں۔ ڈھاکہ میں صاحب کمشنر قسمت رہتے ہیں۔ اور یہ بنگال میں پانچویں درجہ کا شہر ہے زمانہ سابق میں یہ دریا جس کے ساحل پر ڈھاکہ آباد ہے گنگا کی خاص بڑی دھار تھی۔ جیسا کہ اب بھی اس دریا کے نام سے اس بات پر روشنی پڑ سکتی ہے۔ ڈھاکہ تقریباً چار میل تک لب دریا آباد ہے۔ شبنم یا آب رواں (ڈھاکہ ململ) کی ساخت گو زمانہ سابق کی طرح عروج پر نہیں۔ مگر اب بھی اس کا نمونہ ڈھاکہ کے بازاروں میں مل سکتا ہے۔

ڈھولیا:۔ یہ ریلوے جنکشن ہے۔ پالیٹانہ کے مسافر وادھوان سے اسی جنکشن کو جاتے ہیں۔ ڈھولا کی پہاڑیوں میں ہندوستان کے جین مندر ہیں۔

ڈیرہ دون:۔ یہ ایک دلچسپ و پر فضا کوہستانی مقام ہے جو انیس ہزار کی آبادی رکھتا ہے۔ اور مسوری کے راستہ میں واقع ہے۔ ڈیرہ دون سطح سمندر سے ۲۰۰۰ فیٹ بلند ہے۔ یہاں کا مندر دیکھنے کے لایق ہے۔ چھاؤنی کے علاوہ کئی ایک نفیس باغات بھی ہیں ڈیرہ کی آب وہوا نہایت معتدل ہے یہاں سے راجپور (جو تین ہزار فیٹ بلند ہے) چھ میل کی مسافت رکھتا ہے راجپور کے آگے مسوری واقع ہے۔

ڈیرہ دون سطح سے دو ہزار تین سو فیٹ بلند ہے۔ ضلع اور محکمہ پیمایش کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ شکار بکثرت ملتا ہے۔ اور دریا و تالاب مچھلیوں سے معمور ہیں۔

بوجہ اعتدال ہوا سخت گرمی یا بشدت سردی سے یہاں کے لوگ ناواقف ہیں۔
دہرہ دون سہارنپور سے ۴۲ میل کے فاصلہ پر ہے اور مسافت مذکور تانگے کے
ذریعہ سے طے کیجاتی ہے۔

ڈیسا:۔ بی۔بی۔ وسی۔آئی۔ ریلوے کے ذریعہ سے احمد آباد (۳۱۰ میل
از بمبئی) جاتے ہیں وہاں سے راجپوتانہ سٹیٹ ریلوے پر ۸۳ میل سفر کرکے
پالنپور۔ حال میں پالن پور سے ڈیسا تک بھی ریل جاری ہوگئی ہے۔ ڈیسا آس پاس
کے ممالک کے لئے تجارت کی منڈی ہے۔ سدھپور سے کسی قدر فاصلہ پر پٹن
کا بڑا قصبہ ہے۔ جس کے گرد فصیل بنی ہوئی ہے اور جو زمانہ سابق میں ایک
زبردست سلطنت کا دارالحکومت تھا۔

ر

راجکوٹ:۔ بذریعہ بی۔بی۔وسی۔آئی۔ ریلوے وادھوان کو جاتے ہیں
وہاں سے موروی ریلوے کے توسط سے براہ دنگانر۔ راجکوٹ پہونچتے ہیں۔
صوبہ کاٹھیاوار کی پولٹیکل ایجنسی کا یہ ہیڈ کوارٹر ہے وادھوان سے راجکوٹ
کی سڑک پر یہ مقامات سولی۔ دہولیہ۔ چھوتیلیہ۔ اور بونبور میں ڈاک بنگلے موجود
ہیں۔ اور کوارڈا میں ایک دہرم سالہ ہے۔ جس میں یوروپین مسافروں کے
ٹھیرنے کے لئے بھی کمرے مخصوص ہیں۔ راجکوٹ سے گونڈل تک (۲۴ میل) سڑک
جاتی ہے۔ اس سے آگے جیت پور ریلوے سٹیشن تک بھی ۲۲ میل سڑک بنی ہوئی
ہے جسپر وہ لوگ جو بھاؤنگر یا کاٹھیاوار کے دیگر جنوبی مقامات کو جانا چاہتے ہیں۔ سفر
کرتے ہیں۔

راج نندگاؤں:۔ بنگال ناگپور ریلوے پر ناگپور سے بفاصلہ ۱۴۶
میل واقع ہے یہ ایک دیسی ریاست کا دارالحکومت ہے اس کی حکمرانہ راجہ بلرینداس
سی۔ایس۔آئی۔ کی بیوہ رانی کریدی بائی ہیں۔ یہاں سے چاول وغلہ بکثرت
بیرونجات کو بھیجا جاتا ہے۔ شہر سے تین میل کے فاصلہ پر آبپاشی کا کارخانہ ہے
ریلوے لاین کے عبور کرنے کے لئے ایک پل بھی بنا ہوا ہے۔ یہاں کے باشندوں کا

ہیں زیادہ تر مارواڑی - کچھی - اور چھتیس گڑھی آدمی ہیں - سٹیشن کے متصل ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے -

رانی پور سڑک :- سٹیشن سے یہ قصبہ دو میل کی مسافت رکھتا ہے اور ساکنائی ندی کے بائیں کنارے پر آباد ہے - یہاں ایک خوبصورت مندر بنا ہوا ہے - سیاہ مرغابیاں اور دیگر شکاری جانور کثرت سے پائے جاتے ہیں - رانی پور سڑک مانک پور سے ۱۴۰ میل کے فاصلہ پر ہے -

رانی بینور :- ہری ہار سے بفاصلہ پندرہ میل - ایس - ایم - ریلوے پر واقع ہے - یہ ضلع دہروار کا سب ڈویژن اور آباد قصبہ ہے - یہاں کے ریشمی اور سوتی کپڑے مشہور ہیں - خام روئی کی تجارت بھی بکثرت ہوتی ہے - ڈاکخانہ - ڈاک بنگلہ اور مدارس یہاں قایم ہیں -

رانی کھیت :- نینی تال سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر ایک رفیع کوہی فوجی چھاؤنی ہے جو سطح سمندر سے چھ ہزار فیٹ بلند ہے - یہاں ایک برٹش رجمنٹ رہتی ہے - آبادی ساڑھے چھ ہزار - کاٹھ گدام سے پالکی کے ذریعہ سے براہ نینی تال یا بھیم تال - رانی کھیت پہونچتے ہیں - نصف راستہ پر اور رانی کھیت میں ایک ایک ڈاک بنگلہ ہے - راستہ میں اور خاص رانی کھیت میں پہاڑوں کی برف پوش چوٹیاں نظر آتی ہیں - نینی تال سے رانی کھیت و المورہ تک سفر کرنے کے لئے یابو کرایہ پر مل جاتے ہیں -

رانی گنج :- کلکتہ سے ۱۲۱ میل کے فاصلہ پر ای - آئی - ریلوے کا سٹیشن ہے کرایہ ساڑھے گیارہ - اور چھ روپیہ ہے - یہاں بہت سے یورو پین رہتے ہیں - جو زیادہ تر انجینیر اور ریلوے کی کانہائے کوئلہ میں ملازم ہیں ان کانوں پر پانچ ہزار زن و مرد نوکر ہیں - چھ لاکھ ٹن کوئلہ سالانہ نکلتا ہے جو دس روپیہ فی ٹن قیمت پر کلکتہ میں بکتا ہے - یہاں ایک ہوٹل ہے - آبادی ۱۳۷۷۲ -

راولپنڈی :- یہ ایک بڑا شہر ہے جو ریلوے سٹیشن چھاؤنی - میونسپلٹی تحصیل - ضلع اور کمشنری کی عدالتیں اور محکمہ جات رکھتا ہے - یہ ندی کے شمال کنارے پر واقع ہے ندی مذکور جو شہر کو چھاؤنی سے جدا کرتی ہے ایک کیچڑ آمیز اور سست رفتار نہر ہے - خاص شہر کی آبادی ۵۵۷۹۵ متنفسوں کی ہے - جس میں

جس میں زیادہ تر مسلمان ہیں۔ راولپنڈی کو اب اختصاراً پنڈی کہتے ہیں چنداخان گھکڑ نے فتحپور بواڑی (جو چودھویں صدی میں مغلوں کے حملہ کے بعد اجڑ گیا) کو ازسرنو آباد کرکے اس کا راولپنڈی نام رکھا۔ نیا شہر حال کا بنا ہوا ہے اور سات ہزار گھروں اور بہت سے بازاروں پر مشتمل ہے جن میں زیادہ تر مہاجنوں اور بزازوں کی دکانیں ہیں۔ یہاں کوئی قابل دید جگہہ نہیں۔ پرانا شہر شمال مشرقی گوشہ میں آباد ہے۔ جہاں کے بازار تنگ اور پیچیدہ ہیں۔ لیکن دیگر بازار اور سڑکیں وسیع و فراخ باقاعدہ خوشنما اور حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق ہیں۔ جن کے کنارے پر درخت نصب کئے گئے ہیں چھاؤنی ایک پرانے ہندو شہر کے موقعہ پر بنی ہوئی ہے۔ میونسپل باغ کے علاوہ ایک پارک بھی ہے۔ یہاں کے یوروپین ساکنین صبح و شام اس پارک میں ہوا خوری کے لئے آتے ہیں۔ چھاؤنی کے بڑے بازار میں پارسیوں کی اچھی اچھی دکانیں ہیں۔ بازار کے سرے پر بریگیڈئر جنرل ماسی کی یادگار میں ایک عمدہ محراب بنی ہوئی ہے۔ سردار سجان سنگھ نے بھی ایک خوبصورت مارکٹ دو لاکھ روپیئے کے صرف سے بریگیڈیر موصوف کے نام نیک کو قایم کرنے کے لئے تعمیر کروایا ہے۔ بارکوں اور گرجا میں گاس کی روشنی ہوتی ہے۔ قلعہ جو سلحہ خانہ کے کام آتا ہے باہر سے خوشنما ہے اور اس کے ہر ایک گوشہ پر برج بنا ہوا ہے جنپر بہاری بہاری توپیں چڑھی ہوئی ہیں پنجاب اور کشمیر کی تجارت کا زیادہ تر حصہ راولپنڈی سے گذرتا ہے (سوسی ایک قسم کا موٹا کپڑا) جوتیاں۔ کمبل۔ کنگھیاں۔ نواڑ۔ اور صابون یہاں کا مشہور ہے تیل بھی نکلا جاتا ہے۔

راولپنڈی کی آبادی گھکڑ۔ بھٹی۔ رواں۔ کشمیری۔ کھتری۔ اور برہمن اقوام سے مرکب ہے۔ راولپنڈی کی تجارت موخرالذکر دونوں اقوام کے ہاتھوں میں ہے۔ راولپنڈی کا سٹیشن کوہاٹ شاخ کا جنگشن ہے۔ راولپنڈی سے مری صحت گاہ ۳۸ میل تانگے کا راستہ ہے۔ جنرل کننگھم چھاؤنی کے کھنڈرات کو قدیم شہر غازی پور کی یادگار بتاتے ہیں جو عیسوی صدی سے پہلے بھٹی قوم کا دارالسلطنت تھا۔ یونانی اور دیگر قدیم زمانہ کے سکے اور ٹوٹی اینٹیں

یہاں دو مربع میل کی دوربین ملتی ہیں۔
چھاؤنی کی بارکوں میں اڑھائی ہزار یوروپین سپاہیوں کے رہنے کی گنجایش ہے۔ علے العموم ان میں دو یوروپین اور دو دیسی انفینٹریاں۔ دیسی سواروں کی ایک رجمنٹ اور توپخانہ کی دو باٹریاں موجود رہتی ہیں یہاں بہت سے یوروپین سوداگروں کی بھی دکانیں ہیں۔

رائے پور:۔ بنگال ناگپور ریلوے کے تمام سٹیشنوں سے یہ بڑا شہر ہے اور ناگپور سے ۱۸۸ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آبادی ۴۵ ہزار۔ کمشنر۔ جوڈیشل کمشنر۔ ڈپٹی کمشنر اور مجسٹریٹان ضلع یہاں رہتے ہیں۔ رائپور میں ایک عمدہ راجکمار کالج ہے۔ اس میں ممالک متوسط کے دیسی والیان ریاست وروساء کے لڑکے تعلیم پاتے ہیں۔ کالج کے متعلق ایک باغ بھی ہے۔ رائپور کا موسم بہ ہیئت مجموعی تمام سال گرم رہتا ہے۔ اور یہاں کی آب وہوا بھی اچھی نہیں سٹیشن سے دو میل کے فاصلہ پر ڈاک بنگلہ ہے۔ گاڑیاں ہر وقت مل سکتی ہیں۔ بہرحال یہ ایک دلچسپ مقام ہے۔

رائے چور:۔ مدراس ریلوے اور جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے مابین ایک وقیع جنکشن ہے۔ یہ زمانہ سابق میں بہمنی سلطنت کا جزو تھا یہ کرشنا اور تنگا بہادرا دریاؤں کے وسط میں واقع ہے اور قلمرو ئے نظام کا جنوب مغربی حصہ ہے سٹیشن پر یوروپین اور دیسی مسافروں کیواسطے ریفرشمینٹ روم موجود ہے۔ پندرہویں اور سولہویں صدی میں دکن کے مسلمان اور ہندو والیان ملک کے مابین رائچور بطور ایک بہت بڑے میدان کارزار کے رہا ہے۔ پرانا قلعہ جو بارہا مفتوح ہوچکا ہے دیکھنے کے قابل ہے۔ قلعہ کو مورچہ بندی اور دیواروں کے دو سلسلوں سے جو سطح میدان سے ۲۹۰ فیٹ کی بلندی پر بنتے ہیں۔ استحکام دیا گیا ہے۔ اندرونی دیوار راجہ تھتالا نے بنوائی تھی جس کی تصدیق سنسکرت کے کتبہ سے ہوتی ہے جو اس دیوار پر مرقوم ہے۔ اس تحریر کی تاریخ ۲۸ نومبر ۱۲۹۴ء کے مطابق ہے۔ کتبہ مذکور دروازہ داخلہ کے متصل مغربی دیوار پر ساڑھے اکتالیس فیٹ طویل پتھر پر کندہ ہے جو دور سے بخوبی نظر آتی ہے سنہ ۱۹۰۱ء میں رائچور کی آبادی ۲۲۱۶۵ تھی

تھی۔ یہ قصبہ مٹی کے چمکدار ظروف اور سلیپروں کی ساخت کے لئے مشہور ہے۔

رائے گڈھ:۔ہندوستان کے مہذب و شایستہ ریاستوں میں سے ایک یہی ہے جس کے فرمانروا راجہ بھوپ دیو سنگھ ہیں جو انگریزی زبان میں بے تکلفی سے گفتگو کرسکتے ہیں۔ دھان وغیرہ کے محصول سے انکو معقول آمدنی ہوتی ہے۔ رائگڈھ کھوسہ کپڑے اور چاولوں کے لئے مشہور ہے کھوسہ کتان سے بنا جاتا ہے۔ اگر اسے اچھی طرح دھویا جاسے تو ریشمی کپڑے کی طرح چمکتا ہے۔ یہ کپڑا ممالک متوسط یا لکھنؤ رائے پور اور بلاسپور میں بہت استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں بہت سے تالاب موجود ہیں دور کے پہاڑوں اور برساتی سبزہ زاروں کے سوا یہاں کوئی چیز دیکھنے کے قابل نہیں۔ ڈاک بنگلہ یا ہوٹل موجود نہیں۔ انتظام رہایش پہلے ہی سے راجہ صاحب سے بذریعہ خط وکتابت کر لینا چاہئے۔

راہن ورگ۔ یہ مقام درگ کے نام سے مشہور ہے اور ہلدری سے ۴۷ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ شکار یہاں کثرت سے ہے۔ فوج ہلدری کا یہ گرمائی صحت گاہ ہے۔

رائے ونڈ:۔ لاہور سے ۲۱ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں اور ریلوے جنکشن سٹیشن ہے یہاں ایک ڈاکخانہ بھی کھلا ہوا ہے۔

رتلام:۔(۱) بی۔ بی۔ و سی۔ آئی ریلوے کے ذریعہ سے براہ انند گودھرہ ۳۵۴ میل دور ہے۔ کرایہ ۲۹۔ اور ساڑھے چودہ روپئے ہے (۲) براہ کھنڈوہ۔ و آر۔ ایم ریلوے ۱۹۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔ کرایہ ۳۵۔ اور سترہ روپیہ۔ ڈاک بنگلہ کے علاوہ دیگر مکانات بھی یوروپین سیاحوں کے قیام کے لئے موجود ہیں۔ مہاراجہ رتلام ایک خوبصورت مگر قدیم نمونہ کے محل میں رہتے ہیں۔ جو محل اور سکرٹریٹ دونوں کا کام دیتا ہے رتلام کے قریب ایک چھوٹا سا آبشار اور جھیل ہے۔

رتن پور:۔ بلاسپور سے ۱۵ میل جھکڑے کے راستہ پر واقع ہے پہاڑ پر ایک خوبصورت بندر بنا ہوا ہے۔ سابق میں یہ بڑا شہر اور دوراجاؤں کا دارالحکومت تھا۔ یہاں صدہا تالاب موجود ہیں۔ جو اس کی گذشتہ آبادی کو یاد دلاتے ہیں۔

روڑا:۔ آئی ایم ریلوے کی شاخ نانک پور پر جہانسی سے بفاصلہ ۴۹ میل واقع ہے یہاں کے جنگلات میں شکار افراط سے ہے چیتل بھی پایا جاتا ہے چونکہ جنگلات محفوظ ہیں۔ اس لئے افسر جنگلات سے شکار کی اجازت لینی لازمی ہے۔

رڑکی:۔ او۔ آر ریلوے پر سہارنپور سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ڈاک بنگلہ اور پبلک ورکس ورکشاپ یہاں موجود ہے آبادی گیارہ ہزار۔

روضہ:۔ قلمروے نظام کا ایک قصبہ جس کے گرد دیوار کھنچی ہوئی ہے یہ اورنگ آباد سے ۱۶ غار ہائے ایلورہ سے دو میل اور چالیس گاؤں سے ۴۴ میل کے فاصلہ پر ہے جنگلی مرغابیاں اور چھوٹا شکار کثرت سے ہے تمام غاروں کو ایک دن میں دیکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ صبح کو گھاٹ کے نیچے اُتر جائیں اور غار کیلاس کو دن بھر کے لئے قیام گاہ بنائیں۔ ۷ فروری کو روضہ شاہ عالمگیر پر عرس ہوا کرتا ہے۔ جس میں ہزاروں آدمی شامل ہوتے ہیں۔ کھلو ۱۴ میل تانگہ کی مسافت پر ہے میل ایجنٹ سے تانگے ۲۴ روپیہ فی نفر کرایہ پر ملسکتے ہیں۔ دیگر اقسام کی گاڑیاں نند گاؤں میں میسر آسکتی ہیں۔ روضہ عالمگیر اور دیگر بزرگوں کی درگاہیں دیکھنے کے قابل ہیں۔ پتھر کی زنجیر ایک قبر سے لپٹی ہوئی ہے۔ روضہ کی آب وہوا معتدل اور تازگی بخش ہے۔

رنگون:۔ برہما کا دارالحکومت اور لوکل گورمنٹ کے رہنے کا مقام ہے کلکتہ سے بذریعہ بی۔ آئی۔ ایس۔ این۔ سٹیمر کے ۷۲ گھنٹوں کا راستہ ہے اور ۶۵ ۴۰ اور دس روپیے کرایہ لگتا ہے۔ کلکتہ سے سٹیمر ہفتہ میں تین مرتبہ رنگون جاتا ہے۔ رنگون میں ایسی ہی رونق دار چہل پہل ہے جیسا کہ ہندوستان کے کسی صوبہ کے صدر مقام میں نفیس عمارات سیدھی سڑکیں ٹریوے۔ گاڑیاں غرضکہ تفریح وآرام کے تمام سامان موجود ہیں۔ اکثر مکانات لکڑی کے ہیں کثیر التعداد مندروں میں سے سنہری مندر سب سے بڑا ہے۔ اس کے دیکھنے کے لئے تیسرے پہر کا وقت زیادہ موزوں ہے۔ اس عظیم الشان مندر کے احاطہ میں صدہا اور بھی چھوٹے چھوٹے مندر ہیں۔ جو اپنی نفاست اور صنعت کیوجہ سے مشہور ہیں جھیلوں کے کنارے شام کی ہوا خوری نہایت لطف انگیز ہے۔

چاندرات کو اسکا حسن دوبالا ہو جاتا ہے - آرہ کشی کا دخانی کارخانہ بھی دیکھنے کے لایق ہے - یہاں ہاتھی بڑے بڑے شہتیروں کو اٹھاکر ایک جگہہ انبار لگاتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں - رنگون کی آبادی دولاکھ ہے رنگون کے خاص دلچسپ مقامات اس کے منادر ہیں بازاروں میں دیسی عورتیں سوداسلف بیچتی ہیں - دھان سے چاول نکالنے - آرہ کشی اور کشید تیل کے کارخانہ - سرکاری عمارات - چھاؤنی - جھیلیں - اور سیریئم کے کھنڈرات سیاح کی توجہ کو دلچسپی سے اپنی طرف کھینچتے ہیں رنگون بلحاظ تجارت کلکتہ اور بمبئی کے سوا ہندوستان کے تمام شہروں سے بڑھا ہوا ہے یہاں کی خاص اشیاے تجارت - چاول - نمک - ظروف گلی - چٹائیاں ریشمی وسوتی کپڑے اور شہتیر ہیں - آب وہوا بالعموم گرم ہے - دسمبر اور جنوری میں خنکی رہتی ہے - ماہ مئی میں برسات شروع ہوکر نومبر میں ختم ہوتی ہے - اس لئے بجلی گرنے - اور طوفان آنے کے اکثر حادثات وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں

روہڑی :- ضلع شکارپور کا ایک سب ڈویژن ہے - اس کا ہیڈکوارٹر میرپور مین ہے روہڑی سٹیشن سکھر سے بفاصلہ تین میل دریاے سندھ پر چونے کے پتھر کی چٹان پر واقع ہے آبادی ۱۱ ہزار - کہتے ہیں ۱۲۹۷ء میں سید رکن الدین شاہ نے روہڑی کو بسایا تہا - اسسٹنٹ کلکٹر اور سب جج کی عدالتوں کے علاوہ میونسپل آفس - شفاخانہ - پولیس چوکی - آرام گاہ - گورنمنٹ سکول - اور ڈاکخانہ یہاں موجود ہے -

ریاپورم :- مدراس ریلوے کا ابتدا میں یہ آخری سٹیشن تہا - مدراس ریلوے کے عام دفاتر یہاں قایم ہیں - بحری تجارت کے دفاتر بھی اس کے متصل موجود ہیں ریاپورم ایک ڈاک بنگلہ رکھتا ہے -

ریلوے لائینیں :- ہندوستان کی بڑی بڑی ریلوے لائنیں یہ ہیں - نارتھ ویسٹ بمبئی - بڑودہ - جی - آئی - پی - ایسٹ انڈین - اودہ - روہیلکھنڈ انڈین مڈلینڈ - مدراس سٹیٹ - اور بنگال ناگپور ریلوے -

چھوٹی ریلوے لائنوں اور شاخوں کی فہرست یہ ہے :- دہلی انبالہ کالکا ریلوے سندھ پشین ریلوے - راجپوتانہ مالوہ ریلوے - احمد آباد پرانتیج ریلوے - گودھرہ

رتلام ریلوے۔ بھاؤنگر گونڈل ریلوے۔ پوربندر۔ موروی۔ نگدا۔ متھرا۔ انگلیشور نادود۔ گیکوار ڈبھوئی۔ جودھپور سٹیٹ۔ گنجز گودھرا۔ ہلکر سٹیٹ۔ سیندھیا نیمچ۔ تاپتی ویلی۔ دھنڈ نمار۔ گوداوری ویلی۔ سودرن مرہٹہ۔ ایسٹ دکن۔ میسور سٹیٹ۔ مہسانہ ریلوے۔ پنچ پندرا۔ دہاردہا۔ بنگال آسام۔ پٹنہ۔ گیا۔ بنگال نارتھ ویسٹرن ریلوے روہیلکھنڈ کمایوں ریلوے۔ بھوپال اٹارسی ریلوے۔ بنیر وادہ توسیع۔ نظام سٹیٹ ریلوے۔ سودرن انڈین۔ میاوڑام سٹریٹ۔ حیدرآباد امرکوٹ (حیدرآباد سندھ) ایسٹرن بنگال۔ بنگال سنٹرل ریلوے۔ نال ہٹی۔ چہیر الکینی گنج (شیلانگ۔) جورہٹ (شیلانگ) برہما سٹیٹ ریلوے۔ ایسٹ کوسٹ ریلوے۔ دارجیلنگ ہمالیہ ڈبھر وساویہ (آسام ریلوے) کھم گاؤں سٹیٹ۔ امراؤتی۔ پٹیٹڈ۔ کولہاپور ریلوے راجپور بہنڈرا۔ جموں وسٹ آف انڈیا۔ برٹگیر ریلوے کمپنی۔ مارمور گاؤ سیانڈیچری لاین مندرجہ ذیل لائنیں ساڑھے پانچ فیٹ کے پیمانہ پر ہیں:۔

بمبئی بڑودہ۔ جی۔ آئی۔ پی۔ نارتھ ویسٹ۔ مدراس سٹیٹ۔ نظام سٹیٹ۔ بنگال ناگپور۔ ایسٹ انڈیا۔ انڈین مڈلینڈ۔ اودہ۔ سیندھیا۔ ڈھنڈ ومنمار۔ اودھ وروہیلکھنڈ۔ انبالہ کالکا۔ تاپتی ویلی۔ ہلکر سٹیٹ۔

ساڑھے تین فیٹ پیمانہ کی لائنیں:۔ راجپوتانہ مالوہ۔ سودرن مرہٹہ۔ اور بھاؤنگر۔

اڑھائی فیٹ پیمانہ کی لائنیں:۔ انگلیشور۔ نند واد۔ گیکوار ڈبھوئی۔

دو فیٹ پیمانہ کی لائنیں:۔ دارجیلنگ ہمالیہ۔ اور جورہٹ۔ ہندوستان میں بیس ہزار میل ریلوے لائن بچھی ہے۔

رینی گنٹا:۔ مدراس سے ۸۴ میل کے فاصلہ پر مدراس ریلوے کا جنگشن ہے۔ یوروپین مسافروں کے لئے ریفرشمنٹ روم اور خوابگاہ سٹیشن پر موجود ہے بیرونی سٹیشن دیسیوں کے لئے بھی آرام گاہ بنی ہوئی ہے۔ چودہ میل بیل گاڑی کی مسافت پر راجہ محل ہے جسے چندر گرہی کے تلیگو راجاؤں نے بنایا تھا اسکی تعمیر کو چند صدیاں گذر چکی ہیں۔ محل مذکور سرتاپا سنگ سرخ کا ہے۔ اور اسمیں کڑی نام کو بھی استعمال نہیں لیکی۔ اس لئے یہ اپنی قسم کا عجیب محل ہے۔ اس کے

متصل رام محل ہے جو راجہ محل سے کسیقدر چھوٹا ہے۔ سوتھ انڈین ریلوے پینی گنٹا (مدراس ریلوے لائین) پر گذرتی ہے۔

س

سار:۔ کلکٹر اور جج کا ہیڈ کوارٹر ہے جھیل وغیرہ بھی موجود ہے پار کو اور شیوارائے کے باغات فتوہ کو جانے کا۔ ریلوے سٹیشن ہے۔

سارا گھاٹ:۔ جو دارجیلنگ کے راستہ میں واقع ہے۔ یہاں جانے والے مسافر ڈموکدیہ میں ٹرین سے اتر کر کشتی کے ذریعہ سے دریا کو عبور کرکے دوسرے کنارے پر پہونچتے ہیں اور یہ ہی سارا گھاٹ ہے جہاں ایک اور ٹرین انھیں دارجیلنگ جانے کے واسطے تیار ملے گی۔ سیٹمر پر غذا ہم پہونچسکتی ہے۔ سارا گھاٹ دراصل سٹیمر کا سٹیشن ہے اور پالوا سے ۲۲ میل کے فاصلہ پر ہے

ساگر:۔ آئی۔ ایم ریلوے کے ساگر بینا شاخ پر بینا سے بفاصلہ ۴۷ میل واقع ہے۔ ممالک متوسط کا ایک شہر اور چھاؤنی ہے جو بندھیاچل کے سلسلہ کوہ میں سطح سمندر سے ۱۹۴۰ فیٹ کی بلندی پر بسا ہوا ہے۔ اس کے شمال مغربی کنارے پر ایک میل چوڑی جھیل ہے جس کے نام سے یہ شہر موسوم ہے۔ یہاں مرہٹوں کا بنایا ہوا ایک اونچا قلعہ ہے۔ جہاں سے شہر اور گرد و نواح کا بخوبی نظارہ ہوسکتا ہے۔ قلعہ مذکور اب سلح خانہ کے طور پر کام میں آتا ہے۔ سول سٹیشن اور چھاؤنی علے الترتیب جھیل کے شمال و مشرق میں واقع ہیں۔ یوروپین رجمنٹ کا ایک حصہ ایک توپخانہ۔ دیسی رسالہ۔ اور پیدل دستہ یہاں ساکن ہے۔ آبادی ۴۴۶۷۴ ہے۔ یہاں ڈاک بنگلہ اور ڈاکخانہ قایم ہے۔

سانگلی:۔ بذریعہ ایس۔ ایم۔ ریلوے سانگلی روڈ سٹیشن سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ دریائے کرشنا پر ایک ریاست کا دارالحکومت ہے۔ والی ریاست قلعہ میں رہتا ہے۔ شفاخانہ کے علاوہ مدارس و مکاتب بھی قایم ہیں۔

ستارا:۔ ستارا روڈ ریلوے سٹیشن سے دس میل کی مسافت رکھتا ہے کرایہ ۵۔ اور اڑھائی روپیہ ہے۔ دریائے کرشنا اور بینا کی جائے اتصال

کے قریب واقع ہے۔ستارا سول اور فوجی دونوں قسم کی آبادی رکھتا ہے کسٹنا اور توڑنا گھاٹ کے مابین ایک ڈھلوان پہاڑ کی چوٹی پر مضبوط قلعہ بنا ہوا ہے۔ستارا کا نام سترہ (۱۷) سے نکلا ہوا ہے۔کہتے ہیں کہ یہ سترہ دیواریں بروج اور دروازے رکھتا ہے۔راجہ کے محل اور سب ڈویژنل ڈسٹرکٹ جج اور مالی عدالتوں کے سوا ہائی سکول بھی قایم ہے چونکہ یہ سطح سمندر سے ۲۳۲۰ فیٹ بلند ہے اور سمندر کی ہوا بھی آتی رہتی ہے۔اس لئے ستارا نہایت خوشگوار مقام ہے آبادی ۲۱۰۰۹۔ڈاکخانہ اور ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ستارا روڈ سٹیشن پر شہر ستارا کو جانیکے لئے تانگے بھی مل سکتے ہیں۔

سدھ پور:۔احمد آباد کے شمال میں ۶۴ میل کے فاصلہ پر مقدس دریائے سرسوتی کے کنارے پر بسا ہوا ہے۔یہاں رودرامالا کے نام سے شیو کا ایک مندر ہے۔سدھ پور ایک مشہور متبرک مقام ہے۔جہاں ہر طبقہ و ذات کے ہندو نہ صرف مندر کے درشن کرنے بلکہ دریائے سرسوتی میں نہانے کے لئے آتے ہیں ایک مذہبی درس گاہ بھی ہے۔شمال میں بفاصلہ ۵ میل پٹن کا پرانا شہر ہے کہتے ہیں کہ ۱۸۰۰ء میں یہ اٹھارہ میل کے گھیرے میں بسا ہوا تھا۔اور متعدد مندروں کے علاوہ کئی مدارس بھی جاری تھے۔اس کی تجارتی وقعت کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ محصول چنگی سے پانچہزار روپیہ روزانہ آمدنی ہوتی ہے۔اب بھی بڑے چھوٹے متعدد مندر موجود ہیں۔جو دیکھنے کے قابل ہیں۔سدھ پور کی آبادی ۴۰ ہزار ہے جسکا آٹھواں حصہ جین ہیں ان کے کتب خانہ پٹن کے عجائبات میں سے ہیں کئی ایک لائبریری کی کتابیں پتوں پر لکھی ہوئی ہیں۔

سرنگاپٹم:۔ریاست میسور کا یہ پہلے دار الحکومت تھا۔دریائے کاویری کے جزیرے میں واقع ہے جو تین میل طویل اور ایک میل عریض ہے۔یہاں کا قلعہ اس وجہ سے بہت بڑی تاریخی عظمت رکھتا ہے۔کہ ٹیپو سلطان اور انگریزوں کی باہمی لڑائیوں کا مرکز تھا۔۱۷۹۹ء میں جنرل ہیرس کے مقابلہ میں ٹیپو مارا گیا اور امن وامان قایم ہوا۔سیاحوں کے دیکھنے کے لئے یہاں متعدد دلچسپ مقامات ہیں۔قلعہ کے مشرق میں دریا پشت باغ میں ٹیپو کا گرمائی محل ہے۔اس کی

دیواریں دیسی مصوروں کی دستکاری سے مزین ہیں۔ ایک جگہ حیدر علی و ٹیپو کے مقابلہ میں جنرل بیلی کی شکست کا مرقع دکھلایا ہے سمت شرق اور آگے بڑھ کر نواح گنجام کے قریب لال باغ میں حیدر علی کا مقبرہ ہے۔ جسے ٹیپو نے تعمیر کروایا تھا۔ اس میں خود ٹیپو بھی مدفون ہے۔ اس کے آبنوسی دروازے جن میں ہاتھی دانت کا کام ہوتا ہے لارڈ ڈلہوزی نے ٹیپو کو بھیجے تھے۔ رانگا ناتھ سوامی کا مندر ٹیپو کی بنائی ہوئی جامع مسجد اور قلعہ کے اندرونی محلات دیکھنے کے قابل ہیں۔

سرینگر:۔ (دیکھو کشمیر)

سکندر آباد:۔ انگریزی فوجی چھاؤنی و ریلوے سٹیشن حیدر آباد دکن کے شمال مشرق میں چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ آبادی ۵۰ ہزار۔ سکندر آباد جو نظام سکندر جاہ کے نام سے موسوم ہے ہندوستان میں سب سے بڑی فوجی چھاؤنی ہے جس میں حیدر آباد سبسڈیئری سپاہ کے علاوہ فوج مدراس کی بھی ایک رجمنٹ رہتی ہے یہاں کے کنوؤں میں پانی افراط سے نہیں ہوتا۔ چھاؤنی کے جنوب مغرب میں ایک بڑا مصنوعی تالاب حسین ساگر نامی ہے۔ تالاب مذکور گھیر میں تیرہ میل ہے سکندر آباد کا میدان پریڈ اسقدر وسیع و فراخ ہے کہ سات آٹھ ہزار سپاہی آسانی سے اس میں نقل و حرکت کر سکتے ہیں۔ اس کی دہنی جانب پبلک روم ہیں جس کھانا کھانے کے کمروں کے علاوہ تماشہ گاہ اور کتب خانہ بھی ہے۔ پاس ہی تھیٹر ہے۔ خاص عمارات یہ ہیں:۔ عدالت گاہ۔ گرجائے سینٹ جان۔ بریگیڈ کا یتیم خانہ۔ انگریزی مدرسہ وکٹوریہ گھر۔ لائبریری۔ پڑھنے کا کمرہ۔ حیدر آباد۔ رائیٹرز رائیفلز کلب۔ فریمیسن لاج (سینٹ جان ۴۳۴) ڈاک بنگلہ وغیرہ۔ سکندر آباد کی اکثر سڑکوں پر سایہ دار درخت نصب ہیں۔ گرد و نواح کی سیر دلچسپ اور تفریح بخش ہے۔ ترمیلگھری میں انگریزی چھاؤنی ہے۔ اور بولارم جو سکندر آباد شمال میں ہے ملکی دفاتر رکھنے کے علاوہ حیدر آباد کنٹنجنٹ کا بھی جائے رہائش ہے۔

سکھر:۔ ضلع شکارپور کا ایک سب ڈویژن اور ریلوے سٹیشن ہے حکام کا ہیڈ کوارٹر دریائے سندھ پر روہڑی کے بالمقابل واقع ہے۔ شہر اور حکام کے مقام رہائش کے مابین سکھر کا قلعہ ہے اور کسیقدر جنوب کی سمت سندھ بیلہ نامی جنگل ہے

سکھر براہ دریا ملتان اور کوٹری سے پیوستہ ہے شاہ خیرالدین اور محمد معصوم کی درگاہوں (واقع چھاؤنی) کے سوا یہاں کوئی اور قابل دید مقام نہیں۔ ان درگاہوں کا گنبذ ۹۰ فیٹ بلند ہے۔ جو کئی میلوں سے دکھائی دیتا ہے۔ ڈاک بنگلہ دھرمسالہ۔ اور ڈاکخانہ یہاں موجود ہے۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے کا لوکو موٹو کارخانہ بھی قایم ہے۔ آبادی ۱۳ ہزار گرمیوں میں سخت گرمی پڑتی ہے۔ ریل کا معلق پل دیکھنے کے قابل ہے۔

سلی گوری:۔ دارجیلنگ سے ۵۱ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں اور ریلوے سٹیشن ہے جس میں ڈپٹی کلکٹر اور منصف کی عدالتیں۔ تھانہ۔ اور ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے یہ ایک مضر صحت و بخار انگیز مقام ہے۔

سلیم:۔ ۶۷ ہزار کی آبادی کا ایک شہر ہے۔ ریلوے سٹیشن جو شہر سے ۴ میل کے فاصلہ پر سورا منگا ارم میں ہے ریفرشمنٹ روم رکھتا ہے۔ کوہستان شیوارائے یا رکود کو جانے کے لئے یہ موزوں سٹیشن ہے۔ ریلوے سٹیشن سے دامن گھاٹ تک ۸ میل کا راستہ ہے اس راہ کے طے کرنے کے لئے گاڑیاں مل سکتی ہیں۔ یہاں سے یارکود اور سات میل آگے ہے کرسی کے ذریعہ سے جسے حمال اٹھاتے ہیں پہاڑی راستہ قطع کیا جاتا ہے تمام سفر میں چار گھنٹوں میں اڑہائی سے چار روپیہ تک کے خرچ میں طے ہو جاتا ہے۔ لیکن کرایہ موسم کے لحاظ سے گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ مدراس کے سنٹرل سٹیشن سے چھ بجے شام کے روانہ ہو کر صبح کے تین بجے ۴۸ منٹ پر سلیم پہونچ جاتے ہیں۔ چھوٹی حاضری کھانے کے بعد صبح کے ۳۔ چار گھنٹے میں گھاٹیوں کی چڑہائی طے ہو سکتی ہے یارکود میں ڈاک خانہ کے علاوہ متعدد ہوٹل اور بورڈنگ ہوس موجود ہیں۔

سماسٹھ:۔ بہاول پور سے ۸ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں اور ریلوے سٹیشن جہاں ایک ڈاکخانہ بھی موجود ہے۔

سنبھل پور:۔ یہ ضلع اور ڈپٹی کمشنر کے رہنے کا مقام ہے تمام سال سخت گرمی پڑتی ہے۔ بنگال ناگپور کا ایک سٹیشن ہے جو ناگپور سے ۴۱۳ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ کرایہ ۳۹۔ ۱ اور سوا سترہ روپیہ سنبل پور سے دو سڑکیں کٹک کو جاتی ہیں

ایک براہ انگول اور دوسری براہ سونبور و گنٹا پور۔ جہاں سے فی دس میل ایک ڈاک بنگلہ ہے۔ گنٹا پور سے ایک اور سڑک کہروہ کی سمت سے جاتی ہے۔ جہاں سیاہ بت خانہ دیکھنے کے قابل ہے۔ بہرام پور سڑک سے جھیل چلکا کشتی کے ذریعہ سے عبور کرکے برکول اور کھمبہ پہونچتے ہیں۔ بہرامپور کلکتہ سے کرسمس کی تعطیلات میں یورو پین اصحاب یہاں شکار کھیلنے کے لئے آتے ہیں۔ جھرسودہ سے دو گھنٹوں میں ۲۰ میل کا سفر طے کرکے سنبل پور پہونچتے ہیں۔ ٹرین کو سنبل پور میں داخل ہونے سے پہلے ایک دروازے پر جو سٹیشن سے تین میل کے فاصلہ پر ہے ٹھیر جانا پڑتا ہے یہیں مسافر آجاتے ہیں۔ کیونکہ یہ شہر کا قریب ترین راستہ ہے۔ اور ریلوے سٹیشن شہر سے بہت دور ہے۔ ریلوے سٹیشن پر ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔

سندرا کے چشمے:۔ یہ گندھک آمیز گرم چشمے ڈگورا اور کیا ڈوبخ کے تقریباً وسط میں واقع ہیں۔ امراض جلدیہ کے لئے ان چشموں میں نہانا مفید سمجھا جاتا ہے ان چشموں کا زیادہ سے زیادہ ٹمپریچر ۱۱۵ درجہ کا ہے۔

سورت:۔ بی۔ بی۔ وسی۔ آئی۔ ریلوے پر بمبئی سے ۱۶۷ میل کے فاصلہ پر دریائے تاپتی کے کنارے آباد ہے۔ خشکی کی سمت سے ساڑھے پانچ میل طویل دیوار سے محیط ہے۔ دیوار مذکور آجکل سخت مرمت طلب ہو رہی ہے بڑے بازار کے سوا جو سٹیشن سے قلعہ کو جاتا ہے دیگر بازار تنگ و پیچدار ہیں۔ ان میں سے بعض میں ۱۸۳۷ء کی خوفناک آتشزدگی کے آثار اب تک ہویدا ہیں۔ یہ آگ دو روز تک فرو نہ ہوئی تھی۔ جبکہ ۴۹ سے زائد جانیں تلف ہونے کے علاوہ ۹۳۷۳ مکانات جلکر خاکستر ہو گئے تھے۔ قلعہ اور ہسپتال یہاں کی بڑی عمارات سے ہیں۔ ۱۷۹۷ء میں سورت کی آبادی آٹھ لاکھ تھی۔ مگر جوں جوں بمبئی ترقی کرتا گیا سورت کی آبادی میں تنزل واقع ہوتا گیا۔ یہانتک کہ ۱۸۴۱ء میں بجائے آٹھ لاکھ کے اسی ہزار باشندے رہگئے۔ اس کے بعد سے اس نے ترقی کرنی شروع کی اور ۱۸۹۱ء میں سورت کی آبادی ایک لاکھ نو ہزار تک پہونچ گئی۔ یہاں کلکٹری کے دفاتر موجود ہیں۔ ۱۶۱۵ء میں سر ٹامس رو نے جسے جیمز اول شاہ انگلستان نے شاہجہاں کے دربار میں بطور سفیر کے بھیجا تھا۔ مغلیہ شاہنشاہ سے عہدنامہ کرنے

میں کامیاب ہوا جس کے بموجب انگریزوں نے سورت میں تجارتی کوٹھی بنائی۔ انکو خود اپنے مقدمات فیصل کرنے کا اختیار دیا گیا۔ انگلستان کا ہندوستان سے پہلا تعلق اسی کوٹھی کے ذریعہ سے ہوا۔ سنہ ۱۶۳۵ء میں سورت میں ۲۴۔ انگریزی تاجر اور افسر تھے۔ سال میں ایک مرتبہ آٹھ ماتحت کمپنیوں کے ایجنٹ پریذیڈنٹ کمپنی سورت کو حساب وکتاب دینے کے لئے آتے تھے۔ سنہ ۱۶۴۲ء میں اس کوٹھی کو فوجی وجوہات سے مستحکم بنایا گیا۔ سنہ ۱۶۴۶ء میں اس کمپنی کا ذخیرہ تجارت اٹھاسی ہزار پونڈ کی مالیت کا تھا۔ بیس سال بعد ڈچ کے سوا کیونکہ انکو بھی یہاں کوٹھی بنانے کی اجازت ملگئی تھی انگلستان کی تجارتی ترقی نے دیگر تمام بیرونی اقوام کے کارخانجات کو ماند کر دیا سنہ ۱۶۶۸ء میں جب بمبئی کا قطعہ ملک کمپنی کے حوالہ ہوا۔ تو تجارتی کے مرکز کے بمبئی قرار پانے سے سورت کی رونق وآبادی کو سخت نقصان پہونچا۔

سوناگیر:۔ بذریعہ آئی۔ ایم ریلوے جہانسی ۲۳ میل کے فاصلہ پہ ہے متصل ریلوے سٹیشن ایک پہاڑ پر بہت سے مقبرے ہیں جنکی زیارت کے لئے دور دور سے لوگ آتے ہیں۔ یہاں سلیپر جوتیاں بکثرت بنتی ہیں۔ سوناگیر سٹیشن وٹینگ روم رکھتا ہے۔

سہارنپور:۔ این ڈبلیو ریلوے اور اودھ روہیلکھنڈ ریلوے کا جنکشن ہے بمبئی سے ۱۰۰۱ میل کے فاصلہ پہ ہے کرایہ ۶۲۔ ۳۱۔ اور دس روپیہ ہے۔ یہ ضلع تحصیل و میونسپلٹی رکھتا ہے۔ دمولا ندی کے کناروں پر ضلع و تحصیل کی عدالتیں واقع ہیں۔ آبادی ۶۳۱۹۴ یہ شہر مرطوبی سرزمین سے آباد ہے۔ خاص بازار میں تجارت ریل پیل سے انسان کو حیرت ہوتی ہے۔ جامع مسجد دہلی کے نمونہ پہ ایک خوبصورت مسجد جو حال میں تعمیر ہوئی ہے دیکھنے کے قابل ہے۔ یہ شہر نہر جمنا کے دفاتر کا ہیڈکوارٹر ہے۔ غلہ۔ اجناس۔ کھانڈ اور دیسی کپڑے کی تجارت یہاں بہت ہوتی ہے۔ سرکاری باغ نباتات دلکش اور فراخ سڑکیں رکھتا ہے جسپر گاڑیاں بآسانی آجا سکیں۔ ہر سال موسم برسات میں زراعتی اور گھوڑوں کی نمائش ہوا کرتی ہے اور یہ دونوں نمائشیں ترقی کر رہی ہیں۔

سیبی:۔ درہ بولان کی لاین کوئٹہ کا جنکشن ہے سنہ ۱۸۸۲ء سے یہ برٹش گورنمنٹ

کے قبضہ میں ہے۔

سیتاپور:۔ روہیلکھنڈ و کمایوں ریلوے کا لکھنؤ سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر ایک سٹیشن ہے۔ شہر قلعہ سے تھوڑے فاصلہ پر چھتر کوٹ کے دور کس پہاڑ پر دریائے پیاسانی کی جانب راست کا روی سے یہ مسافت ۵ میل واقع ہے خاص بازار لب دریا ہے دریا کے پاس مندروں کی قطار چلی گئی ہے۔ جن میں سے بعض کسیقدر قدامت رکھتے ہیں۔ اُن کی وجہ سے سیتاپور ہندوستان میں مقدس مقام سمجھا جاتا ہے۔ رامچندر کی بیوی سیتا کا یہاں قدیم مندر بنا ہوا ہے جس کیوجہ سے یہ شہر سیتاپور کے نام سے موسوم ہے۔ آبادی ۱۳۰۸۰ یہاں ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔

سیتاکنڈ:۔ (گرم چشمے) دیکھو مونگیر کا حال۔

سیداپیٹ:۔ ضلع مدراس کا ایک قصبہ اور ضلع چنگلی پٹ کے کلکٹر کا ہیڈکوارٹر ہے اس کے نواح میں سڑک گوئنڈی پر سرکاری فارم (کھیت) ہے۔

سینٹ ٹامس (کوہ):۔ (واقع مدراس) سعیدہ پٹ اور کوہ سینٹ ٹامس کے مابین ریل دریائے ادیار کو عبور کرتی ہے ریلوے لاین کے جنوب مشرق میں ایک اور چھوٹا سا پہاڑ ہے جس پر رومن کیتھولک گرجا بنا ہوا ہے اور گھوڑدوڑ کا میدان ہے۔ کوہ سینٹ ٹامس سطح سمندر سے ۲۰۰ فیٹ بلند ہے۔ چوٹی کے قریب ایک ارمنین گرجا ہے۔ دامن کوہ میں چھاؤنی ہے۔ جس میں علی العموم ایک میدانی توپخانہ مقیم رہتا ہے۔ یہاں ڈاک خانہ موجود ہے۔

سیتھنی:۔ براہ بدناپور (اسٹیٹ کورٹ) کلکتہ کی سیدھی ریلوے لاین کا جنگشن ہے آبادی ۲۲۲۶۰۔ یہاں نیل کے کارخانوں کے سوا نمک کی ایجنسی بھی ہے۔

سیہور:۔ آئی۔ ایم ریلوے کا ایک قصبہ ہے جو بھوپال سے ۲۳ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ بھوپال بٹالین اور پولٹیکل ایجنسی کا ہیڈکوارٹر ہے سیہور ململ کے چھاپہ کے لئے مشہور ہے ڈنگ روم۔ ڈاک بنگلہ کے علاوہ ایک سرائے بھی ہے۔ ڈاکخانہ کھلا ہوا ہے۔

سیالکوٹ:- وزیرآباد اس کا جنکشن سٹیشن ہے۔ سیالکوٹ ایک تجارتی شہر ہے۔ اور یہاں کا کاغذ مشہور ہے شال اور دریاں بھی بنتی ہیں سیالکوٹ میں ایک عمدہ ڈاک بنگلہ موجود ہے۔

ش

شارانور:- بذریعہ مدراس ریلوے ۹۳ میل مدراس سے اور ہے کرایہ ساڑھے بائیس اور سوا گیارہ روپیہ۔ کوہین کے مسافر اس سٹیشن پر اتر کے آگے کشتیوں میں سفر کرتے ہیں۔ سٹیشن ریفرشمنٹ روم رکھتا ہے۔ تریچیرادر کوئیلان کی فوجی چھاؤنیوں کو جانیکا یہ قریب ترین ریلوے سٹیشن ہے۔ شارانور میں ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔

شکارپور:- ۱۶۱۷ء میں یہ آباد ہوا تھا۔ سندھ پر ایک تجارتی شہر ہے جو سکھر کے شمال مغرب میں ۲۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے آبادی ۴۲ ہزار۔ جس میں زیادہ تر ہندو ہیں۔

شملہ:- گورنمنٹ ہند کا گرمائی صدر مقام ہے جو سطح سمندر سے ۷ ہزار سے آٹھ ہزار تک کی بلندی پر واقع ہے۔ یہ کوہ ہمالیہ کا ایک جزو ہے صرف یہاں کا نظارہ ہی دلفریب نہیں بلکہ یہ اعلیٰ درجہ کا تابستانی صحت گاہ بھی متصور ہوتا ہے موسم گرما کے شروع ہوتے ہی حضور وائسرائے اور انکا عملہ شملہ چلا جاتا ہے۔ سرما میں شملہ ویران اور سُونا ہو جاتا ہے۔ یوروپین حکام کے مکانات ہلال کی شکل میں پہاڑ پر پانچ میل تک پھیلے ہوئے ہیں۔ جہاں سے آس پاس کا منظر نہایت تفریح بخش ہے انبالہ کا میدان۔ سپاٹو اور کسولی کے پہاڑ اس کے جنوب میں چھوڑ کر مشرق میں اور برف پوش پہاڑ شمال میں واقع ہیں۔ آبادی جو زیادہ تر اہلِ ہنود کی ہے۔ پندرہ و بیس ہزار متنفسوں کے مابین ہے۔ دہلی انبالہ کالکا ریلوے کالکا میں ختم ہو جاتی ہے۔ اس سے آگے ۷۵ میل تانگے پر سفر کرکے شملہ پہونچتے ہیں یہ سڑک وسیع و فراخ ہے۔ دفتر تانگہ کالکا (دیکھو کالکا) اور شملہ میں ہے۔ سڑک مابین شملہ و کالکا پر دہرم پور۔ ڈگشائی اور سولون میں ڈاک بنگلہ موجود ہیں، ۵ میل

تانگہ کے ذریعے سے طے کرنے میں آٹھ گھنٹے صرف ہوتے ہیں۔ سرکاری اور پبلک دفاتر بھی شملہ میں ہیں۔ اناڈیل کا وسیع میدان پہاڑ سے بارہ سو فیٹ نشیب میں واقع ہے۔ جہاں گھوڑ دوڑ ہوا کرتی ہے۔ اور کرکٹ بھی یہیں کھیلتے ہیں۔ غرضیکہ شملہ میں سیاح کو ہر سمت غیر محدود سیرگاہیں اور دلچسپ و قابل دید مقامات مل سکتے ہیں۔

لارڈ امہرسٹ پہلے گورنر جنرل ہند تھے۔ جنہوں نے ایک مختصر سے سٹاف کے ساتھ ۱۸۲۷ء میں موسم گرما شملہ میں بسر کیا تھا۔ لیکن لارڈ لارنس کے ۱۸۶۴ء سے اسے مستقل طور پر گورنمنٹ ہند کا گرمائی صدر مقام بنا لیا۔ گورنمنٹ مذکور کے دفاتر سکرٹریٹ بھی موسم مذکور میں یہاں بننے لگے۔ لارڈ رپن نے نئے وائسریگل محل کا بنیادی پتھر رکھا۔ جو لارڈ ڈفرن کے عہد میں درجہ تکمیل کو پہونچا۔ اکونٹنٹ جنرل۔ پبلک ورکس سکرٹریٹ۔ ایگزیکٹیو انجنیر۔ ڈائرکٹر جنرل ریلوے۔ لیجس لیٹو کونسل۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ سرجن جنرل۔ کمسریٹ۔ ایڈوکیٹ جنرل۔ کمانڈر انچیف کوارٹر ماسٹر جنرل۔ خبر رسانی۔ مال۔ زراعت پیمائش وغیرہ کے اعلیٰ محکمہ جات بھی موجود ہیں۔ تماشاگاہ۔ کمرہ ہائے موسیقی و رقص وغیرہ بھی بنے ہوئے ہیں۔ شملہ کی سرنگ جو ہندوستان اور تبت کی سڑک کہلاتی ہے دیکھنے کے قابل ہے مشہور دلچسپ سیرگاہ ہے۔ یونائیٹڈ سروس کلب اور نیو کلب یہاں قائم ہیں۔ اول الذکر کووننٹڈ سروس کے ممبروں اور فوجی ملازموں کے لئے مخصوص ہے۔

شیورلے (کوہ):۔ (دیکھو سلیم) سٹیشن ماسٹر سلیم کو سواری کے لئے پیشتر سے اطلاع دینی چاہیئے۔ تاکہ وہ ریلوے سٹیشن سے دامن کوہ تک ۲ میل کی مسافت طے کرنے کے لئے گاڑیوں کا انتظام کر رکھے۔ دامن کوہ سے پانچ میل چڑہائی کا راستہ طے کرکے پر کوہ پہونچتے ہیں۔ اس چڑہائی کے لئے سواری کا بھی ریلوے سٹیشن پر ہی انتظام کرانا چاہیئے۔ دامن کوہ میں مسافروں کے ٹھیرنے کے لئے ڈاک بنگلہ بنا ہوا ہے لیکن یہاں غذا نہیں ملسکتی۔ اس لئے کھانا اپنے ہمراہ لانا لازم ہے۔ یرکود گو ایک چھوٹا سا سٹیشن ہے مگر اس میں ایک ہوٹل اور دو بورڈنگ ہوس مسافروں کے لئے بنے ہوئے ہیں۔ یہ سطح سمندر سے

۴۳۰۰ فیٹ بلند ہے۔ اور سرد و خوشگوار آب و ہوا رکھتا ہے۔ لنگاپور میں جو چار ہزار فیٹ سطح سمندر سے بلند ہے۔ قہوہ کے بہت سے باغات ہیں۔

ص

صاحب گنج :۔ یہ قصبہ دریائے گنگا کے داہنے کنارے پر آباد ہے اور ۲۹۲۱۱ متنفسوں کی آبادی رکھتا ہے۔ یہ بنگال ناگپور ریلوے کے آسام بہار سیکشن (حصہ) سے بذریعہ دخانی کشتی کے پیوستہ ہے صاحب گنج کے مغرب کے مسافروں کے لئے دارجیلنگ جانیکا مندرجہ بالا راستہ سب سے قریب ترین ہے ڈاک بنگلہ سٹیشن کے قریب ہے۔ اور دیسیوں کے قیام کے لئے دریا کے کنارے پر ایک دھرمسالہ بنی ہوئی ہے۔ صاحب گنج سبائی گھاس کی بہت بڑی منڈی ہے۔ جو اس گھاس کو سکھا کر اور دبا کر کاغذسازی کے کارخانوں میں بھیجا جاتا ہے۔ صاحب گنج سے سات میل کے فاصلہ پر برلب دریا پرانے قلعہ تو لیا گڈھ (یا گاڑی) کے کھنڈرات ہیں یہ قلعہ زمانہ سابق میں بنگال کی کنجی متصور ہوتا تھا۔

ع

علیگڈھ :۔ ای۔ آئی ریلوے کا جنکشن۔ الہ آباد سے ۳۱۲۔ اور بمبئی سے ۴۰۹ میل کے فاصلہ پر واقع ہے موخرالذکر مقام سے ۵۳ گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ علے الترتیب ۵۸ - ۲۹ - اور گیارہ روپئے ہے۔ چندوسی جانیوالے مسافر یہاں گاڑی بدلتے ہیں۔ الہ آباد ۱۳ گھنٹے کا رستہ ہے۔ ریفرشمنٹ اور ویٹنگ روم کے علاوہ علیگڈھ سٹیشن پر ڈاک بنگلہ بھی ہے۔ "ای۔ آئی" "آئی۔ ایم" "بی۔ بی" اور سی۔ آئی۔ ریلوں کے جنکشن ٹنڈلہ۔ اور آگرہ برینچ سے علیگڈھ ۹۴ میل کی مسافت رکھتا ہے۔ یہ ممالک مغربی وشمالی کا ایک ضلع ہے۔ قلعہ اور سول سٹیشن عظیم الشان اور خوبصورت شہر کوئل کے متصل واقع ہے۔ وسط شہر میں پرانے قلعہ روڈ کی مرتفع سطح ہے جہاں اب ثابت خاں کی مسجد بنی ہوئی ہے۔ ۴ ستمبر کو یہ قلعہ انگریزوں نے سخت جنگ وجدل کے بعد فتح کیا تھا۔ سرکاری عمارت عدالتوں۔

محمڈن اینگلو اورنٹیل کالج - اینگلو ورنیکولر سکول ۔ جیل ۔ گرجا ۔ اور شفا خانہ کے سوا ریلوے تار آفس بھی ہے یہاں کی خاص تجارتی چیز روئی ہے جس کے دبانے کے متعدد دیسی اور یورپین کارخانے ریلوے سٹیشن کے متصل جاری ہیں ۔

غ

غارین :- (۱) غار لینا متصل ناسک ۴۰ فیٹ طویل ۲۹ فیٹ عریض اور ۱۰ فیٹ بلند ہے (۲) غار ہائے کناری :- بوریلی سٹیشن سے بفاصلہ پانچ میل بمبئی بی بی و سی آئی ریلوے پر واقع ہیں ان غاروں کی تعداد ۱۰۹ ہے (۳) بھانڈا :- پچھورا سٹیشن سے ۳۰ میل ۹ سے ۱۲ گھنٹے کا راستہ ہے فرید پور میں جو غار ہائے مذکورہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے ۔ ڈاک بنگلہ موجود ہے ۔ بڑا غار نصف میل طویل ہے اور بھی کئی ایک غار اس سے متعلق ہیں ۔ (۴) ایلورا :- متصل اورنگ آباد (ریاست نظام) (۵) جگیشور :- بی بی و سی آئی ریلوے کے سٹیشن گرگانوں سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔ ۳۲ فیٹ طویل اور ۲۰۰ فیٹ عریض (۶) بیدا میں :- الفنسٹا :- فارم :- دہاوہٹ :- پگٹ :- کوکون :- بنگلی :- غاروں کے لئے سونمین دوق برہما کے حالات دیکھو ۔ (۷) مونٹپیزیر :- جسے منڈاپیشور بھی کہتے ہیں ۵۰ فیٹ طویل ۱۰ فیٹ عریض ہے ۔ دوسرا غار ۲۰ فیٹ لمبا اور ۱۴ فیٹ چوڑا ہے ۔ بمبئی سے بذریعہ بی بی و سی آئی ریلوے ساڑھے بائیس میل اور بوریولی سٹیشن سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔ بوریولی میں وٹنگ روم موجود ہے (۸) بہومرا :- (دیکھو چالیس گاؤں) خاص خاص غاروں کا حال اس کتاب میں علیحدہ علیحدہ لکھا گیا ہے ۔

غازی آباد :- میرٹھ شہر سے بفاصلہ ۲۰ میل ایک قصبہ و میونسپلٹی اور ریلوے جنکشن ہے ۔ کلکتہ سے ۸۴۱ میل دور اور ۲۹ گھنٹے کا راستہ ہے کرایہ ۲۰ - ۴ - ۴ اور ۱۲ روپیہ ہے بمبئی سے بفاصلہ ۹۷۰ میل و ۳۷ گھنٹے کا سفر ہے ۔ کرایہ ۶۱ - ۴ - ۰ اور دس روپیئے ہے ۔ مدراس سے فاصلہ ۱۵۸۱ میل اور کرایہ ۹۹ - ۹ - ۴ اور ۲۰ روپیہ ہے ۔ غازی الدین وزیر دہلی نے یہ قصبہ بسا کر اس کا نام اپنے نام پر غازی آباد رکھا تھا ۔ یہاں متعدد سرائیں ۔ تحصیل ۔ منصفی ۔ سکول ۔ مدرسہ ۔ میونسپل ہال ۔ پولیس

چھوٹی چھوٹی مساجد اور متعدد مندروں کے علاوہ اب ریلوے کے گرد و نواح میں بہت سی بارکیں بنگلے۔ اور مکانات یوروپین اور دیسی ملازموں کے لئے بن گئے ہیں۔ یہ قصبہ غلہ کی بہت بڑی منڈی ہے۔ ہفتہ میں ایک مرتبہ چرمی اسباب کا بازار لگتا ہے۔

ف

فتح آباد:۔ ریاست گوالیار میں اجین کا جنکشن ہے۔ آبادی ۴۴۹۱ قصبہ کے گرد دیوار کھنچی ہوئی ہے۔ راجہ کا یہاں ایک محل بھی ہے۔ پرانا قلعہ منادر اور مساجد کے کھنڈر جابجا نظر آتے ہیں۔

فتح پور:۔ کلکتہ سے ۴۳۰ کے فاصلہ پر انیس گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۵۹ ۳۰۔ اور آٹھ روپئے بمبئی سے بفاصلہ ۹۱۷ میل اور ۴۳ گھنٹے کا سفر ہے کرایہ ۶۶ ۳۴۔ اور ۱۳ روپیہ ہے بذریعہ ای۔ آئی۔ ریلوے الہ آباد سے ۷۳ میل دور ہے یہ کلکٹری اور ضلع کے دفاتر رکھتا ہے نیز ایک ڈاک بنگلہ بھی ہے۔

فرخ آباد:۔ ۰۰ ہزار کی آبادی کا شہر ہے۔ پانی بافراط اور تجارت خوب چلی ہوئی ہے۔ و محلات کے کھنڈرات قلعہ اور ایک بڑی دیوار قابل دید ہے یہاں ایک ٹکسال بھی تھی۔ جس میں ۱۸۲۴ء سے پہلے روپئے مضروب ہوتے تھے اور فرخ آبادی روپیہ کے نام سے مشہور تھے۔

فرنچ چٹانیں:۔ جو ایس۔ ایم ریلوے پر بنگلور سے بفاصلہ ۵۰ میل ہیں ان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حیدر علی اور سلطان کی فرنچ سپاہ ان چٹانوں پر رہتی تھی۔ اس کا دیسی نام ہردوی ہے۔ چند سال گذشتہ تک یہاں ایک چھاؤنی تھی شمال مغربی سڑک بنگلور الی کو جاتی ہے۔ جہاں سابق برٹش رزیڈنٹ مسٹر ڈب کی یادگار بھی ہوئی ہے۔ چنکوالی بھی ایک خونریز لڑائی کا منظر دیکھ چکا ہے۔ جس میں مرہٹوں نے حیدر علی کو شکست دی تھی۔ یہ قسمت شمال سراونا اور بناگولہ کے حسین دیہات سیر کے لایق ہیں۔ جہاں گومانتواره کا ایک بہت بڑا بت پہاڑ پر بنا ہوا ہے جو زمانہ قدیم کی نہایت عجیب یادگار ہے اور علاوہ بریں اور بھی اثیر القدیم وجلیتی منادر ہیں۔

فیروزپور:- بمبئی سے ۱۰۷۹ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور ۵۵ گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۶۷-۳-۳۳- اور گیارہ روپئے ہے۔ کلکتہ سے ۱۲۸۷ میل دور اور ۵۵ گھنٹے کا سفر ہے۔ کرایہ ۱۱۲-۵-۶- اور ۱۵ روپیہ ہے۔ یہ ایک بڑا شہر تحصیل۔ ضلع۔ اور چھاؤنی ہے۔ یہاں میونسپلٹی بھی قایم ہے۔ اور دریائے ستلج سے ساڑھے تین میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ فیروزشاہ شہنشاہ دہلی نے ۱۳۵۱ء میں یہ شہر بسایا تھا۔ یہ اب ایک بڑی تجارت گاہ ہے۔ خاص بازار وسیع اور عریض ہیں۔ شہر اور چھاؤنی کے علیحدہ علیحدہ ریلوے سٹیشن ہیں۔ ان دونوں میں دو میل کا فاصلہ ہے۔ سرکاری عمارات عدالت ضلع خزانہ پولیس چوکی۔ پوسٹ آفس جیل۔ ٹاؤن ہال۔ شفاخانہ۔ اور سکول پر مشتمل ہیں موخرالذکر اس سڑک پر واقع ہے جو شہر اور چھاؤنی کو ملاتی ہے۔ سنہ ۱۸۴۵-۴۶ء کے جنگ ستلج کے انگریزی مقتولوں کی یادگار میں۔ جو گرجا تعمیر کیا گیا تھا۔ تاریخی دلچسپی کے لحاظ سے وہ بھی دیکھنے کے قابل ہے۔ اس گرجے کو غدر ۱۸۵۷ء میں باغیوں نے مسمار کر دیا تھا مگر غدر کے بعد یہ از سرنو تعمیر کیا گیا۔ چھاؤنی جو شہر کے جنوب میں دو میل پر آباد ہے۔ اس کو سپاہیوں کی تعداد بہت کچھ کم کر دیگئی ہے۔ یہاں کا سلح خانہ تمام پنجاب کے سلح خانوں سے بڑا ہے اور اس میں جنگ کا بکثرت ساز و سامان جمع ہے۔ غلہ اور دیگر زرعی پیداوار یہاں کی اشیاء تجارت ہیں۔ ڈاکخانہ وغیرہ بھی موجود ہے۔

فیض آباد:- اودھ روہیلکھنڈ ریلوے پر بمبئی سے ۹۶۵ میل اور ۳۷ گھنٹے کا راستہ ہے کرایہ ۶۰-۳۰- اور ۱۴ روپیہ ہے کلکتہ سے بفاصلہ ۵۹۹ میل اور تقریباً ۲۰ گھنٹے کا سفر ہے۔ کرایہ ۵۳- ساڑھے چھبیس اور آٹھ روپیے ہے۔ سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم موجود ہے۔ نہایت نزدیک وارزاں ترین اور بسرعت تمام فیض آباد پہنچانیوالا راستہ انڈین مڈلینڈ ریلوے پر اٹارسی۔ کانپور اور لکھنؤ کیطرف سے ہے

ق

قلات:- ریاست قلات (بلوچستان کا دارالحکومت اور ایک پولیٹکل ایجنسی) ہے یہ سطح سمندر سے ۶۸۰۰ فیٹ بلند ہے۔ براہ میچکب قلات پہونچتے ہیں۔ یہاں

گرم کپڑوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ آبادی چودہ ہزار۔ ۱۸۳۹ء میں جنرل ولشائر اور ۱۸۴۰ء میں جنرل ناٹ یہاں کے قلعہ پر متصرف ہو گئے تھے۔

ک

کابل :- افغانستان کا دارالخلافہ ہے۔ اور ڈکین ۱۸۳۹ء میں براہ درہ بولان وغزنی کابل کو فتح کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے۔ ۱۸۴۱ء میں انگریزی سفیر سرلے بروس کے مقتول ہونے کے بعد ایک ماہ کے اندر جنرل میگناٹن بھی مارے گئے جسپر پانچہزار انگریزی سپاہ اور تیرہ ہزار شاگرد پیشہ کو ابتدائے جنوری ۱۸۴۲ء میں براہ خیبر واپس آنا پڑا۔ اور ۱۲ جنوری تک بھوک سرا نے اور دشمنوں کے حملوں سے ایک سپاہی کے سوا تمام فوج تلف وضایع ہو گئی دوست محمد خاں کے انتقال کے بعد امیر شیر علیخاں نے جنوری ۱۸۶۹ء میں اپنے بھائی کو شکست دی ۲۷۔ مارچ کو امیر شیر علیخاں کی اپنی خواہش کے بموجب لارڈ میو نے انبالہ میں امیر سے ملاقات کی جنکی غرض یہ تہی کہ امیر کی سلطنت کو افغانستان میں بطور آزاد بادشاہ کے استحکام دیا جائے۔ گورمنٹ انگریزی نے سرایل کوگناری کو سفیر بناکر کابل بھیجا۔ ۳ ستمبر ۱۸۷۹ء کو سرکوگناری اور سفارت کے دیگر ممبروں کو افغانوں نے مار ڈالا۔ ۱۸۷۹ء میں اور پھر ۳ ستمبر ۱۸۸۰ء کو یعقوبخاں کے لشکر کو لارڈ رابرٹس نے شکست دی۔ یعقوب خاں کو معزول کرکے امیر عبدالرحمن خاں کو تخت کابل پر بٹھایا گیا۔ جسکو گورمنٹ ہند سے وظیفہ ملتا ہے اور جو بظاہر ابتک گورمنٹ ہند کا دوست ہے۔

کاٹھا :- (برہما) یہاں سے مسافر بذریعہ دخانی کشتی ۲۴ گھنٹے میں بہامو پہونچ سکتے ہیں۔ منڈالے سے بذریعہ ٹرین امرتاپورہ وہاں سے دریا کو کشتی سے عبور کرکے ماہ جاتے ہیں۔ یہاں ٹرین میں سوار ہوکر کاٹھے پہونچ جاتے ہیں۔ جو ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ کاٹھا میں ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ بیل گاڑی کے سوا اور کسی قسم کی سواری نہیں ملتی۔

کاٹ پدی :- جلارپیٹ جنکشن سے بفاصلہ ۱۵ میل بنا ہوا ہے اسکے

جنوب میں بفاصلہ، ۵ میل ساؤتھ انڈین ریلوے پر ترنکوبالی واقع ہے جہاں کا مندر مشہور آفاق ہے۔ مدراس ریلوے کے سٹیشنوں پر مسافر ترنکوبالی تک تھرڈ ٹکٹ لے سکتے ہیں۔ کاٹ پدی سے دو میل کے فاصلہ پر دریائے پالڈر پر تقریباً نصف میل طویل خشتی پل بنا ہوا ہے۔ اول و دوم درجہ کے مسافروں کے لئے کاٹ پدی میں وٹینگ و ریفرشمنٹ رومز موجود ہیں۔ متصل سٹیشن ہر شنبہ کو میلہ لگتا ہے۔

کاٹھ گودام:۔ روہیلکھنڈ و کمایوں ریلوے پر بریلی سے ۶۶ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ نینی تال جانیکا قریب ترین ریلوے سٹیشن ہے بمبئی سے ۱۱۹۰ میل اور ۵۶ گھنٹوں کا راستہ ہے۔ کرایہ ۷۶۔ ۳۸۔ اور سترہ روپیئے ہے۔ کلکتہ سے ۹۱۹ میل دور اور ۳۸ گھنٹے کا سفر ہے۔ کرایہ ۷۶۔ ۳۸۔ اور ۱۲ روپیئے ہے سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم موجود ہے۔

کاویری:۔ ایس۔ آئی۔ ریلوے ر پانڈیچیری نیلور شاخ) کا ایک سٹیشن ہے یہاں وشنو کا ایک مندر ہے۔ جس جگہ فروری کے آخر میں میلہ ہوا کرتا ہے۔ مسافروں کے ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ گیہوں۔ اناج۔ چولام۔ کمبو۔ تخم ارنڈ۔ املی۔ یہاں کی خاص پیداوار ہے۔ نیز یہاں درختوں کی چھالوں کو دباغت دیجاتی ہے۔

کارجات:۔ بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے بمبئی سے ۶۲ میل دور ہے۔ کرایہ ۱۴۔ ۷۔ اور ۲ روپیئے۔ اس کا سٹیشن بور گھاٹ کے دامن میں واقع ہے۔ گردونواح کا کوہی نظارہ نہایت دلکش اور تفریح انگیز ہے۔

کارلی کے غار:۔ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے کے ذریعہ سے لنولی جاتے ہیں۔ وہاں سے پانچ میل کے فاصلہ پر یہ غار واقع ہیں۔ بڑے غار کی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ یہ دوسری عیسوی صدی کی ابتدا میں کھودا گیا تھا۔ یہ پہاڑ کے اس مخروطی پہلو کے دو تہائی حصہ میں ہے۔ جو سطح زمین سے آٹھ سو فیٹ بلند ہے۔ غار مذکور کو درختوں اور جھاڑیوں میں سے ہو کر راستہ جاتا ہے۔ یہ غار ایک مستطیل گرجے کی صورت پر ہے۔ اور اس کے پہلوؤں پر راستے بنے ہوئے ہیں مربع چھت اکثر ستونوں پر قایم ہے اندرونی حصہ عمدہ حالت میں ہے۔ اس بڑے

غار کے سوا اور بھی بہت سے چھوٹے چھوٹے غار اور کمرے ہیں جن میں سے بعض میں بت بھی تراشے ہوئے ہیں۔

کاروی:۔ آئی۔ ایم۔ ریلوے پر مانک پور سے بفاصلہ بیس میل بسا ہوا ہے۔ سٹیشن پر ویٹنگ روم موجود ہے قصبہ کے ایک عظیم الشان اور وسیع محل میں جو بارا کے نام سے مشہور ہے۔ نراین راؤ کا ذی اثر و نامور خاندان رہتا ہے جو غدر ۱۸۵۷ء میں آٹھ ماہ تک یہاں حکمران رہا۔ اس خاندان کا جمع کیا ہوا خزانہ جو بعد میں "کاروی و باندا کے انعامی راے کے نام سے مشہور ہوا۔ اس محل بارا کے ایک گنبذ میں رکھا ہوا تھا۔ کاروی کا قصبہ ممالک مغربی و شمالی میں باندا کے ضلع میں واقع ہے۔

کاشمیر یا کشمیر:۔ کشمیر یا سرینگر۔ راولپنڈی سے ۱۹۰۔ اور کوہ مری سے ۱۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ سڑک کشمیر پر سفر کرنے کا عمدہ وقت دن کا پہلا نصف حصہ ہے۔ راولپنڈی سے مری (۴۲) کو ایسے وقت روانہ ہونا چاہیئے کہ وہاں چھ بجے پہونچ جائیں۔ ایک گھنٹہ آرام لیکر ساڑھے دس بجے دن تمے کوہالہ (۲۵ میل) اور پھر پانچ گھنٹے میں دیول پڑاؤ سے گذر کر بمقام گڑھی پہونچ جائیں کھانا کھاکر آرام کریں دوسری صبح کو سات گھنٹے سفر کرکے بارہ مولا پہونچیں۔ وہاں سے کشتی میں سوار ہو کر سرینگر میں داخل ہو جائیں۔ یہ بحری سفر نہایت خوشنما و فرحت بخش ہے۔ بارہ مولا سے سرینگر تک تانگے کا بھی راستہ ہے۔ جس میں تین گھنٹے صرف ہوتے ہیں۔ کوہالہ سے بارہ مولا تک تقریباً سو میل دریائے جہلم صاف نظر آتا ہے۔ کنارہ سڑک پر سپیدا کے درخت استادہ ہیں۔ جو سرو کیطرح لمبے اور سیدھے ہیں۔ اگرچہ سرینگر میں ڈاک بنگلہ موجود ہے مگر ارزاں رہایش کا طریق یہ ہے کہ ایک کشتی کو معہ چار ملاحوں کے چالیس سے سوا سو روپیہ ماہوار تک اپنی رہایش و خدمت کے لئے مخصوص کیا جائے۔ باوامی باغ اور گوپ گڈھ قابل دید مقامات ہیں۔ گوپ گڈھ میں یوروپین اصحاب کے لئے بنگلے بنے ہوئے ہیں۔ نیز یہاں سے جھیل ڈل کا بھی اچھی طرح نظارہ ہو سکتا ہے۔ یہ جھیل جو پانچ میل طویل اور دو میل عریض ہے بذریعہ کشتی اس کی سیر میں کئی روز صرف کئے جاسکتے ہیں۔

جھیل کے کنارہ پر متعدد دیہات اور قدیمی عمارات و باغات ہیں - جن میں سے بعض یہ ہیں نسیم باغ - نشاط باغ - شالامار باغ - سونا منکا - حضرت بل اور حسن آباد - بہتی ہوئی زمین بھی کچھ کم حیرت افزا نہیں - انسان کو اپنے پاؤں کے نیچے زمین جنبش کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے - سرینگر سے سیاح کشتی کے ذریعہ جھیل اور اُس کے گرد و نواح کے سبزہ زار کا معائنہ کرتا ہوا اسلام آباد - اچھبل - مارتند - بھوان - وغیرہ دیہات میں جا سکتا ہے - دریا کے کنارے کے دیہات سے ہر روز سامان غذا خریدا جا سکتا ہے - یہ غلّہ و اجناس و اشیاء اسقدر ارزاں ہوتے ہیں کہ ہندوستان کے کسی اور شہر میں اس کی نظیر نہیں پائی جا سکتی - گل مرغ سرینگر سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے - یہ کوہی مقام ہے - سیاحوں کو یہاں اپنے ساتھ کپڑے لیجانے چاہئیں اس سے چودہ میل آگے مگام میں ایک نفیس بنگلہ ہے - برف پوش پہاڑیوں کا سلسلہ جو گلمرگ کے پاس سے شروع ہوتا ہے قابل دید ہے - مگر اس کی سڑک دشوار گذار ہے اور صرف ٹٹو چل سکتا ہے جسکا انتظام درخواست کرنے پر ایجنسی بار برداری کر سکتی ہے - گلمرگ میں بھی ایک ہوٹل ہے - چاندی اور تانبے کے منقش ظروف - شال - قالین وغیرہ تیار ہوتے ہیں بہرکیف کشمیر کا نظارہ نہایت شاندار ہے -

کالاسا مدراس :- ایس - آئی - ریلوے (پانڈیچری نیلور برانچ) کے پکالا دہرمادرم جنکشن سے لاین جاتی ہے - یہ ایک گاؤں ہے جو سٹیشن سے نصف میل کے فاصلہ پر ہے آس پاس کی پہاڑیوں پر - ہرن - ریچھ - اور چیتے کا بکثرت شکار ملتا ہے - خاص پیداوار گیہوں - دھان - ارنڈ کا بیج - چولام - کمبو وغیرہ ہیں -

کالاہاسٹی :- ایس - آئی - ریلوے - (پانڈیچری نیلور برانچ) پر ایک دیسی ریاست ہے - راجہ کالاہاسٹی میں رہتا ہے جو سٹیشن سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے - کالاہاسٹی نیلور سے ۶۱ میل کی مسافت رکھتا ہے - شہر اور سٹیشن کے مابین دریا بسوارنا مکھی بہتا ہے چڑھاؤ کے مواقع پر اسے کشتیوں کے ذریعہ سے عبور کرنا پڑتا ہے - سری کالاہاسٹی سوامی کے مندر پر سالانہ میلہ ہوتا ہے - جس میں

بکثرت جاتری حصہ لیتے ہیں۔ یہاں ایک ڈاکخانہ کھلا ہوا ہے۔

کالکا:۔ شملہ جانے کا سٹیشن ہے جو کلکتہ سے ۱۱۱۶ میل اور ۳۹ گھنٹے کا راستہ ہے کرایہ ۱۰۸-۴-۵-اور پندرہ روپئے ہے بمبئی سے ۱۰۵۲ میل دور اور ۵۹ گھنٹے کا سفر ہے۔ کرایہ ۴۷-۷-۰-اور بارہ روپئے۔ دہلی انبالہ۔ کالکا۔ ریلوے کا انتہائی مقام ہے۔ کالکا سے مسافر یا تو ایکپرس یا معمولی تانگے کے ذریعہ سے شملہ جاتے ہیں۔ ایکپرس کی صورت میں تمام تانگے کا کرایہ پیشگی ادا کرنا پڑتا ہے تانگہ۔ فٹن۔ اور گاڑیاں۔ ایکپرس کے طور پر منتخب کیجا سکتی ہیں۔ سیاح کو ایکپرس کی روانگی کیوقت کی ضرور پابندی کرنی چاہئے ورنہ کرایہ ضبط ہوجاویگا۔ اس غرض کے لئے کہ کالکا سے شملہ یا شملہ سے کالکا تک کا کوہی سفر دن ہی کو ختم ہوجاتا ہے ایکپرس گاڑی تین بجے یا ایک بجے بعد دوپہر سے پہلے روانہ نہیں ہوتی۔ اس راستہ پر رات کو قطعی ممنوع ہے۔ کالکا سٹیشن پر عمدہ ویٹنگ اور ریفرشمنٹ رومز موجود ہیں کالکا سے شملہ تک ۵۸ میل طویل پختہ سڑک بنی ہوئی ہے۔ جسپر ہر قسم کی گاڑی چل سکتی ہے سڑک پر مناسب مقامات پر متعدد ڈاک بنگلے موجود ہیں۔ جن میں سے ایک شملہ و کالکا کے وسط میں ہے ۵۸ میل کے طے کرنے میں آٹھ گھنٹے لگتے ہیں۔

کالیکٹ:۔ یہ سٹیشن مدراس ریلوے لاین کا مغربی انجام ہے۔ اور مدراس سے ۴۱۳ میل دور ہے۔ کرایہ ۲۶-۱۳-اور ۴ روپئے ہے۔ کالیکٹ مالا بار کا بڑا شہر ہے اس کے بندرگاہ سے بی۔ آئی۔ ایس۔ این کمپنی کے ساحلی سٹیمر گذرتے رہتے ہیں۔ ساحل پر ایک ہوٹل ہے۔ نیز ایک ڈاک بنگلہ بھی ہے ایک رجمنٹ کا کچھ حصہ یہاں مقیم ہے۔ شہر کے جنوبی حصہ میں شہتیروں کا ذخیرہ اور اسلامی آبادی ہے جس کے اوپر چنگی خانہ اور نمک کا دفتر واقع ہے۔ روشنی کا مینار اور تجارتی دفاتر دریا کے سامنے ہیں۔ بینک۔ منی آرڈر۔ سیونگ بینک۔ اور تار کے دفاتر یہاں موجود ہیں۔

مالا بار کے اس متمول و سرسبز شہر کو آباد ہوئے تیرہ صدیاں گذر چکی ہیں پندرہویں صدی عیسوی تک یہ زمورن کی وسیع سلطنت کا دارالحکومت تھا۔ ایک پرتگیز سیاح سنہ ۱۴۹۸ء میں اس بندرگاہ میں اترا تھا۔ یہ شہر کھجور۔ آم۔ اور دیگر درختوں

کے جھنڈ میں نہایت خوبصورتی سے بسا ہوا ہے۔

کالی کیری:۔ ایس۔ آئی۔ ریلوے۔ (پانڈیچیری نیلور برنچ) کے پکالا دھرم دھرم جنکشن سے کالی کیری کو لائین جاتی ہے۔ ہر دوشنبہ کو یہاں بازار لگتا ہے وہاں لنبتا ستا ہے۔ آنرم کے چھلکے۔ املی وغیرہ بکثرت دستیاب ہوتی ہے۔

کامپٹی:۔ بنگال ناگپور ریلوے پر ناگپور سے ۹ میل کے فاصلہ پر ایک بڑا قصبہ اور چھاؤنی ہے۔ بمبئی سے بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ و بی۔ این۔ ریلوے ۵۲۹ میل دُور اور ۱۹ گھنٹے کا رستہ ہے۔ کرایہ ۳۳۔ ۱۲۔ اور آٹھ روپئے ہیں کلکتہ سے ۱۵۷ میل دور اور ۲۸ گھنٹوں کا سفر ہے۔ کرایہ ۷۰۔ ۳۵۔ اور آٹھ روپئے ہے۔ کامپٹی دریائے کنہان کے دہنے کنارے پر آباد ہے دریا پر پتھر کا پل بنا ہوا ہے۔ کامپٹی ۱۸۲۱ء سے یعنے جبکہ یہاں فوجی چھاؤنی قایم ہوئی آباد ہوا ہے بمبئی کے باغ کی ہوا فرحت بخش ہے۔ یہاں کوئی اور چیز قابل دید نہیں۔ باغ کے سامنے ڈاک بنگلہ ہے۔ زیادہ تر دیسی باشندے مارواڑی ہیں۔ یوروپین سیاحوں کے خیال کے بموجب کامپٹی صرف ایک فوجی سٹیشن ہے۔

کانپور:۔ کلکتہ سے ۶۸۴ میل کے فاصلہ پر یہ ایک بہت بڑا شہر۔ چھاؤنی اور سول سٹیشن ہے۔ کرایہ ۶۴-۳۲-اور ۹ روپئے ہے۔ کانپور جو مرکز تجارت ہے یہاں چار مختلف لائنیں پہونچتی ہیں۔ سنٹرل سٹیشن پر جہاں ایسٹ انڈین۔ اوودھ روہیلکھنڈ اور انڈین مڈلینڈ ریلیں آتی ہیں۔ ڈائنگ و ریفرشمنٹ رومز موجود ہیں۔ سول سٹیشن میں تین ہوٹل ہیں۔ کانپور چونکہ غدر میں نہایت دردناک واقعات کا منظر بن چکا ہے اس لئے سیاحوں کے لئے قابل دید مقام ہے۔ جنرل وہلیر کی مورچہ بندی کی جگہ ایک خوبصورت گرجا بنا ہوا ہے دریا کے متصل جنگ کا موقعہ بھی دکھلایا گیا ہے نیز اس کنوئیں پر جس میں انگریزوں میموں۔ اور بچوں کی لاشیں پھینکی گئی تھیں سنگ مرمر کا ایک بت (فرشتہ) نصب کیا گیا ہے جو مقتولوں کو معافی و امن کی نوید دے رہا ہے۔ اس کے گرد ایک نہایت پُر فضا باغ ہے۔ چھاؤنی و سول سٹیشن دریائے گنگا کے جانب راست اور دیسی شہر جنوب مغرب میں آباد ہے جو فوجی اور انگریزی

کی دریائی زمین پر بھی پھیلا ہوا ہے۔ بسمت مشرق سڑک الہ آباد پر جاتے ہوئے گھوڑ دوڑ کا میدان نظر آتا ہے۔ اس کے بعد دیسی رسالہ کی لائنیں پھر میدان پریڈ پر نگاہ پڑتی ہے۔ اس میدان کے شمال مشرق میں یوروپین انفنٹری کی بارکیں ہیں۔ ان چھاونیوں اور دریا کے مابین کی سرزمین پر میموریل چرچ کلب۔ توپخانہ اور دیگر مختلف فوجی دفاتر واقع ہیں۔ ان سے آگے بجانب مغرب سول سٹیشن۔ بینک۔ کرائسٹ چرچ۔ تھیٹر اور دیگر یوروپین عمارات ہیں ممالک مغربی وشمالی میں بلحاظ وقعت وآبادی کانپور چوتھے درجے کا شہر ہے جو ۹۷ ۰۰ ایکڑ رقبہ پر آباد ہے۔ یہاں زیادہ تر اشیائے چرمی کی تجارت ہوتی ہے۔ جو دن بدن ترقی پذیر ہے۔ کئی ایک بڑے بڑے روئی اور سوت کاتنے کے کارخانے بھی جاری ہیں۔ جن میں روئی سوتی کپڑے اور خیمے بنتے ہیں۔ اور ان کی بدولت ہزاروں آدمیوں کی پرورش ہوتی ہے۔ کانپور گیہوں۔ روئی۔ بیج اور دیگر اجناس کی بھی منڈی ہے۔ جو بندھیلکھنڈ۔ اودھ اور وسط دواب سے یہاں آتے ہیں۔ تاکہ بذریعہ ریل انکو آگے بھیجا جائے۔ کانپور دریائے گنگا کے دہنے کنارے پر آباد ہے۔ کیا بلحاظ تجارت کیا صنعت وحرفت وآبادی اور کیا غدر کی یادگاروں کے لحاظ سے ایک غدار شہر ہے۔

کانڈی :۔ (سیلون) یہ شہر جو سابق میں سلطنت کانڈی کا دارالحکومت تھا۔ سطح سمندر سے ۱۶۸۰ فیٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ اور بیس ہزار کی آبادی رکھتا ہے یہاں کے لوگ بالوں میں کنگھی نہیں رکھتے۔ کلمبو سے بذریعہ سیلون گورنمنٹ ریلوے ۴ گھنٹے میں کانڈی پہونچ سکتے ہیں۔ ان چار گھنٹوں میں سے دو گھنٹے کا سفر بلحاظ منظر نہایت دلفریب ہے۔ کانڈی کے وارڈ سٹریٹ سے گذر کر سیاح اس جھیل پر پہونچتا ہے جس کے قریب سابق گورنر سیلون سرہنری وارڈ کا کانسی کا بت نصب ہے۔ اس کے بعد بدھ کا مندر ہے جس کی دیواروں پر ان سزاؤں اور عقوبتوں کی تصویریں دکھائی ہیں جو مختلف گناہوں کی پاداش میں جہنم میں انسان کو بھگتنی پڑتی ہیں۔ مندر کے دیکھنے کا عمدہ وقت صبح یا شام ہے۔ مندر مذکور میں ایک طلائی مرصع بجواہر صندوقچہ

ہے جس میں بدھ کا دانت رکھا ہے۔ صندوقچہ اور اوس کے سائبان کی لاگت ۱۲۴۸۵۹ روپئے تخمینہ کی جاتی ہے۔ یہ مقدس دانت ۱۵۹۰ء میں بار دوسری بہی یہاں لائے گئے۔ یہاں سے لیڈی ہیکارتھی و لیڈی گارڈن کی سڑکوں پہ ہوا خوری کیجاسکتی ہے۔ لیڈی ہارٹن۔ گریگوسے اور بڑنکو مالی سڑکیں بہی قابل سیر ہیں سرکاری باغات پریڈ نیا بہی دیکھنے کے قابل ہیں۔ دیگر دلچسپ مقامات یہ ہیں:۔ کالوکسوٹہ کا پل۔ گونا ماٹا سڑک سے اسی نام کے گھاٹ تک تاکہ دریا کی روانی کی کیفیت سے آنکھیں تر و تازہ ہوں۔ مٹن ہٹن پہاڑ۔ اور نکیٹبلا کا۔ دیہارا نامی بدھ مندر جو کانڈی سے نو میل کی مسافت پر ہے قابل دید ہے

کانھیری غار:۔ بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے یہاں پہونچ سکتے ہیں۔ ڈاک بنگلہ اور ہوٹل موجود ہے۔ تھانہ سے یہ غار چھ میل کے فاصلہ پر ہیں تین میل تک بیل گاڑیاں جاتی ہیں۔ بقیہ تین میل پیدل طے کرنے پڑتے ہیں۔ دوسرا راستہ بی۔ بی۔ وسی۔ آئی ریلوے کے سٹیشن بوریولی کیطرف سے جاتا ہے۔ یہ سٹیشن غارہا سے مذکور سے تین چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہ مسافت یا تو گھوڑے پر یا پیدل طے کرنی پڑتی ہے۔ یہ غار تعداد میں تقریباً ایکسو ہیں جو پہاڑ کھود کر بنائے گئے ہیں۔ ان کے آس پاس گھنا سنگتائی جنگل ہے۔

کاویری کاربشارہ:۔ (دیکھو بنگلور شہر)

کپاڈونج:۔ شمال دکور میں ۲۰ میل کے فاصلہ پہ واقع ہے۔ قصبہ کے گرد فصیل ہے یہ بڑا تجارتی مرکز ہے۔ صابون۔ آئینے اور گھی کے کپّے یہاں بنتے ہیں قصبہ میں ایک خوشنما حوض ہے۔ اور مشرقی دروازے کے متصل آرامگاہ ہے مسجدوں اور مقبروں کے کھنڈرات ہر طرف نظر آتے ہیں۔ ایک جینی مندر بہی ہے جس کی تعمیر کو پچیس سال گذرے ہیں۔ یہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی لاگت سے تیار ہوا تھا۔ مندر مذکور میں سنگ مرمر کے تین ستون بنائے ہیں اور فرش میں بہی سنگ مرمر کی پچی کاری ہو رہی ہے۔

کٹک:۔ اڑیسہ کا دارالحکومت ہے اور کلکتہ سے ۲۴۸ میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ جہاں سے بذریعہ ہفتہ وار سٹیمر براہ چاندبلی تین روز میں پہونچتے

ہیں یہ چاندی کے جزیرہ نما پر واقع ہے۔ چونکہ کٹک پہاڑی ملک کی کنجی اور اڑیسہ کی نہروں اور ندیوں کے جال کا مرکز ہے۔ اس لئے یہ نہ صرف فوجی بلکہ اعلےٰ درجہ کی تجارتی وقعت بھی رکھتا ہے۔ سونے چاندی کے ظروف نہایت نفیس نقش ونگار کیا جاتا ہے۔ ڈاک بنگلہ اور کلب قایم ہیں۔ آبادی اکیاون ہزار ہے۔ کٹک کا قلعہ براباتی اب کھنڈرات کا تودہ ہے۔ میدان پریڈ کے سوا ایک باغ بھی ہے۔ ایسٹ کوسٹ ریلوے لاین کے راستہ سے بھی کٹک پہونچ سکتے ہیں

کلٹی :- بذریعہ ای آئی ریلوے جبلپور سے ۷۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ بنگال ناگپور ریلوے کا جنکشن ہے۔ اور ماریہ کے کانہائے کوئلہ یہاں سے قریب ہیں۔ ڈاک بنگلہ موجود ہے پندرا گھاٹ جسپر ریلوے نکلی ہے۔ عنقریب صحت گاہ قرار دیا جائیگا۔

کڈاپہ :- مدراس سے ۱۶۱ میل کی مسافت رکھتا ہے۔ کرایہ ۔ ½ ۱۰ - ۵ اور ڈیڑھ روپیہ ہے۔ یہ بہت بڑی تجارتگاہ ہے۔ عہدہ داران ضلع کے سوا دیگر یوروپین یہاں کم ہیں۔ شہر کے جن چار عمارتوں میں اب سرکاری محکمہ جات ہیں سابق میں یہ نواب کڈاپہ کے محلات تھے جنپر کسی قدر دستکاری بھی کی ہوئی ہے ضلع میں ہندوستانی فن تعمیر کے نمونے متفرق طور پر ادھر ادھر پھیلے ہوئے ہیں۔ بالخصوص پی نا پلی میں ایک عظیم الشان مندر ہے منی آرڈر سیونگ بینک اور تار کے معمولی دفاتر یہاں کھلے ہوئے ہیں۔

کڈور (قدیم) نئے کدالور سے دو میل کا فاصلہ رکھتا ہے۔ یہاں اکثر پنشنر رہتے ہیں گرجے اور جیل کے سوا منی آرڈر۔ ڈاکخانہ۔ سیونگ بنک۔ اور تار کے دفاتر بھی موجود ہیں ساؤتھ انڈین ریلوے کی ایک شاخ جاتی ہے یہاں کا بندرگاہ یوروپ کے تجارت درآمد و برآمد کے حق میں بڑا کارآمد ہے۔ سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم بھی ہے۔

کدلور :- (جدید شہر) مدراس سے ۱۱۵ میل کے فاصلہ پر ایس۔ آئی ریلوے پر بسا ہوا ہے۔ کرایہ ۸ - ۴ - اور سوا روپیہ۔ اسکا سٹیشن ٹرو پاپلیار کے گاؤں میں ہے جہاں ایک بہت بڑا مندر ہے۔ مسافر یہاں سے منجاکوپم کدالور جدید

اور قلعہ سینٹ ڈیوڈ کو جاتے ہیں۔ ان مقامات میں پہونچنے کے لئے دریائے کاڈیلم کو عبور کرنا پڑتا ہے۔ کڈالور میں جنوب ارکاٹ کے کلکٹر کی کچہری عدالت ضلع سینٹ جوزف کالج اور ضلع سکول قایم ہیں۔ ساحل دریا پر قلعہ سینٹ ڈیوڈ کے کھنڈرات محققین تاریخ کا دلچسپ مشغلہ ہیں۔ یہاں منی آرڈر۔ سیونگ بینک اور تار کے دفاتر بھی ہیں۔

کراچی :۔ یہ سندھ کا ایک بڑا شہر ہے۔ اور دریائے سندھ کے ڈیلٹا کے انتہائے شمال میں واقع ہے یہ کمشنر۔ جوڈیشل کمشنر۔ اور بریگیڈیر جنرل کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ کراچی احاطہ سندھ میں سب سے بڑا شہر ہے۔ اور بندرگاہوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ بندرگاہ مذکور کیماری سے شروع ہوتی ہے۔ اس اول درجہ کے بندرگاہ میں بڑے سے بڑے سٹیمر بھی ٹھیر سکتے ہیں۔ گھاٹ پر مچھلیوں کا خوب شکار ہو سکتا ہے۔ کراچی کے بازار مچھلیوں اور سیپیوں سے بھرے ہوئے ہیں خشکی کے ایک بڑے سرے نے ایک خلیج کی صورت بھی بنا دی ہے۔ یہ بڑھا ہوا حصہ منوہرا پائنٹ کہلاتا ہے۔ جس کے اوپر ایک روشنی کا مینار بنا ہوا ہے۔ ۱۸۴۲ء تک (یعنے جبکہ ریاست سندھ سے کراچی برٹش گورنمنٹ کو منتقل ہوا) ایک قلعہ کے سوا یہاں کچھ نہ تھا۔ مگر گورنمنٹ برطانیہ کے قلمرو میں داخل ہوتے ہی کراچی نے دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرنی شروع کی۔ اور ایک بہت بڑی تجارت گاہ بنگیا۔ کلفٹن جو ساحل پر واقع ہے اس کی سیر لطف سے خالی نہیں۔ کلفٹن اور گذری میں چند خوبصورت بنگلے استادہ ہیں۔ یہاں خوبی صحت گاہ بھی واقع ہے غرضیکہ یہ مقامات دیکھنے کے قابل ہیں۔ کراچی کی خاص عمارات و باغات یہ ہیں۔ فرئیر ہال جو عجائب گاہ بھی رکھتا ہے۔ میر بارکیس۔ سرکاری دفتر خزانہ۔ انڈیو روپین اور انڈیا ٹیلیگراف ڈیپارٹمنٹ۔ منکلوڈ۔ ریلوے سٹیشن۔ ٹرنٹی سینٹ اینڈریو اور سکاچ گرجے۔ سندھ کلب۔ فریمسن ہال۔ پارسی جمخانہ۔ سینٹ جوزف کی خانقاہ صنعتی کالج۔ برٹش باغ۔ وکٹوریہ مارکیٹ۔ لیڈی ڈفرن شفاخانہ۔ سرکاری باغ سول ہسپتال۔ میکس ڈینو ہال۔ گھنٹہ گھر۔ بولٹن مارکیٹ۔ اور جنگی خانہ۔ برٹش انڈیا کمپنی کے سٹیمر ہر ہفتہ دو مرتبہ بمبئی سے کراچی روانہ ہوتے ہیں

اگرچہ ریل کے ذریعہ سے بھی کراچی پہونچ سکتے ہیں۔ مگر اکثر لوگ بحری سفر کو ترجیح دیتے ہیں۔ کراچی چھوٹی صورت کا اور کسیقدر غیر دلچسپ معلوم ہوتا ہے۔

کرسیونگ :۔ دارجیلنگ جاتے ہوئے یہ پہلا پہاڑ ملتا ہے جو پانچہزار فیٹ بلند ہے جیساکہ مہا ایشور جاتے ہوئے کوہ پنچگنی سے سلسلہ کوہ کا آغاز ہوتا ہے۔ بہ نسبت دارجیلنگ کے یہاں کی آب وہوا زیادہ معتدل واچھی ہے اسلئے موسم گرما کی رہایش کے لئے اسے دارجیلنگ پر ترجیح دیجاتی ہے یہاں بہت سے چاء کے باغات ہیں۔ اور پہاڑوں پر سبزہ خودرو کا فرش زمردین نہایت بھلا معلوم ہوتا ہے۔ کرسیونگ سے میلگٹ ہی ۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے جو دارجیلنگ ہمالیہ ریلوے کا جائے تبادلہ ہے۔ کرسیونگ سے بیس میل آگے دارجیلنگ ہے پتھی یہاں بہت پیدا ہوتی ہے۔ پانتھر (ایک قسم کا چیتا) اکثر گردونواح میں نظر آتا ہے

کرکی :۔ پونا سے تین میل کے فاصلہ پر ایک فوجی سٹیشن ہے۔ یہ توپخانہ بمبئی کا ہیڈکوارٹر ہے بارود اور سامان جنگ کے کارخانے سٹیشن سے اڑہائی میل کے فاصلہ پر ہیں۔ کرکی کی تاریخی وقعت کی وجہ ہے کہ ۱۸۱۸ء یہیں آخری پیشوا باجی راؤ پر انگریزوں کو نمایاں فتح حاصل ہوی تھی۔ دریائے مولا کے پل کیطرف سے گردونواح کا نظارہ نہایت نظر فریب ہے گنیش کھنڈ جو گورنر بمبئی کے رہنے کی جگہ ہے کرکی سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے پونا اور کرکی کے مابین کا راستہ سیاحوں کی دلچسپی کے لئے بہت کچھ سامان رکھتا ہے۔ سڑکیں عمدہ بنی ہوئی ہیں۔ سیر وتفریح کے بہت سے مواقع حاصل ہیں۔

کرنال :۔ دہلی انبالہ کالکا ریلوے پر دہلی سے ۷۶ ۔ اور چھاونی انبالہ سے ۴۰ میل کے فاصلہ پر ایک پرانا شہر ہے۔ یہ پنجاب کا ایک ضلع ہے کہتے ہیں کہ راجہ کا زمانے کوروں اور پانڈوں کے جنگ کروچھتر کے دوران میں اس شہر کو بسایا تھا۔ اٹھارہویں صدی کے آخری حصہ میں کرنال راجہ جیند کے قبضہ میں تھا جس سے مرہٹوں نے چھین لیا۔ پھر راجہ گوردت سنگھ (لاڈوا) کے تصرف میں آیا۔ ۱۸۰۵ء میں برٹش نے ضبط کر لیا۔ یہاں دیسی کپڑا کمبل اور بوٹ بہت بنتے ہیں۔ پہلے ان اشیاء کی تجارت نہایت عروج پر تھی۔

کرنول :- کرنول روڈ سٹیشن سے ۳۲ میل کے فاصلہ پر بسا ہوا ہے کرنول روڈ ایس۔ایم ریلوے پر گنتکل سے ۳۴ میل کی مسافت رکھتا ہے کرنول کا شہر ہندوری اور تنگا بھادرا دریاؤں کی جائے اتصال پر واقع ہے ضلع ہونے کیوجہ سے جج۔ کلکٹر۔ مجسٹریٹ اور دیگر عہدہ داران کی رہائش کا مقام ہے۔ایک جدید فوارہ جو راجہ وزیا نگرم کا بنایا ہوا ہے اور چند مساجد دیکھنے کے لایق ہیں کیونکہ اس شہر کی یہی کل کائنات ہیں۔

کرور :- ایس۔آئی۔ریلوے کے ایرود جنکشن سے ۴۰ میل کے فاصلہ پر ہے دریائے ایراودی یہاں دریائے کاویری سے ملتا ہے سلطان ٹیپو کے ساتھ لڑائی کے دوران میں اس قلعہ کا محاصرہ کر دیا گیا تھا۔قلعہ اور پرانے مندر کے کھنڈرات دلچسپی سے خالی نہیں۔رومیتہ الکبرے کے بادشاہ ٹائبیریس سیزر کیوقت کے سکے یہاں دستیاب ہوئے ہیں۔

کسولی :- ضلع شملہ میں ایک کوہی چھاؤنی ہے۔جو کالکا سے ۹ - اور شملہ سے ۲۳ میل کے فاصلہ پر ہے۔بلندی ۶۳۲۲ فیٹ۔یہاں کی محفوظ آبادی میں زیادہ تر ہندو ہیں۔دو ہوٹل اور ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔کالکا سے کسولی تک ٹٹو۔رکشا وغیرہ کے لئے عمدہ سڑک بنی ہوئی ہے۔یہ سواریاں کالکا سے پیشتر اطلاع دینے پر مل سکتی ہیں۔

کلکتہ :- احاطہ بنگال اور ہندوستان کا دارالسلطنت ہے۔اور دریائے ہگلی پر خلیج بنگالہ سے نوے میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔اس دریا کا سفر نہایت خطرناک ہے۔کیونکہ اس میں اکثر طوفان آتے رہتے ہیں۔جو سالہائے گذشتہ میں بکثرت جان و مال کے نقصان و اتلاف کا باعث ثابت ہوئے ہیں۔ریت اور چڑھاؤ بالخصوص اول الذکر کا یہ عالم ہے کہ ہر روز بلکہ ہر ساعت دریا کے نبض پہچاننے کی ضرورت ہوتی ہے۔کیونکہ بہت سے جہاز ریت میں دھنس جاتے ہیں۔تجربہ کار گرگ باراں دیدہ ملاح اس دریا میں جہاز رانی پر لگائے جاتے ہیں۔خوفناک مقامات ریت کی دلدل اور رستے کا ہمیشہ بدلتے رہنا اور دیگر خطروں کو صرف مانجھی اور ملاح ہی اچھی طرح جانتے ہیں۔کلکتہ بمبئی سے چودہ میل کے فاصلہ

پر جی۔ آئی۔ اور ای۔ آئی۔ ریلوے پر آباد ہے۔ کرایہ ۹۹-۶-۴۸- اور ۲۲ روپیہ ۴۴ گھنٹوں کا سفر ہے۔ کلکتہ سپریم گورنمنٹ کا صدر ہے۔ چونکہ یوروپین حصہ (چورنگی) میں بڑی بڑی عظیم الشان کوٹھیاں۔ محلات۔ وقصر بنے ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ "شہر محلات" کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ یوروپین حصہ کے بازار فراخ اور سیدھے ہیں دیسی آبادی کے بازار اور کوچے تنگ ہیں جہاں ہر وقت ہجوم رہتا ہے۔ مغرب کی طرف سے مسافر ہوڑہ سٹیشن سے ہگلی کے پل کو عبور کرکے کلکتہ میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ پل بھی عجائبات روزگار سے ہے جو پون میل لمبا ہے۔ اور ہر ہفتہ دو مرتبہ جہازوں کو راہ دینے کے لئے بیچ میں سے پھٹ جاتا ہے۔ اس کے شق ہونے کا نظارہ کچھ کم دلچسپ نہیں۔ سٹیشن ہوڑہ پر گاڑیاں مل سکتی ہیں بمبئی اور دیگر شہروں کیطرح یہاں بھی کوچوانوں سے کرایہ مقرر کرنا پڑتا ہے۔ جس میں چند منٹ ضایع ہوتے ہیں۔ حالانکہ شرح کرایہ کا چھپا ہوا کاغذ گاڑی پر چسپاں ہوتا ہے۔ کلکتہ کے قابل دید مقامات میں سے بعض یہ ہیں:-

گورنمنٹ ہوس جس میں حضور وایسرائے رہتے ہیں۔ لیجس لیٹو کونسل کی عمارت۔ بلیک ہول۔ فورٹ ولیم (قلعہ) ٹاون ہال۔ ہائی کورٹ۔ ڈلہوزی انسٹیٹوٹ۔ جین مندر اسپلینڈ بازار۔ چورنگی اس کے متصل وسیع میدان۔ یادگار اختر نومی۔ بیشمار بت جن کی پوری تفصیل کے لئے ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت ہوگی۔ گارڈن ریچ (مٹیا برج) چڑیا گھر۔ باغ نباتات۔ ایڈن باغ۔ سیاکڑیٹ۔ ٹکسال عجائب خانہ۔ بنگال ایشیاٹک سوسائیٹی کی عمارت۔ ڈاکخانہ۔ ٹیلیگراف آفس۔ سینٹ پال کا گرجا۔ شکاف ہال۔ چنگی خانہ۔ سیلرز ہوم۔ متعدد ہوٹل۔ تھیٹر۔ سیر گاہیں وغیرہ میدان میں کلب گھر بنانیکا گھاٹ۔ جیلخانہ۔ اور کئی ایک خوشنما بڑے بڑے تالاب ہیں۔ اتفاقی سیاحوں کے سوا دیگر اشخاص ہوٹلوں میں کم اترتے ہیں کیونکہ یہاں وسیع وفراخ بورڈنگ ہوس ہوٹلوں کا کام دیتے ہیں۔ ۱۹۱۱ع میں شہر کی آبادی آٹھ لاکھ چالیس ہزار تھی۔ کلکتہ کی کماحقہ سیر کرنے کے لئے سیاح کو ایک بدرقہ یا دولت کی ضرورت ہے۔ گورنمنٹ ہوس چھ ایکڑ کے باغ میں استادہ ہے ہوس مذکور کڈسٹن ہال (ڈربی شائر) کے نمونہ پہ بنا ہوا ہے

حسن اتفاق سے ابھی کہ سٹن ہال کے مکین و مالک لارڈ کرزن آجکل ہندوستان کے گورنر جنرل وڈاکٹر آئے ہیں اس میں ایک بڑا کھانے کا کمرہ ہے۔ جس کا فرش سنگ مرمر کا ہے۔ کمرہ تخت پر (کیونکہ اس میں ٹیپو سلطان کا تخت رکھا ہوا ہے۔) کمرہ رقص جس کا فرش ساگون کے روغن کئے ہوئے لکڑی کا ہے اور خوبصورت چھت میں تاریخی جھاڑ۔ فانوس۔ آویزاں ہیں۔ اور کونسل کے کمرے کے علاوہ دیگر بہت سے کمرے ہیں جو سرکاری و خانگی استعمال میں آتے ہیں۔ کلکتہ کی انگریزی دکانوں میں ہر وقت یوروپ کا تازہ ترین مال موجود رہتا ہے۔ دیسی بازاروں کے نام عموماً جیسی اشیاء ان میں فروخت ہوتی ہیں۔ ان کے مطابق ہیں۔ جہاں ہندوستان کے ہر حصہ و ملک کی چیز ملسکتی ہے۔ چورنگی کے متصل جدید بازار (مارکٹ) نہایت پر رونق ہے۔ جنمیں یوروپین جنٹلمین اور میم صاحبات اکثر سودا سلف اور اشیاء خریدنے کے لئے آتی ہیں۔ بالخصوص صبح کو انکا نہایت ہجوم ہوتا ہے جبکہ سیاح اپنی چند فرصت کے گھنٹے یہاں لطف سے گذار سکتا ہے۔ "صبح کے بازار" کے معنوں سے کلکتہ کی ہر ایک میم بخوبی واقف ہے۔ سیر و تفریح کے انتخاب مقام میں سیاح کو سخت وقت پیش آتی ہے۔ کیونکہ کلکتہ اور اس کے گرد و نواح میں اس قدر دلچسپ مقامات و عمارات ہیں کہ انکو پورے طور پر دیکھنے کے لئے کئی روز بلکہ کئی ہفتہ درکار ہیں۔ موسم سرما میں کلکتہ کی آب و ہوا خوشگوار ہے۔ لیکن موسم تابستان کے اپریل و مئی کے مہینوں میں سخت ناقابل برداشت گرمی پڑتی ہے۔

کلکتہ کے بعض مشہور یوروپین کمپنیوں کے نام یہ ہیں:- (۱) لیان لیان سوداگر بندوق و رائیفل نمبر ۱۶۔ چورنگی روڈ صابون و بتی فروش کمپنی ۹۳ گارڈن ریچ (۲) ریڈوم کمپنی جو سامان ورزش و جمخانہ فروخت کرتی ہے ۱۹۵ دہرم ٹولہ (۳) فلپ کمپنی فوجی سول خیاطی کا کارخانہ ۱۲ ولسلی سٹریٹ (۴) ڈبلیو نیولن اینڈ کمپنی تاجران کتب ۱۲ ڈلہوزی سکوئر (۵) مسز مونکس گرینڈ ہوٹل چورنگی (۶) بی۔ بی روڈا اینڈ کمپنی بندوق ساز ۱۸ ڈلہوزی سکوئر۔ (۷) سی رنگر اینڈ کمپنی ہومیوپیتھک ۱۲ ڈلہوزی سکوئر (۸) ہارلڈ کمپنی سوداگر آلات موسیقی (۹) ایسٹ اینڈ واچ گھڑی فروش ۸ رادھا بازار (۱۰) ڈی اینڈ کمپنی تصویروں پر چوکٹا چڑھانے

پنکھے اور سائن بورڈ بنانیوالی ۲/۱ چورنگی روڈ (۱۱) چائلڈ کمپنی تنباکو فروش ۲-
۲۲-۲۳ چورنگی روڈ (۱۲) پائنیر سائیکل کمپنی بائیسکل فروشں ۲/۱ ۔چورنگی۔ علاوہ
اوسلر اور ہیٹن کمپنیوں کی دکانیں لنڈن اور پیرس کی عظیم الشان دکانات سے
کسی بات میں کم نہیں۔

انگریزی سوداگر جوہگلی پر آباد تھے۔ ۱۶۸۶ء میں انہوں نے اپنی رہایش
کو معرض خطر میں پاکر یہ چھوڑ دی اور سوتاہ چلے گئے جو ہگلی کے مشرقی کنارہ پر
واقع ہے اور اب کلکتہ کے شمال حصہ میں داخل ہے۔ ۱۶۹۰ء میں ایسٹ انڈیا
کمپنی کے ملازمان بنگال نے کلکتہ کو اپنا صدر مقام قرار دیا۔ ۱۶۹۶ء میں ابتدائی
فورٹ ولیم (قلعہ) کی بنیاد رکھی گئی۔ جسے سراج الدولہ نے ۱۷۵۶ء میں فتح کرلیا
اور اس کے ساتھ ہی بلیک ہول کا خوفناک حادثہ واقع ہوا۔ ۱۷۵۸ء میں کلاکو
کلکتہ کو پھر واپس لے لیا۔ اور تب ہی سے جدید کلکتہ کی بنیاد پڑی۔ اور کلاکو نے
نیا قلعہ بنوایا جو اب فورٹ ولیم کے نام سے مشہور ہے۔ پرانا قلعہ خالی کردیا گیا
جہاں اب چنگی خانہ اور سرکاری دفاتر ہیں۔ جب جہاز کلکتہ کے قریب پہونچتا ہے
تو کلکتہ کی عمارتیں دُور سے نہایت شاندار نظر آتی ہیں۔ مگر شہر بالخصوص دیسی حصہ
میں پہونچکر اس شوکت کا اثر بہت کچھ کم ہوجاتا ہے۔ باغ نباتات جو ۲۷۲ ایکڑ میں
ہے سیب پور میں واقع ہے۔ جہاں علم نباتات کا شایق ہفتوں اور پودوں
کی تحقیقات میں مصروف رہسکتا ہے۔ یہ پھول اور پودے ویسے ہی مفید بھی
ہیں جیسے کہ رونق بڑھانیوالے۔ آسام میں چائے۔ سکم میں سنکونا اور نیلگری
میں دنیاڈ کی کاشت کو ترویج دینے کے لئے ہم اس باغ کے مشکور ہیں۔

قلعہ کے سامنے پرنسپ گھاٹ ہے اس کے بعد بابو (ریا چندر داس) کا
گھاٹ آتا ہے اس کے قریب ہی گوالیار کی یادگار ہے یہ لارڈ الینبرا نے ۱۸۴۷ء
میں ان بہادروں کے بقائے نام کے لئے بنائی تھی جو جنگ ۱۸۴۳ء میں مارے
گئے تھے۔ پھر ایڈن باغ میں پہونچتے ہیں۔ جو لارڈ آکلنڈ کی ہمشیروں کے نام سے
موسوم ہے لارڈ آکلنڈ اور سر ڈبلیو میل کے بُت بھی یہاں نصب ہیں جو علے الترتیب
شاموں اور کمک لکھنؤ کے واقعات کو یاد دلاتے ہیں۔ مندرجہ ذیل بُت بھی میدان

میں استادہ ہیں۔ اختر لونی کی یادگار جو ۱۶۵ فیٹ بلند ہے اور سنہ ۱۸۲۳ء میں نصب کی گئی تھی۔ لارڈ بنٹنک کا کانسی کا بت۔ لارڈ نارتھ بروک۔ لارڈ کیننگ لارڈ لارنس۔ لارڈ ہارڈنگ۔ سر جیمز روٹرم اور لارڈ میو کے بت بھی یہاں موجود ہیں۔

گورنمنٹ ہوس جو سنہ ۱۸۰۴ء میں بنایا گیا تھا۔ اس میں مارکوئس ولزلی کا خوبصورت بت استادہ ہے۔ ٹاون ہال جو اسی سال عام چندے سے بنا تھا۔ اس میں وارن ہسٹنگز کا سنگ مرمر کا بت ہے سینیز لارڈ کا۔ نواس کا بھی مجسمہ ہے۔ علاوہ بریں یہاں ملکہ متوفیہ پرنس آف ویلز (شاہ ایڈورڈ ہفتم) لارڈ لیک لارڈ گاف۔ سر چارلس ٹکاف۔ سر ایچ ڈیورنڈ بشپ ولسن۔ ویلز فورس۔ نیرڈ اور دیگر معزز عہدہ داروں کی بھی تصویریں آویزاں ہیں۔ ہائیکورٹ کی عمارت جو قدیم سے فریج نمونہ پہ ہے چنداں شاندار نہیں یہاں بھی سر ایڈورڈ ہائڈ کے بت کے علاوہ سر ایلجر ایی۔ سر اے ریاں۔ سر لارنس پیل وغیرہ کی روغنی تصویریں ہیں۔

جدید پوسٹ آفس کلکتہ کی عالیشان عمارات سے متصور ہوتا ہے۔ مٹکاف ہال جو شہر سٹریٹ میں ہے سنہ ۱۸۶۴ء میں درجہ تکمیل کو پہونچا تھا۔ دلہوزی انسٹیٹوٹ جو سکوئر میں ہے۔ مارکوئیس آف ہسٹنگز لارڈ ڈلہوزی اور مسٹر جیمز ولسن کے بت رکھتا ہے عجائب گاہ چورنگی روڈ پر ہے۔ ہسپتال۔ میڈیکل کالج (کالج سٹریٹ) پریزیڈنسی جنرل ہسپتال اور میو ہسپتال قابل دید مقامات ہیں۔

چڑیا گھر ہسٹنگز پل کے متصل ہے جسے سر ارٹیمپل نے قایم کیا تھا۔ گریٹ ایسٹرن ہوٹل جو گورنمنٹ ہوس کے سامنے ہے۔ گنواروں کی رہایش کے لئے موزون ہے۔ مسز والٹر کا بورڈنگ ہوس واقعہ رسل سٹریٹ صاف و پاکیزہ و آرام دہ ہے

کلمبو:۔ سیلون کا دارالسلطنت اور بمبئی۔ آسٹریلیا۔ چین و جاپان کے مسافروں کی آمد و رفت کا بہت بڑا بندر گاہ ہے۔ بڑے بڑے سٹیمروں کیواسطے بندر گاہ کو محفوظ بنانے کے لئے ساڑھے آٹھ لاکھ روپئے کے صرف سے گہروں کے روکنے کے لئے پشتہ بنایا گیا ہے پشتہ مذکور ۴۲۱۲ فیٹ لمبا ہے۔ اور اس کی صنعت تعمیر قابل دید ہے۔ کلمبو کی آبادی ایک لاکھ اسی ہزار اور تمام سیلون کی آبادی تیس لاکھ سے زائد ہے جو ۴۶۷۸ یوروپین ۲۱۲۳۱ بردل ۲۰۴۱۱۵۰

سنگالی ۳۰۵۳۲۲۷، تامل ۱۹۷۱۲۶، بھور ۲۰۰۰۰، ملایا ویدا اور دیگر فرقوں پر مشتمل ہے۔ سیلون کا ٹکٹ اور سکہ علیحدہ ہے۔ یہاں کا روپیہ سو سنٹ کے مساوی ہے ممالک غیر کے خطوط پر بشرطیکہ وہ نصف اونس سے وزن میں زائد نہوں ۶ سنٹ کا ٹکٹ لگتا ہے۔ یورپ اور ہندوستان کے خطوط وزنی ایک اونس پر ۵ سینٹ کا ٹکٹ لگانا پڑتا ہے (تار) مقامی معمولی تار کے آٹھ الفاظ کی اجرت ۲۵ سینٹ اور ضروری تار کی ۵۰ سینٹ لیجاتی ہے۔ معمولی و ضروری پیغامات کے ہر ایک زاید لفظ کے لئے علے الترتیب ۵ و ۱۰ سینٹ دینے پڑتے ہیں ممالک غیر کے تاروں کی اجرت (مع پتہ) فی لفظ تین روپیہ دس آنے چارج کیجاتی ہے۔ یہ شرح مستقل نہیں۔ کنارہ پر اترتے ہی مسافروں کے اسباب کا معائنہ کیا جاتا ہے تمام نئے اسباب اور اسلحہ آتشی پر ساڑھے چھ فیصدی کی شرح سے محصول لیا جاتا ہے۔ ذاتی اسباب اس محصول سے مستثنےٰ ہے۔ کلمبو میں بہت سی دلچسپ سیرگاہیں ہیں۔ قلعہ میں بڑے بڑے یوروپین اور دیسی سوداگروں کی دکانیں موجود ہیں۔ ڈاکخانہ و تار گھر (جسکا تین لاکھ روپیہ خرچ ہے) بنک۔ ہوٹل۔ کتب خانہ (جو ۱۸۷۰ء میں قایم ہوا تھا) اور گورنر ہوس (گورنر کے رہنے کی جگہ) کے علاوہ اور بھی بہت سے قابل دید مقامات ہیں۔ قلعہ میں سے گذر کر سیاح دیسی شہر میں داخل ہوتا ہے۔ جسکا بازار کلاں پیٹھ کہلاتا ہے۔ اس کے بعد مارکٹ۔ گاس کا کارخانہ۔ قانونی عدالتیں۔ ولفنڈہ چرچ۔ وکٹوریہ پل (جسپر پانچ لاکھ روپیہ سے زیادہ صرف ہوا ہے) بدھ کا مندر کیلانی (جو دو سو سال کی قدامت رکھتا ہے) جس میں بدھ کے ۳۶ فیٹ بلند بت کے علاوہ وشنو۔ شیو۔ گنیش وغیرہ کے بت بھی موجود ہیں۔ اور پاس کے باغ کی سیر کرتے ہوئے فرگوسن روڈ کا راستہ اختیار کرنا چاہیے امریکہ کے درختوں کے جھنڈ میں سے گذرتے ہوئے سینٹ جان سینٹ جیمز اور سینٹ اینڈریو کے گرجے ملتے ہیں۔ بجانب چپ مڑنے سے کتھیڈرل (بڑا گرجا) اور سینٹ ٹامس کالج تک پہونچ جاتے ہیں اولڈ کالج سٹریٹ سے روانہ ہوکر بدھ کا مندر کٹاہینا جیل۔ پاگل خانہ اور دیگر عمارات کو دیکھ سکتے ہیں اور بھی بہت سی تفریح گاہیں ہیں۔ مثلاً گال فیس۔ جزیرہ سلیو جھیل کے گرد و نواح کا نظارہ دارچینی کے باغات۔ عجائب گاہ۔ گھوڑ دوڑ کا میدان۔ وکٹوریہ پارک۔

بالملاپی اور کاپٹی کی سڑکیں وغیرہ کو اہ پیدا نا پیدا دوڑتے ہوئے جانا پھر گاڑی یا ٹرین میں واپس آنا بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ چاء۔ قہوہ۔ ناریل۔ تیل۔ اور بہت سے اجناس کلمبو کی پیداوار ہیں عقیق۔ الماس۔ نیلم۔ اور انواع واقسام کے قیمتی پتھر سیلون کے مختلف حصوں سے دستیاب ہوتے ہیں۔ یہاں ان کی بہت خرید وفروخت ہوتی ہے۔ جن کو سیاح دیسی جوہریوں کے پاس دیکھ سکتے ہیں کلمبو مشرق کا ایک نہایت دلفریب قطعہ ہے جہاں نووارد غیر محدود عرصہ تک سیر وسیاحت سے محظوظ ہو سکتا ہے۔ سرامرسن سینٹ لکھتے ہیں کہ "خواہ کسی راستہ سے سیلون کو جائیں یہاں پہونچکر ایک ایسا نظر فریب وشاندار مرقع آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتا ہے۔ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں نہیں ملسکتی"۔ سر ایڈون ارنلڈ مندرجہ ذیل الفاظ میں سیلون کی تعریف کرتے ہیں:۔ کہ "سیلون کی قدرتی خوبصورتی، رعنائی کو مبالغہ سے بیان کرنا ناممکن ہے۔ اگرچہ باہر سے یہ ریت کی طلائی کمربند۔ کھجوروں کے درختوں سے گھرا ہوا ہے۔ مگر اندرونی حصہ ایک وسیع باغ ہے۔ جو قدرت نے اپنے ہاتھوں سے نشیب وفراز قطعات۔ پہاڑوں۔ وادیوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر لگایا ہے۔ اور ہر طرف سبزہ زار نظر آتا ہے۔ جہاں وہ تمام اثمار۔ پھول۔ میوے اور اجناس پیدا ہوتے ہیں۔ جو خط سرطان اجدی کے درمیانی قطعہ کلب میں نشو ونما پا سکتے ہیں۔ آسمان بجائے خود خط استوا کے سورج کی ضیا سے چمک دمک دکھا رہا ہے۔ مگر اس کی تمازت کو سمندر کی سرد ہوا خنک کئے دیتی ہے۔ شہر کلمبو کا بیرونی حصہ بھی سبزہ زار اور نہروں سے معمور ہے۔ صدہا میل چلے جاؤ تمہیں دائیں بائیں ناریل۔ نیشکر۔ کھجور۔ بانس۔ دارچینی اور انواع واقسام کے درختوں کے جھنڈ کے جھنڈ نظر آئیں گے۔ جس میں رات کو جگنوؤں کی جگمگاہٹ عجب لطف دکھاتی ہے۔ پشت سے پشت جھونپڑا بھی کھجور اور ارغوانی پھولوں کے پودوں میں چھپا ہوا ہے۔ اس قدرتی جوش نمو کو جہاں انسانی عقل وہمت سے مدد ملی ہے۔ وہاں حیرت انگیز نتائج پیدا ہوئے ہیں۔ چنانچہ جائفل۔ انڈیا ربڑ۔ سنکونا۔ چائے۔ سنگالی پھل پھول۔ اور دیگر اشیاء کی بافراط پیداوار اس کے ثبوت میں پیش کی جاسکتی ہے۔ غرضیکہ طالب علم قدرت کے مطالعہ کے لئے یہاں کی طرفہ

سرزمین کے عجائبات بمنزلہ دلچسپ اوراق کے ہیں۔

کلنگا:۔ بنگال ناگپور ریلوے پر ناگپور سے ۳۷۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہ نہایت ہی غیر موزوں قصبہ ہے۔ آبادی ایکہزار سے بھی کم ہے۔ یہاں کے لوگ پاس کے دریا کی ریت کو دھوکر سونا نکالتے ہیں۔ جب دریا چڑھاؤ پر ہو۔ تو اُسکا نظارہ دلچسپی سے خالی نہیں۔

کلو ٹورا:۔ (سیلون) کلمبو سے ۲۶۔ اور کوہ لینیا سے ۱۴ میل کے فاصلہ پر ریلوے سٹیشن ہے یہ نہایت دلچسپ مقام ہے۔ اور "سیلون کا رچمونڈ" کہلاتا ہے۔ دریائے کالو کنگا کا دہانہ رکاوٹ کیوجہ سے ایک جھیل کی صورت میں یہ نکلا ہے۔ یہاں کے باشندے خوبصورت ٹوکرے بناتے ہیں۔ فصل پر آم اور دیگر عمدہ اور لذیذ میوے پیدا ہوتے ہیں۔ نیلم یہاں صاف اور پالش کرنے کے لئے بہت لایا جاتا ہے۔ کلو ٹورا میں بدھ کا ایک مندر۔ ایک آرام گاہ اور ایک ڈاک خانہ قایم ہے۔ یہاں ساحل تجارت بکثرت ہوتی ہے دریا کے پل کو عبور کرکے شہر میں پہونچتے ہیں۔ پل بارہ حصوں پر منقسم ہے۔ اور بارہ سو فیٹ طویل ہے۔ یہ شہر بہت وسیع ہے۔ اور آب وہوا خوشگوار ہے۔ مشرقی حصہ نہایت لطف انگیز ہے۔ آرامگاہ ایک پُرفضا مقام کے وسط میں بنی ہوئی ہے۔

کلوزپیٹ:۔ چہاناپٹنہ سے سات میل کے فاصلہ پر یہ قصبہ سر باری کلوز سابق برٹش رزیڈنٹ کے نام پر آباد کیا گیا ہے گرد ونواح میں چیتے اور دیگر اقسام کا شکار کثرت سے ہے یہ ضلع بنگلور سے تعلق رکھتا ہے۔ منی آرڈر و سیونگ بینک کے دفاتر موجود ہیں۔

کلیان:۔ جی۔ آئی۔ پی ریلوے کا ایک بڑا وسیع جنکشن ہے جو بمبئی سے ۳۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ریلوے مذکور کی شمال مشرقی اور جنوب مشرقی لائنیں یہیں آکر ملتی ہیں۔ لوکل ٹرینیں ہر گھنٹے بمبئی روانہ ہوتی ہیں اور ادھر سے یہاں آتی ہیں۔ وٹنگ و ریفرشمنٹ روم کے علاوہ سٹیشن کے متصل ایک سرائے بھی موجود ہے۔ کلیان ایک پُرانا قصبہ ہے۔ اور یقیناً زمانہ قدیم میں وسیع صوبہ کا دارالحکومت ہوگا سٹیشن سے ایک میل کے فاصلہ پر ہر سال ماہ

مئی میں "بنده" نامی میلہ ہوا کرتا ہے۔ اینٹوں کا پژاوہ۔ اور پتھروں کی کانیں شہر کے قریب واقع ہیں۔ امرناتھ کا مشہور مندر شہر سے چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ رکمن بائی ہسپتال جو ایک سرکاری طبی افسر کے زیر انتظام ہے سٹیشن کے متصل بنا ہوا ہے۔

کمبا کونم:۔ ایس۔آئی۔ ریلوے پر اہم کا سٹیشن قصبہ سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر ہے تنجور یہاں سے ۲۴ میل کی مسافت رکھتا ہے احاطہ مدراس کا یہ ایک نہایت قدیم اور مقدس قصبہ ہے۔ یہاں کئی ایک مندر ہیں جن میں سب سے بڑا وشنو کا ہے۔ لیکن اندرونی حصہ چنداں خوبصورت نہیں۔ کمبا کونم میں سرکاری کالج قایم ہے۔ اور ایک اسلامی تالاب بھی قابل دید ہے۔ کہتے ہیں کہ گنگا بارہ سالوں میں ایک مرتبہ اس تالاب میں بہتا ہے۔ اس موقع پر اس کثرت سے لوگ اس میں نہاتے ہیں کہ سطح چند انچہ اونچی ہوجاتی ہے۔ اس تالاب کے کنارے سولہ خوشنما چھوٹے چھوٹے مندر بنے ہوئے ہیں۔ ایک ڈاک بنگلہ کے علاوہ ڈاک خانہ بھی موجود ہے۔

کنا نور:۔ ساحل مالا بار پر بمبئی سے ۴۴۴ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس کے ساحل سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر سٹیمر لنگر انداز ہوتا ہے۔ آبادی ۲۵ ہزار ڈاک بنگلہ موجود ہے یہاں کا قلعہ پرتگیزوں کا بنایا ہوا ہے کنا نور میں چھاؤنی بھی ہے۔ آب و ہوا تمام سال بحیثیت مجموعی اچھی رہتی ہے۔ یہ مقام ناریل کے کثیر التعداد درختوں کے لئے مشہور ہے۔

کنجیورام:۔ مدراس سے بفاصلہ ۴۳ میل آباد ہے۔ بڑی ریلوے لائن کے سٹیشن چنگل پٹ سے ایک شاخ کنجیورم کو جاتی ہے یہ اہل ہنود کا نہایت قدیم مقدس شہر ہے۔ بدھ مذہب کی خانقاہیں اب تک موجود ہیں۔ وشنو کا مندر نہایت خوشنما ہے ہر سال مئی کے مہینے میں میلہ ہوا کرتا ہے۔ جبکہ ہزارہا ہندو جاتری یہاں آتے ہیں ڈاکخانہ سیونگ بینک اور تار کے دفاتر قایم ہیں۔

کنڈات:۔ (برہما) شمالی چندون کے ضلع کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ پوکاکو سے (جو منڈالے سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر ایک بندرگاہ ہے) سٹیمر کے ذریعہ سے یہاں

پہونچ سکتے ہیں۔ سوائے گردونواح کے دلکش کوہی منظروں کے یہ کوئی اور قابل دید چیز نہیں رکھتا۔

گنڈاپورم:۔ مدراس ریلوے کے این ڈبلیو لائین پر کڈاپہ سے بفاصلہ ۴۹ میل دیہاتی ریلوے سٹیشن ہے یہاں سے مشرق کی سمت پانچ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں گنڈی کوٹہ نامی ہے جہاں ایک پرانا قلعہ واقع ہے ایک غار کا آبشار بھی دیکھنے کے قابل ہے۔ گنڈاپورم میں ڈاکخانہ موجود ہے۔

کنڈامنگلام:۔ ایس۔ آئی۔ ریلوے (پانڈیچری نیلو برانچ) کے ذریعہ سے اس سٹیشن کو جاتے ہیں۔ جو انگریزی علاقہ میں فرنچ سرحد کے قریب ہے۔ یہاں مسافروں کا اسباب دیکھا جاتا ہے۔ سٹیشن اور ویلا نور کے مابین دریائے گنگی کے کنارے پر ڈاکخانہ ہے۔

کوٹری:۔ ضلع کراچی کا ایک تعلقہ جو شہر کراچی سے سو میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ کوٹری ایک قصبہ ہے۔ اور میونسپلٹی بھی رکھتا ہے۔ یہ دریائے سندھ کے دہنے کنارے پر بسا ہوا ہے۔ اور ریلوے سٹیشن ہے۔

کوچ بہار:۔ یہ اس نام کی ریاست کا دارالحکومت ہے۔ جس کے شمال میں بھوٹان۔ جنوب میں رنگپور۔ مشرق میں گوپاڑہ دگما ڈوری۔ اور مغرب میں کالیگوری واقع ہے۔ کوچ بہار کلکتہ کے شمال میں ۲۵۳ میل کے فاصلہ پر ہے ایسٹرن بنگال سیٹٹ ریلوے کے سٹیشن سیالدہ سے ڈموکدیہ جانا پڑتا ہے وہاں سے بذریعہ دخانی کشتی۔ سارن۔ بہار ای۔ بی۔ ایس ریلوے پر سوار ہو کر اپنا۔ جہاں ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ بعد دریائے ٹیسہ کو عبور کر کے سٹیشن ٹیسہ کو جاتے ہیں۔ اس سے آگے مغل گھاٹ ۱۴ میل کا راستہ ہے جہاں سے دریائے دھورلا سے گذر کر گیٹالا ہے۔ پھر کوچ بہار سٹیٹ ریلوے پر ۲۲ میل سفر کر کے لورسہ پھر اسی نام کے دریا کو عبور کر کے کوچ بہار پہونچتے ہیں۔ سیالدہ سے لورسہ تک تقریباً ۲۹۰ میل کا فاصلہ اور ساڑھے بیس گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۲۸-۱۴-اور ۴ روپیہ ہے۔

ریاست کی زمام حکومت مہاراجہ کے ہاتھوں میں ہے جنکے عالی شان محلات قصبہ کے شمالی اختتام پر واقع ہیں۔ محل سے بجانب شرق کارخانہ نیل کو ایک

عمدہ پختہ سڑک جاتی ہے۔ جس کے دونوں طرف دکانیں ہیں۔ بہ سمت جنوب بھی ایک بازار ہے پرانے بازار کے پہلو پر ایک بڑا تالاب ہے جو لال ڈگی کہلاتا ہے قصبہ اور اس کے مضافات میں جیل۔ عدالتیں۔ پولیس سٹیشن۔ قلعہ۔ لائبریری خزانہ۔ اور پیلس وغیرہ کے دفاتر اور دلچسپ عمارتیں ہیں۔ یہ ریاست پولیٹیکل طور پر گورنمنٹ بنگالہ کے ماتحت ہے۔ اس کا رقبہ ۱۳۰۷ مربع میل اور آبادی ۵۹۲۴۸۹ ہے۔ قصبہ کوچ بہار کی آبادی نو ہزار متنفسوں سے زیادہ نہیں۔ اور تمام ریاست میں صرف یہی ایک مقام ہے جسے "قصبہ" کہا جا سکتا ہے۔ ریاست میں دو پرانے فصیل دار شہروں الموسوم بہ دھرم دیال دکماتا پور کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں۔

کوچین: ۔ یہ ساحل مالابار پر آباد ہے۔ اس کا قلعہ نہایت پرانا ہے ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ سٹیمر ساحل کو مس نہیں کرتا۔ بلکہ ایک میل کے فاصلہ پر لنگر انداز ہوتا ہے۔ مسافر کشتیوں میں سوار ہو کر خشکی پر اترتے ہیں۔ آبادی ۱۶ ہزار۔ دریا کے پانی کو پشتہ بندی سے نہایت مفید و کارآمد بنایا گیا ہے۔ کوچین اور ایلپی کی تجارت اسی بحری راستہ سے ہوتی ہے یہاں عمدہ کشتیاں اور جہاز بنائے جاتے ہیں۔ بی۔ آئی۔ ایس۔ این کمپنی کے سٹیمر یہاں ٹھہرتے ہیں کوچین ہندوستان کے ان چند مقامات میں سے جہاں پہلے پہل یورپین باشندے داخل ہوئے کہتے ہیں کہ سینٹ ٹامس جواری نے حضرت مسیح کی وفات کے ۲۵ سال بعد وعظ و تلقین سے یہاں بھی اشاعت مذہب عیسوی کی کوشش کی تھی اور کسیقدر باشندوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا جو اب نصرانی مو پلا کہلاتے ہیں سنہ عیسوی کے پہلے سال میں یہودیوں نے بھی ایک نوآبادی بسائی تھی۔ تانبے کے کتبوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آٹھویں صدی عیسوی میں کوچین میں یہودیوں کے معبد اور شاہیوں کے گرجے موجود تھے۔ سنہ ۱۵۰۲ء میں واسکوڈاگاما نے یہاں کارخانہ قایم کیا تھا۔ اس کی بندرگاہ کے بانی پرتگیز تھے۔ اس لحاظ سے اُسے ہندوستان کا پہلا یوروپین بندرگاہ کہنا چاہیئے سنہ ۱۵۲۴ء میں گاماکا انتقال ہو گیا جس کی لاش خانقاہ فرنسسکن میں دفن

ہوئی۔ خانقاہ مذکور پروٹسٹنٹ گرجے میں تبدیل کیا گیا ہے۔ ۱۵۷۸ء میں عیسائی سوسائٹی کوچین نے ایک مذہبی کتاب شائع کی۔ جو ہندوستان کی پہلی مطبوعہ کتاب تھی۔ ۱۶۶۳ء میں ڈچ قوم نے۔ پرتگیزوں سے کوچین چھین لیا۔ ۱۷۹۵ء میں انگریزوں کے قبضہ میں آیا۔ کوچین کا پروٹسٹنٹ چرچ جو ۱۵۱۶ء میں بنایا گیا تھا۔ کالیکٹ کے گرجے کے بعد ہندوستان کا دوسرا پرانا گرجا ہے کوچین جانیوالے مسافر شیرالور کے سٹیشن پر ٹرین سے اتر کر بذریعہ پالکی سفر کر کے ٹریچین پہونچتے ہیں۔ وہاں سے بوساطت کشتی کوچین۔ کل مسافت ۲۷ میل ہے۔ کالیکٹ سے برٹش انڈیا کا سٹیمر بھی کوچین کو جاتا ہے یہ بحری راستہ بہ نسبت اول الذکر کے زیادہ خوشگوار ہے۔

کورابلہ کوٹہ:۔ ایس۔ آئی۔ ریلوے کی پانڈیچری شاخ سے پکالا دہر ورم جنکشن سے جاتے ہیں۔ یہ قصبہ ہمت گاد منا پلی سے ۶ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ہیبی کونڈر کے پہاڑ بھی اس قدر مسافت رکھتے ہیں۔ ارنڈ کے بیج اور راگی یہاں بہت پیدا ہوتی ہے۔

کورلا:۔ بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے بمبئی سے ۹ میل کے فاصلہ پر ہے۔ بمبئی والنیئر رائفلز کا سلسلہ اس کے سٹیشن کے قریب ہے۔ سرکاری محکمہ نمک کے علاوہ یہاں کپڑے بننے کے کئی ایک بڑے بڑے کارخانے ہیں۔ یہ بمبئی کی طرف سے جزیرہ سلستی کا پہلا سٹیشن ہے یہ جزیرہ بمبئی کے جزیرہ سے ایک سڑک کے ذریعہ سے پیوستہ کیا گیا ہے۔

کوکوناڈا:۔ یہاں پہونچنے کے لئے شمال کوٹہ جنکشن سے گاڑی بدلنی چاہیئے۔ کشتیوں کے ذریعہ سے بھی سفر کیا جا سکتا ہے یہ ایک چھوٹی سی جگہ ہے لیکن اس کے گرد و نواح میں چند بڑے بڑے دیہات ہیں جو کسیقدر وقعت رکھتے ہیں۔

کولار کی کانہائے طلائی ریل:۔ (ریاست میسور) اس ریلوے کے مندرجہ ذیل سٹیشن ہیں۔ اور ہر ایک سٹیشن کے ساتھ جو طلائی کانیں ان کے نام بھی دیئے گئے ہیں (سٹیشن بالاگھاٹ) اس میں بالاگھاٹ کی کانیں نا
بقیہ

کار وہنداڈل اور مغربی میسور کی کانیں وغیرہ داخل ہیں (اورگاؤم) اور کاؤم اور بندوائی کی کانیں (چیمپئن) ریف کی کانیں (ماری کوپام) یہ سٹیشن کانہا میسور کے متصل ہے۔

کولہاپور:۔ کولہاپور سٹیٹ ریلوے پر پریزیڈنسی بمبئی ایک دیسی ریاست کا دارالحکومت ہے۔ بمبئی سے ۳۰۰ میل اور اٹھارہ گھنٹوں کا راستہ ہے۔ کرایہ ۱۹-۹-اور ۴ روپیہ ہے مدراس سے ۴۳۶ میل ساٹھ گھنٹوں کا سفر ہے اور ۴۰-۲۰-اور ۹ روپیہ کرایہ ہے۔ کولہاپور سطح سمندر سے ۱۸۰۰ فیٹ بلند ہے زمانہ گذشتہ میں قدیمی منادر کی وجہ سے یہ نہایت مقدس مقام متصور ہوتا تھا جن میں سے ایک بڑا مندر مہالکشمی کا ہے۔ زمانہ سابق میں جو خانقاہیں اس کے گرد واقع تھیں وہ اب کئی فیٹ سطح زمین کے نیچے مدفون ہو گئی ہیں۔ ایک بلوری صندوقچہ جو ۱۸۸۰ء میں ایک سٹوپہ میں دستیاب ہوا تھا اس کے ڈھکنے پر آشکارا حروف میں حضرت مسیح کی پیدائش سے تین صدیاں پیشتر کا سنہ مرقوم تھا۔ زمین کے کھودنے سے اور بھی کئی ایک چھوٹے چھوٹے مندر نکلے ہیں کولہاپور میں ۱۸۸۰ء سے ایک صوبہ کا کالج ہے۔ یہاں ظروف گلی وسنگی وعطریات۔ کاغذ۔ شراب۔ موٹا سوتی اور اونی کپڑا بنتا ہے۔ کولہاپور کا انتظام مہاراجہ صاحب فرماتے ہیں۔

کول پہاڑ:۔ ممالک مغربی وشمالی کے جنوبی کوہستان کا ایک پہاڑی قصبہ و ریلوے سٹیشن ہے جو ہمیرپور سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ مشہور بندیلہ سرغنہ چھترسال کے لڑکے راجہ جگت اور راجہ جیبت پوہ نے اسے آباد کیا تھا۔ راجہ جگت کے بڑے ایک لڑکے نے اپنے لئے قصبہ میں ایک عالیشان محل بنوایا۔ جس کے کھنڈر ابتک موجود ہیں آبادی ۶۲۰۰ تحصیل۔ پولیس چوکی۔ سکول۔ سرائے۔ تالاب مساجد و منادر کے علاوہ ڈاک خانہ بھی کھلا ہوا ہے۔ یہاں کی اشیاء تجارت غلہ۔ روئی اور رنگ ہیں۔

کولٹلام:۔ (دیکھو تنا ولی)

کونور:۔ کوہستان نیلگری میں سطح سمندر سے ۶۱۰۰ فیٹ کی بلندی پر واقع ہے یہاں تمام سال قیام کر سکتے ہیں کیونکہ ٹمپریچر ۶۵ درجہ سے کبھی

زیادہ نہیں ہوتا۔ اور بہ نسبت اوٹکمانڈ کے بارش کم ہوتی ہے یہ اوٹکمانڈ سے
دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ آب و ہوا اینگلو انڈین اشخاص کے نہایت موافق ہے
یہ پریزیڈنسی مدراس کا صحت گاہ ہے۔ تقریباً بیس میل عمدہ سڑکیں بنی ہوئی ہیں
جن کے کناروں پر جھاڑیاں اور خودرو پھول اُگے ہوئے ہیں بہر کیف
ہندوستان کے کوہستانی قطعات میں یہ مقام بھی غنیمت ہے۔ بذریعہ جھار
آبشار کیتھرین کا لطف اٹھا سکتے ہیں درختوں کے کنارے تین میل سڑک طے
کرکے نسبتاً ایک تنگ سڑک میں داخل ہوتے ہیں۔ جس کے آگے لینڈی کینگ
کا مقام ہے" کونور سے قلعہ پیلنگ کی سیر کو بھی جاتے ہیں جو دن بھر کی تھکا دینے
والی تفریح ہے۔ ویلنگٹن کا فوجی سٹیشن ہے۔ اور کونور سے اڑہائی میل کے
فاصلہ پر واقع ہے۔ ویلنگٹن یا کونور سے اوٹکمانڈ ساڑھے دس میل ہے۔ یہاں
بہت سے ہوٹلوں میں سے گرے۔ ڈیوڈسن اور ریگن کے ہوٹل مشہور ہیں۔

قریب ترین ریلوے سٹیشن میٹوپالیام ہے۔ جو مدراس سے بفاصلہ
۳۲۷ میل مدراس ریلوے شاخ نیلگری پر اوٹکمانڈ سے یہ مسافت ۳۲ میل کونور
گھاٹ پر واقع ہے۔ میل تانگہ کا کرایہ حسب ذیل ہے:۔ میٹوپالیام سے کونور
فی سواری [illegible] روپیہ ہے۔ کونور سے اوٹکمانڈ آٹھ روپئے۔ کونور سے میٹوپالیام
تین روپیہ ہے۔ پورے تانگہ (تین سواریوں) کا کرایہ میٹوپالیام سے کونور تک
اڑتالیس روپیہ۔ کونور جانے سے پہلے مدراس کیریئنگ کمپنی (ماؤنٹ روڈ۔ مدراس
کو اپنی روانگی کے وقت سے بنظر سہولیت اطلاع دینی چاہئے۔

کوہاٹ:۔ دریائے توئی کے شمالی کنارہ پر پشاور کے جنوب میں ۲۷
میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ یہ ایک وسیع فوجی سٹیشن درہ کوہاٹ کے بالمقابل ہے
درہ مذکور وادی کرم میں داخل ہونے کا راستہ ہے۔ این ڈبلیو ریلوے خوشحال گڑھ
تک جاتی ہے۔ وہاں سے تیس میل بذریعہ تانگے کے طے کرکے کوہاٹ پہنچتے ہیں
ڈاک بنگلہ یہاں موجود ہے۔ کوہاٹ میں تین ہزار سپاہ کے قیام کے لئے بارکیں
بنی ہوئی ہیں موسم و ہوا خوشگوار ہے۔ لیکن پانی اچھا نہیں۔ کوہاٹ۔ مفر صحت
مقام ہونے کو اسی سے منسوب کیا جاتا ہے یہاں معمولی سرکاری دفاتر کے علاوہ

جیل - مدراس - شفاخانہ اور ڈاکخانہ بھی کھلا ہوا ہے -

کوئٹہ :- بذریعہ بی - آئی - این کمپنی کے سٹیمر کے (جو ہفتہ میں دو مرتبہ کراچی جاتے ہیں) کراچی جائیں - اس بحری سفر میں تین روز صرف ہوں گے اور ۶۰ روپئے کرایہ لگے گا - کراچی سے بتوسط نارتھ ویسٹرن ریلوے ۵۴۹ میل مسافت قطع کرنے کے بعد ریلوے دو حصوں میں منقسم ہو جاتی ہے - بائیں ہاتھ کی شاخ درہ بولان سے گذر کر ۹۰ میل کی مزید قطع مسافت کے بعد کوئٹہ پہونچتی ہے جو پانچہزار چھ سو فیٹ سطح سمندر سے بلند ہے - کوئٹہ برٹش بلوچستان کا دارالحکومت اور ہندوستان کی شمال مغربی سرحد کی ایک بہت بڑی اور وسیع فوجی چھاؤنی ہے کوئٹہ قلعہ پر بھاری توپیں بار ہیں اور اس میں دیگر سامان جنگ بھی افراط سے ہے - گذشتہ پانچ سال کے تجربے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بالا وسط ۸۰۰ انچ سالانہ بارش ہوتی ہے - سرکاری ڈاک بنگلہ موجود ہے - بلوچستان ایجنسی - ڈاکخانہ - تارگھر - دفتر خزانہ کی عمارات کے علاوہ انگل مارکٹ اور کوئٹہ کلب بھی قائم ہے - افواج مقیم کوئٹہ کی تفصیل یہ ہے - ۲۲۰۰ یوروپین پانچہزار آٹھ سو دیسی سپاہی اور اٹھارہ بڑی توپیں -

زیارت جو سطح سمندر سے ۸۰۰۰ فیٹ بلند ہے - ایجنٹ گورنر جنرل کے رہنے کا مقام ہے اور بہت سے سرکاری دفاتر بھی موجود ہیں

کومبٹور :- مدراس ریلوے کی شاخ نیلگری پر پوڈا نور سے چار میل کا فاصلہ رکھتا ہے اور صاحب کلکٹر کا ہیڈ کوارٹر ہے - اس سے تین میل آگے پیرویا مشہور مندر ہے - جس کے درشن کے لئے مالابار اور دیگر مقامات سے بکثرت اشخاص آتے ہیں - یہاں گلاتنے اور سینے کے دخانی کارخانہ کے سوا ڈاک بنگلہ - سنی آر نرسیدنگ جیل - اور تار کے دفاتر بھی قائم ہیں -

کومبٹور سطح سمندر سے ۱۴۳۷ فیٹ بلند ہے - فراز کومبٹور میں ساگوان کے وسیع جنگلات ہیں - جن میں وحشی ہاتی - چیتے - ریچھ اور دیگر جنگلی حیوانات پائے جاتے ہیں -

کھام گاؤں :- (مغربی برار) جی - آئی - پی ریلوے سے جلمب دنال سے

سینٹرل ریلوے (جو مارچ ۱۹۰۷ء میں کھولی گئی ہے) کے ذریعہ سے کھام گاؤں پہونچ جاتے ہیں کلکتہ سے ۵۵۹ میل۔ اور ۳۹ گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۳-۸-۳۸ اور گیارہ روپیہ ہے۔ بمبئی سے ۳۴۴ میل اور پندرہ گھنٹے کا سفر ہے۔ کرایہ ۲۱-۱۰½ اور پانچ روپیہ ہے ایک بہت وسیع عمدہ پہاڑ قصبہ کو گھیرے ہوئے ہے برار میں سب سے بڑی روئی کی تجارت گاہ ہے۔ کھام گاؤں۔ سوتی پارچہ نارنگی کے باغات۔ نمک۔ افیون اور پتھر کے ظروف کے لئے مشہور ہے۔ ایک بینک اور متعدد روئی کے کارخانے اور پریس جاری ہیں۔

کھنڈوہ:۔ بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے بمبئی سے ۳۵۳ میل کے فاصلہ پر ہے۔ کرایہ ۲۲-۱۱- اور ساڑھے پانچ روپیہ ہے۔ ہلکر نیمچہ ریلوے براہ ہوساول مندرجہ عنوان سٹیشن جنکشن ہے۔ سول آبادی رکھنے کے علاوہ یہ نیماڑ کا ہیڈ کوارٹر اور ضلع ہے۔ اور تمام معمولی دفاتر جن میں محکمہ تار۔ ڈاک خانہ۔ سول ہسپتال وغیرہ شامل ہیں یہاں قائم ہیں۔ ڈاک بنگلہ اور فوجی آرامگاہ بھی موجود ہے۔ سٹیشن وٹنگ ریفرشمنٹ روم بھی رکھتا ہے۔ گاڑیاں مل سکتی ہیں۔ انکا منڈھانہ مندرکے (جو کھنڈوہ سے چالیس میل ہے) سیاحوں کو سناوڈ سٹیشن (ہلکر نیمچہ ریلوے) کو جانا چاہئے۔ سناوڈ سے دیسی گاڑیاں مندر مذکور تک پہونچنے کے لئے دستیاب ہوسکیں گی توسفاہوائی کا میلہ ہرسال جنوری یا فروری میں سٹیشن سے چار میل کے فاصلہ پر ہوا کرتا ہے۔ جس میں تقریباً دس ہزار تماشائیوں وغیرہ کی بھیڑ بھاڑ ہوتی ہے۔

کھنڈالہ:۔ بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے بمبئی سے ۷۶ میل دور اور ۵ گھنٹے کا راستہ ہے کرایہ ۵-۲½- اور سوا روپیہ ہے بور گھاٹ کی چوٹی کے قریب یہ ایک عمدہ کوہی مقام اور صحت گاہ ہے۔ موسم گرما میں ساحل کی گرم ہوا سے متاذی ہوکر بمبئی کے یوروپین عہدہ دار وغیرہ یہاں اکثر آتے ہیں۔ کیونکہ بہ نسبت مہابلیشور یا ماتھران کے یہاں آسانی سے پہونچ سکتے ہیں۔ سیاح اور شکاریوں کے لئے ہر قسم کی دلچسپیاں رکھتا ہے۔ اس کے نزدیک موقعہ جہاں سے ایک بہت بڑا نالہ دکھائی دیتا ہے جو درختوں کی شاخیں سایہ افگن ہیں چاندی کی سی نہریں جو نیچے بہہ رہی ہیں۔ اور ایک بڑا آبشار ہے یہ تمام نظارے عجائبات قدرت کے قدرشناسوں کی

نگاہوں کو محسوس کئے لیتی ہیں مشرق کی سمت دیوتہ زرنا کا پہاڑ واقع ہے
جہاں سے کونکن کا عمدہ نظارہ ہوسکتا ہے نالے کے بالمقابل اور سٹیشن سے
نصف میل کے فاصلہ پر ایک نیا خوشنما آبشار ہے۔ موسم برسات میں پہاڑ کی
بلندی سے پانی کا گرنا ایک نہایت لطف انگیز سین ہے فرنیچر وساز وسامان سے
آراستہ مکانات موسم (اپریل۔مئی۔جون۔یا اکتوبر۔نومبر۔دسمبر) خواہ قلیل قیام
کے لئے مل سکتے ہیں۔ بازار میں ہر قسم کی چیز بہم پہونچ سکتی ہے۔

کھورائی :۔ آئی۔ایم۔ ریلوے کی شاخ بینا کا ایک قصبہ ہے جو بینا سے
۱۴ میل کے فاصلہ پر اسکا دوسرا اسٹیشن ہے۔ یہاں ایک بڑا بازار ہے گردونواح
میں سیاہ ہرن کا شکار بکثرت ہے۔

کھمبے :۔ بڑودہ کے مغرب میں ۲۴ میل کے فاصلہ پر خلیج کھمبے پر واقع
ہے۔ یہ نواب کا قدیمی دارالحکومت ہے آبادی ۳۱۳۹۰ عقیق۔سنگ سلیمانی اور
دیگر قیمتی پتھر یہاں بکثرت ملتے ہیں۔ چیتے کا شکار بھی بہت ہے۔

گ

گاڈاگ :۔ ضلع دہاروار کا سب ڈویژن اور بیجاپور شاخ لائن کا جنکشن
ہے۔ بمبئی سے بفاصلہ ۴۷۵ میل تیرہ گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۲۹۔۱۴۔۱۰
چھ روپیہ ہے۔ مدراس سے ۳۰۹ میل کی مسافت اور ۳۱ گھنٹے کا سفر ہے کرایہ
۲۵۔۱۲۔ اور پانچ روپیہ ہے یہ ایک خوشحال و ترقی پذیر شہر ہے۔ یہاں روئی
اور ریشمی وسوتی کپڑوں کی تجارت ہوتی ہے یہاں انگریزی اور باسل مشن کے
گرجے۔ عدالت سب جج۔ ڈاکخانہ اور تار کے دفاتر موجود ہیں سری ویرانرانا سوامی
کا ایک بڑا اور قابل و قعت مندر بنا ہوا ہے سٹیشن ریفرشمنٹ روم رکھتا ہے
کرایہ کی گاڑیاں میسر نہیں آتیں۔

گاری سوپو (آبشار) :۔ بمبئی سے آبشار تک پہونچنے کا آسان راستہ
ہے بمبئی۔آئی۔ایس۔این کمپنی کے سٹیمر یا ساحل کشتی کے ذریعے کاروار کرایہ
۴۵ روپیہ۔ غیر ساحل کشتی کا کرایہ ستر روپیہ۔ کاروار سے بوساطت ٹپوں کمپٹہ ۴۰

میل) کرایہ ۱۲ روپیئے۔ پھر منچول کے ذریعہ سے یہ مسافت ۱۲ میل ہنونان ور۔ کرایہ تین روپیہ بعدہ بذریعہ کشتی گرسوپو (۱۸ میل) موخر الذکر مقام سے آبشار تک ۸ میل بذریعہ منچول۔ سیاح کو گرسوپہ میں پُرانی آبادی کے کھنڈرات کے دیکھنے کے لئے زیادہ قیام کرنے کی ضرورت نہیں۔ ڈپٹی کلکٹر یا معاملندار کاوار کو درخواست کرنے سے منچول کا انتظام ہوسکتا ہے مگر ان عہدہ داروں کو دو روز پہلے اطلاع دینی چاہئے۔ تاکہ وہ ڈاک کا انتظام کرسکیں۔ کمپٹہ میں بھی معاملندار منچول بہم پہونچا سکتا ہے۔ کاروار سے روانہ ہونے سے پہلے سیاح کو معاملندار ہنونان ور کو لکھنا چاہئے کہ وہ دریائے گرسوپو کی سیر کے لئے ایک کشتی اور آبشار تک منچول کے اُٹھانے کے لئے حمال اور غذا وغیرہ کا سامان مہیا کر رکھیں۔ اشیا کاروار۔ کمپٹہ۔ ہناور۔ اور آبشار کے قریب ڈاک بنگلے بنے ہوئے ہیں۔ متصل آبشار کوئی گاؤں نہیں جہاں سے کھانے پینے کی ضرورت بہم پہونچ سکیں۔ اس آبشار کو آخر اکتوبر یا نومبر میں دیکھنا مناسب ہے۔ کیونکہ بارش کے بعد ان آبشاروں کے سیلاب کی وجہ سے ضلع کنارہ کی مرطوب آب و ہوا بخار انگیز ہو جاتی ہے۔ چھوٹے ساحل سٹیمر اکثر اور بی۔ آئی۔ ایس۔ این کمپنی کے سٹیمر شاذ و نادر ساحل کمپٹہ کو مس کرتے ہیں۔ اگر سیاح نے ہماری ہدایت پر عمل کیا تو وہ زائد خرچ کے علاوہ کاروار اور کمپٹہ کے مابین طویل سفر (جو چودہ گھنٹے سے کم میں نہیں ہوسکتا) کی بہت سی تکالیف سے محفوظ رہیگا۔

چار ممتیز آبشاریں جنکو یکجا دیکھ سکتے ہیں :۔ (۱) راجہ (۲) رودرا (گرجنے والا) (۳) راکٹ (۴) اور ڈیم بلینچی۔ اول الذکر آبشار ۸۳۰ فیٹ کی بلندی سے سیدھا ایک چشمہ میں گرتا ہے جو ۱۳۲ فیٹ عمیق ہے بقیہ تین ڈھلوان چٹانوں پر بہتے ہیں وادی اور آبشاروں تک نظارہ نہایت دلفریب و شاندار ہے۔

گالی یا گیلی :۔ (سیلون) کلمبو میں بحری پشتہ تعمیر کئے جانے سے پہلے تمام سٹیمر گالی میں ٹھہرا کرتے تھے۔ اور اس زمانہ میں یہ ایک سربرآوردہ قصبہ تھا کلمبو سے ۷۲ میل کی مسافت پر آباد ہے چار گھنٹے میں بذریعہ ریل کلمبو سے یہاں پہونچ سکتے ہیں۔ قلعہ نہایت نفیس موقعہ پر بنا ہوا ہے اسکے گرد اور ساحل بحر پر سیر کرنا لطف سے

خالی نہیں۔ گالی لیس کے لئے مشہور ہے۔ جن کو سنگالی عورتیں ہاتھوں سے بنتی ہیں۔ نارجیل اور خشک مچھلیوں کی یہاں زیادہ تر تجارت ہوتی ہے پرتگیزوں کے تسلط کے زمانہ کی عمارات اور آثار ابتک موجود ہیں۔

گلبرگہ:۔ علاقہ نظام میں تعلقہ دار اور اگزیکٹو انجنیر کا صدر مقام ہے سنٹرل جیل ڈاکخانہ جات (ریاستی و انگریزی) یہاں قایم ہیں۔ پرانا مسجد و قلعہ اور مقابر دیکھنے کے قابل ہیں۔ سید محمد گیسو دراز کی درگاہ پر سالانہ عرس ہوا کرتا ہے سات گنبدوں کے سمت مشرق میں شاہان بہمنیہ کی قبریں بنی ہوئی ہیں۔ سٹیشن سے دو میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹے سے پہاڑ کی چوٹی پر ایک بڑا گنبد اور غار ہے جو کسی زمانہ میں سارقوں اور رہزنوں کا ملجا و ماوا تھا۔

گنتور:۔ ضلع کسٹنا کا تعلقہ ہے جو بنرواڑہ سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر ایس ایم۔ ریلوے پر واقع ہے۔ یہاں روئی کی تجارت بہت ہوتی ہے۔ کئی ایک روئی دبانے کے کارخانے جاری ہیں اور ایک بینک بھی ہے۔

گنٹاکل جنکشن:۔ ایس ایم۔ ریلوے اور بلاری کسٹنا ریلوے کا جنکشن ہے جو بمبئی سے ۴۱۸ میل دور اور بیس گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۳۲-۱۶ اور آٹھ روپیئے ہے۔ مدراس سے ۲۷۵ میل اور دس گھنٹے کا سفر ہے کرایہ ۱۷-۸- اور ۳ روپیہ ہے۔ ریفرشمنٹ و ٹنگ رومز کے علاوہ سپاہ کے لئے بھی آرام گاہ بنی ہوئی ہے انگریزی تار گھر موجود ہے۔

گوا:۔ پرتگالی ہند کا دارالحکومت ہے۔ شیپرڈ کے سٹیمروں کے ذریعہ سے بمبئی سے براہ راست گوا پہونچ سکتے ہیں۔ سٹیمران مذکور علیہ موڈی سے روزانہ روانہ ہوتے ہیں۔ کرایہ دس روپیئے ہے۔ لیکن مسافروں کو غذا ہمراہ لیجانی چاہیئے یہ سفر ساڑھے چھبیس گھنٹے کا ہے۔ اس کا دوسرا راستہ یہ ہے کہ ایس ایم ریلوے میں پونا سے روانہ ہو کر دوسرے روز مارما گوا پہونچیں اور پھر شیپرڈ کے سیٹمر میں ایک گھنٹہ سفر کر کے گوا داخل ہو جائیں۔ شیپرڈ کے سٹیمر ہر ایک ٹرین کا انتظار کرتے ہیں۔ پرانے گوا میں ایک تصویر خانہ ہے جس میں سولھویں صدی سے ابتک کے گورنروں کی تصویریں ہیں۔ علاوہ بریں فرنسس اگزاویئر کی قبر اور اس سے

چار میل کے فاصلہ پر گرجا دیکھنے کے قابل ہے۔

گوا در اصل تین شہروں کا نام ہے جو جنوبی ہند کی تاریخ کے تین مختلف زمانوں کی یاد دلاتے ہیں۔ مسلمانوں کے حملے سے پیشتر ان میں سب سے قدیم ایک ہندو شہر تھا۔ دوسرا شہر پرانا گوا کہلاتا ہے جو سابق میں پرتگیزوں کا پایہ تخت تھا۔ تیسرا شہر جس کا نام پنجم ہے پرتگیزوں کی موجودہ دارالحکومت ہے پرانا گوا مسلمانوں نے ۱۴۷۹ء میں آباد کیا تھا۔ جسے ۱۵۱۰ء میں اسبوکرک نے فتح کرکے پرتگالی سلطنت ایشیا کا پایہ تخت قرار دیا۔ سولھویں صدی کے اخیر میں قدیم گوا اوج واقبالمندی کی منتہا بے کمال کو پہونچ گیا۔ اسکا زوال بھی ایسے ہی سرعت سے ہوا۔ جس تیزی سے اس نے ترقی کے مراحل طے کئے تھے۔ اب صرف مندرجہ ذیل چند مذہبی عمارتیں اس کی گذشتہ شان وشوکت کو زبان حال سے بتانے کے لئے باقی رہگئی ہیں۔ (۱) سینٹ کیتھراین کا وہ گرجا جو اسبوکرک نے گوا کی فتح کے مسرت میں اس شہر میں داخل ہونے پر بنایا تھا۔ (۲) سینٹ فرانسس کی خانقاہ جو پہلے ایک مسجد تھی۔ اور بعد میں کیتھلک گرجا بنائے گئے۔ گوا میں یہ پہلی کیتھلک خانقاہ تھی۔ (۳) سینٹ کیتھراین کا دوسرا گرجا جو ۱۵۵۱ء میں تعمیر ہوا۔ (۴) گرجائے بام جو اننیک شاندار عمارت ہے۔ اس میں سینٹ فرانسس اگزاویئر کی قبر بھی بنی ہوئی ہے (۵) خانقاہ سینٹ مونیکا۔ جنکی تعمیر ۱۶۰۶ء میں شروع ہوکر ۱۶۲۷ء میں انتقام کو پہنچی (۶) سینٹ کیجیٹن کی خانقاہ۔ جو سینٹ پیٹر کی خانقاہ روما سے مشابہ ہے۔ گوا کے ہوٹل کے آرام دہ نہونے کی وجہ سے اس کی سفارش نہیں کیجاسکتی۔ بہتر یہ ہے کہ سیاح مرماگاؤں میں جاکر وہاں کے بنگلہ میں قیام کریں۔ اسے دکاندار کے ذریعہ سے پرانے گوا میں اس مضمون کی تار بھجوا دینی چاہیے۔ کہ خلیج کے ساحل پر اترتے ہی وہاں تمہیں گاڑی ملجائے۔ اس خلیج کو صبح کے وقت ریلوے کشتی کے ذریعہ سے عبور کرکے اور گاڑی میں سوار ہوکر آسانی سے پرانے گوا میں پہونچ سکتے ہیں۔ شام کے سٹیمر میں واپس آسکتے ہیں۔ دوپہر کا کھانا ہمراہ لیجانا چاہیئے۔

گوالندو:- ضلع فرید پور (متصل ڈھاکہ) کا سب ڈویزن اور ریلوے سٹیشن ہے اور دریائے گنگا و برہم پتر کے جائے اتصال پر واقع ہے۔ کلکتہ

سے ۵۰ میل کی مسافت رکھتا ہے۔ کرایہ ۱۴ - ۷ - اور دو روپیہ ہے اس قصبہ میں منصفی دسٹرکٹ بورڈ مجسٹریٹوں کی عدالتیں۔ پولیس چوکی۔ شفاخانہ۔ بازار اور ڈاکخانہ موجود ہے۔ یہاں کی تقریبًا تمام تجارت یہی ہے۔ کہ اسباب کو دریا کے گھاٹ سے اٹھا کر ریلوے پر بار کیا جائے۔ نراین گنج کے مسافر یہاں ٹرین سے اتر کر بذریعہ سٹیمر نراین گنج جاتے ہیں۔

گوالیار:۔ اٹارسی سے بفاصلہ ۲۹۹ میل آئی۔ ایم۔ ریلوے پر آباد ہے یہ شہر مندرجہ ذیل تین وجوہات سے مشہور ہے۔ (۱) مذہب جین کا قدیمی عبادتگاہ ہے (۲) ۱۴۸۶ء سے ۱۵۱۶ء تک یعنی اہل ہنود کی اعلیٰ درجے کی اقبال مندی کے زمانہ کی عمارات یہاں دیکھنے میں آتی ہیں۔ (۳) ہندوستانی ریاستوں میں اپنے بے نظیر کوہی قلعہ پر ناز کر سکتا ہے۔ کلکتہ سے ۹۲۰ میل دور اور ۳۰ گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۸۳ - ۱۴ - اور ۱۲ روپیئے ہے بمبئی سے ۷۶۳ میل کی مسافت اور ۲۸ گھنٹے کا سفر ہے۔ کرایہ ۷۴ - ۲۳ - اور گیارہ روپیئے ہے۔ قلعہ گوالیار جو جھانسی کے معاوضہ میں ریاست کو دیا گیا ہے۔ ایک علیحدہ پہاڑ پر واقع ہے۔ قلعہ کا رخ عمودی وضع کا ہے۔ اس کی زیادہ سے زیادہ لمبائی شمال مشرق سے جنوب مغرب تک ڈیڑھ میل اور زیادہ سے زیادہ عرض تین سو گز کا ہے۔ پہاڑ کا شمالی گوشہ جو سب سے بلند ہے۔ سطح زمین سے ۳۴۲ فیٹ اونچا ہے مشرقی رخ پر کئی بڑی تصویریں ہیں۔ قلعہ کے گرد ایک فصیل بنی ہوئی ہے فصیل مذکور تک ڈھلوان سڑک اور اس کے آگے چڑھائی سیڑھیوں کو طے کر کے پہونچ سکتے ہیں۔ ان وسیع سیڑھیوں کی حفاظت کے لئے بیرونی رخ پر ایک موٹی سنگی دیوار بنی ہوئی ہے اور نیز سیڑھیوں میں توپیں بھی لگی ہوئی ہیں۔ فصیل کے شمال مشرقی سمت میں قلعہ استادہ ہے۔ منظر نہایت خوشنما ہے۔ پرائیویٹ سکرٹری ہز ہائینس مہاراجہ کو لکھنے سے سیاحوں کی سواری کے لئے ہاتھیوں کا انتظام ہو سکتا ہے۔ گوالیار کا پرانا شہر گو بہت بڑے قد و قامت کا ہے۔ مگر بے قاعدہ بنا ہوا ہے۔ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب نے معزز سیاحوں کے قیام کے واسطے سٹیشن کے پاس ایک بنگلہ بنوایا ہے جس میں خاص مدت تک کسی اشخاص کو بعض شرائط سے رہنے کی اجازت دیجا سکتی ہے یہ

شرائط انجینئر انچارج گوالیار ریذیڈنسی سے معلوم کئے جا سکتے ہیں۔ اور انھیں کے پاس بنگلہ میں اُترنے کے متعلق درخواست بھی بھیجنی چاہئے۔ گوالیار جانے سے پہلے سیاحوں کو انجینیر کے جواب کا انتظار کرنا مناسب ہے۔ ریفرشمنٹ روم کے علاوہ سٹیشن کے پاس ہی ایک آرام گاہ بھی ہے۔ محل ساکیہ اور پھول باغ گوالیار میں دیکھنے کے قابل مکانات ہیں۔

گوالیار کا پرانا شہر پہاڑ کی مشرقی بنیاد پر واقع ہے گوالیار میں دو مشہور مندر ہیں ایک ساس بہو کا مندر کہلاتا ہے جو ۱۰۹۳ء میں بنایا گیا تھا۔ دوسرا تلیکا نامی مندر قلعہ گوالیار میں ہے۔ گوالیار میں جین مذہب کی یادگار پہاڑی غار اور بت خانے ہیں۔ مہاراجہ مان سنگھ کا بنایا ہوا محل جو ۱۴۸۶ء سے شروع ہو کر ۱۵۱۶ء میں درجۂ تکمیل کو پہونچا تھا۔ ہندوؤں کی پرانی طرز تعمیر کا عمدہ نمونہ ہے۔ اس محل کی بارہ دری ۴۲ فیٹ مربع ہے اس کی سنگی چھت بارہ ستونوں پر قایم ہے۔ یہ بارہ دری بلحاظ صناعی و خوش منظری نہایت خوبصورت ہے۔

گوٹی:۔ اس قصبہ کے قریب ایک دلچسپ پرانا قلعہ ہے۔ جس کی چوٹی سطح زمین سے ۹۰۰ فیٹ بلند ہے بمبئی سے ۵۳۶ میل دور اور اکیس گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۲۳۔۱۲۔ اور آٹھ روپئے ہے۔ مدراس سے ۲۵۰ میل کی مسافت اور ۹ گھنٹے کا سفر ہے۔ کرایہ ۱۶۔۵۔ اور ۳ روپیہ ہے۔ گرد و نواح میں شکار بکثرت ہے۔

گوجرانوالہ:۔ قسمت لاہور کا ایک ضلع ہے خوشحال مغرب میں دریائے چناب جنوب اور جنوب مغرب میں اضلاع جھنگ و منٹگمری و لاہور اور مشرق میں ضلع سیالکوٹ سے محدود ہے۔ رقبہ تین ہزار سترہ مربع میل یہ لاہور سے براہ ریل ۴۱ میل کے فاصلہ پر ہے سول سٹیشن شہر جنوب مشرق میں ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے جسکو ٹرنک روڈ اور ریلوے لاین شہر سے جدا کرتی ہے۔ عدالت ہائے ضلع۔ خزانہ۔ جیل۔ شفاخانہ۔ ڈاکخانہ یہاں موجود ہیں۔ پیتل کے برتن۔ زیورات شال کے کناروں کا کام سوتی اوڑھنیاں وغیرہ گوجرانوالہ میں بنتی ہیں۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ سابق والی پنجاب اور اُن کے باپ سردار مہان سنگھ کی سمادھیں یہاں مشہور ہیں کہ جنکا یہ مولد تھا۔

گوداوارہ: بذریعہ جی-آئی-پی-ریلوے بمبئی سے ۵۳۶ میل کے فاصلہ پر ہے کرایہ ۳۳ اور ۱۶ روپئے ہے جبل پور سے ۸۰ میل کی مسافت رکھتا ہے۔ اور مہیانی کے کانہائے کوئلہ کی شاخ کا جنگشن ہے۔ یہاں کپڑا بہت بنا جاتا ہی اور انگریزا اپنے فن میں کامل ہیں۔ یہ بڑی تجارت گاہ ہے۔ غلہ تیزبیج۔ روئی۔ گھی اور کوئلہ یہاں سے اور ملکوں کو جاتا ہے۔

گودر: نیلور سے ۴۲ میل اور سمندر سے تقریباً ۲۰ میل کے فاصلہ پر آباد ہے خاص عمارات بعض سرکاری محکمہ جات۔ ایک چھوٹے سے مندر۔ ڈاکخانہ اور گرجے پر مشتمل ہیں۔

گوڑ: بنگالہ کا پرانا دارالسلطنت جو اپنے کھنڈرات کیلئے مشہور ہے ایسٹ انڈین ریلوے (لکھی سرائے سے براہ منگیر تا بردوان) کی لائین اعظم پر راج محل سے تقریباً تیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جو سیاح گوڑ جانا چاہیں انھیں دو دن پہلے جا کے قیام وغیرہ کے لئے مجسٹریٹ مالدہ کو لکھکر جواب کا انتظار کرنا چاہیئے مالدہ ضلع کا انتظامی ہیڈ کوارٹر ہے۔

گورکھپور: بنگال انڈاین ڈبلیو ریلوے کا جنگشن مظفر پور سے ۱۷۷ میل کے فاصلہ پر علاقہ نیپال کے متصل قسمت بنارس کا ایک شہر ہے۔ آبادی ۵۵ ہزار دریائے راپتی کے کنارے پر بسا ہوا ہے۔ غلہ اور شہتیر یہاں کی اشیائے تجارت میں ڈاک بنگلہ۔ ڈاکخانہ اور دیگر سرکاری دفاتر یہاں موجود ہیں۔

گوکاک: ایس-ایم-ریلوے کے گوکاک روڈ سٹیشن سے دس میل آگے واقع ہے۔ ضلع بلگاؤں کا سب ڈویژن ہے۔ ریلوے سٹیشن کے مشرق میں تین میل کے فاصلہ پر روئی کا ایک کارخانہ ہے۔ جو پانی کی طاقت سے چلتا ہے گوکاک کھلونوں کے لئے مشہور ہے جو پھلوں وغیرہ کے نمونوں پر ہوتے ہیں۔ یہ کھلونے ایک خاص قسم کی ہلکی لکڑی و مٹی سے جو گوکاک کے گرد و نواح میں پائی جاتی ہے۔ بنائے جاتے ہیں یہاں کا آبشار بھی دیکھنے کے لایق ہے۔

گولکنڈہ: قلعہ گولکنڈہ اور اس کا منہدمہ شہر حیدرآباد سے ساڑھے چھ میل کے فاصلہ پر ہے جو زمانہ سابق میں قطب شاہیوں کی طاقت اور سلطنت

کا مرکز و پایہ تخت تھا۔ ان بادشاہوں کے مقبرے دیکھنے کے قابل ہیں۔ قلعہ میں اب سرکار نظام کا خزانہ رہتا ہے۔ اور اس کے ایک حصہ میں قید خانہ ہے کوہ نور ہیرا گولکنڈہ میں نہیں پایا گیا تھا۔ بلکہ ریاست نظام کی جنوب مشرقی سرحدی مقام پارتیکل میں ملا تھا اور گولکنڈہ میں تراشا گیا تھا۔

گونا :۔ آئی۔ایم ریلوے پر بینا سے ۵۶ کا فاصلہ رکھتا ہے۔ اور بینا گونا ریلوے کا انتہائی مقام ہے۔ یہ علاقہ گوالیار میں آگرہ واندور کی بڑی سڑک پہ واقع ہے۔ سنٹرل انڈیا ہارس کی ایک رجمنٹ کا ہیڈ کوارٹر یہی ہے گونا کے جنوب میں پانچ میل کے فاصلہ پر بجران گڈھ کا بڑا قصبہ ہے جس میں صوبہ دار ضلع رہتا ہے۔ سٹیشن پر وٹنگ روم موجود ہے۔

گوندیہ :۔ بنگال ناگپور ریلوے پر ناگپور سے ۸۱ میل کے فاصلہ پر ہے۔ شہر سٹیشن کے نزدیک ہے آبادی زیادہ تر مرواڑیوں کی ہے۔ غلہ چاول اور دیگر اجناس سے بیرونجات کو بھیجے جاتے ہیں۔ ڈاک بنگلہ سٹیشن کے قریب ہے

گوہاٹی :۔ سابق میں کمشنر آسام یہاں رہتا تھا۔ کلکتہ کے شمال مشرق میں ۵۵۴ میل کے فاصلہ پر ہے۔ چاول اور انڈیا ربڑ یہاں کی پیداوار ہے۔

گیا :۔ ای۔آئی ریلوے کی شاخ پٹنہ گیا برنچ کا انتہائی مقام ہے۔ کلکتہ سے ۲۹۵۔ اور بانکی پور سے ۵۷ میل کے فاصلہ پہ واقع ہے مذہب بدھ کا قدیمی ہیڈ کوارٹر ہونے کی وجہ سے یہ اعلیٰ درجہ کی تاریخی وقعت رکھتا ہے چنانچہ ریلوے سٹیشن سے گیارہ میل کے فاصلہ پر بدھ گیا کا عظیم الشان مندر ابتک اس مذہب کے عروج کے زمانہ کو یاد دلا رہا ہے۔ مندر مذکور اور دیگر مندرات برہمنوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ شرادھ یا مردہ عزیز و اقارب کے رسوم کے متعلق کثیر التعداد جاتری ہندوستان کے ہر حصے سے یہاں آتے ہیں۔ کیونکہ اہل ہنود کا اعتقاد ہے کہ جسکا مرغ روح یہاں قفس تن سے پرواز کر جائے۔ وہ سیدھا بیکنٹھ (بہشت) کو جاتا ہے کلکتہ سے گیا چودہ گھنٹے کا راستہ ہے۔ اور کرایہ ۳۷-۱۲-۱ اور پانچ روپیہ لگتا ہے۔ سٹیشن سے ایک میل کے فاصلہ پر ایک عمدہ ڈاک بنگلہ ہے۔ یہیں وہ درخت ہے جس کے نیچے حضرت مسیح کے پیدا ہونے سے ۵۱۲ سال پہلے بدھ کا دل و

دماغ ۴۵ سال کی عمر میں غیبی نور سے کامل طور پر منور ہو گیا تھا۔ یہ بڑھ کا درخت کہلاتا ہے اس کے قریب امرا برہمن کا مندر ہے جو اس نے چھٹی صدی عیسوی میں تعمیر کروایا تھا (دیکھو فرگوسن کی تاریخ تعمیرات ہند)

ل

لارکھادا:۔ یہ میونسپل قصبہ اور سب ڈسٹرکٹ ہے۔ اور شکارپور سے ۴۴ میل کے فاصلہ پر زرخیز اور آباد ملک سے گھرا ہوا ہے۔ لارکھادا کی آبادی گیارہ ہزار ہے۔ یہاں کی سیرگاہوں۔ باغات اور سایہ دار سڑکوں نے اسے "عدن سندھ" کا خطاب عطا کیا ہے۔ دیوانی عدالت۔ سرکاری عمارت۔ ڈاک بنگلے شفاخانہ اور ڈاکخانہ کے علاوہ یہاں تین بازار ہیں۔ ضلع میں یہ سب سے بڑی تجارتی منڈی ہے۔ علاوہ بریں دہات کی چیزوں کپڑے اور چمڑے کی بھی خرید و فروخت ہوتی ہے۔

لاکی:۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے کا لاہور سے بفاصلہ ۴۰۴ میل ایک گاؤں ہے جو دریائے سندھ کے مغربی کنارے درہ لاکی کے متصل واقع ہے۔ جس میں سے سندھ پنجاب اور دہلی ریلوے گذرتی ہے۔ ڈہارا فرتھہ کا گرم چشمہ دو میل کی مسافت پر ہے گرد و نواح میں بٹیر اور مرغابیوں کا شکار بکثرت ہے رہو اور دیگر کئی قسم کی مچھلیاں بھی یہاں کے ندی نالوں میں پائی جاتی ہیں۔ لاکی میں پولیس لاین۔ دہرمسالہ۔ شفاخانہ۔ سرائے۔ پولیس سٹیشن۔ میونسپل۔ ڈاکخانہ اور ایک عمدہ بازار موجود ہے۔ آبادی ۴ ہزار۔

لالاموسیٰ:۔ لاہور سے ۴۳ میل کے فاصلہ پہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کا سٹیشن ہے ایک برانچ لاین یہاں سے دریائے جہلم کے بائیں کنارے سے سندوساگر ریلوے کے جنگشن کنکریاں کو جاتی ہے۔ لاین مذکور پر گسیاح چلیا نوالہ کا میدان جنگ۔ نمک کی کانیں (متصل پنڈدادنخان) اور قصبہ کٹاس کے منادر اور چشمے دیکھ سکتا ہے۔

لاہور:۔ پنجاب کا دارالحکومت اور صدر مقام ہے۔ بمبئی و کلکتہ سے فاصلہ مدت سفر اور کرایہ علی الترتیب یہ ہے ۱۲۳۸ میل ۶۶ گھنٹے۔ کرایہ ۷۷-۳۸-اور ۱۳ روپیہ۔ ۱۲۶۴ میل ۴۲ گھنٹے۔ اور کرایہ ۱۱۲-۵۶-اور ۱۶ روپیہ ہے۔ کہتے

ہیں۔ راجہ رامچندر کے دو لڑکوں لاہو اور کشن نے علے الترتیب لاہور اور قصور بسائے تھے۔ اس کے بعد چوہان راجپوت لاہور کے فرمانروا ہوئے۔ پھر خاندان غزنویہ کے قبضہ میں آیا۔ سلاطین مغلیہ کے دور میں لاہور ترقی کے منتہائے کمال کو پہونچا۔ موخر الذکر خاندان کے زوال کے ساتھ ہی لاہور کی تعمیرات کی تاریخ بھی خاتمہ کو پہونچی۔ ۱۷۹۹ء میں رنجیت سنگھ شیر پنجاب کو شاہ زمان بادشاہ افغانستان نے گورنر لاہور مقرر کیا۔ جو رفتہ رفتہ تمام صوبہ پنجاب کا فرمانروا ہو گیا۔ ۱۸۴۶ء میں لاہور میں برٹش ایجنسی کونسل قایم ہوئی۔ ۱۸۴۹ء میں خورد سال مہاراجہ دلیپ سنگھ نے صوبہ پنجاب ایسٹ انڈیا کمپنی کے سپرد کر دیا۔ جدید شہر لاہور ۷۰۰ ایکڑ کے رقبے میں آباد ہے۔ شہر کے گرد ۱۵ فیٹ اونچی شہر پناہ بنی ہوئی تھی۔ جسے میونسپلٹی نے گروا دیا۔ اور خندق کو بھر دا کر اسے خوشنما باغات میں منتقل کر دیا ہے۔ باغات مذکور شمال کے سوا شہر کو تین طرفوں سے حلقہ میں لئے ہوئے ہیں۔ شہر اور گرد و نواح میں پختہ سڑکیں بنی ہوئی ہیں۔ لاہور کے تیرہ دروازے ہیں۔ ٹرموے بھی شہر کے دروازوں کے باہر جاری کی گئی تھی۔ مگر ناکامی کیوجہ سے آخر کار بند کرنی پڑی۔ قلعہ کے سامنے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سمادھ ہے۔ لاہور کے بعض قابل دید مقامات یہ ہیں۔ انارکلی کی قبر (یہ اکبر کی ایک حسین لونڈی تھی۔ جو اس جرم میں زندہ گڑوا دیگئی کہ وہ جہانگیر کو دیکھکر مسکرائی تھی) یہ مقبرہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اور اسپر حروف نہایت عمدگی سے کندہ ہیں۔ عجائب گاہ (باغ انارکلی کے متصل) جس میں زمانہ قدیم کے سکے اور بہت سی یادگاریں اور کثیر التعداد معدنی۔ حیوانی اور نباتاتی نمونے پنجاب اور سرحد کے فراہم کئے گئے ہیں۔ عجائب گاہ کے سامنے زمزمہ توپ رکھی ہوئی ہے۔ احمد شاہ درانی نے میدان پانی پت اور مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ۱۸۱۸ء میں محاصرۂ ملتان میں اس عظیم توپ کی مہلک آتش فشانی سے کام لیا تھا ارٹ سکول۔ پبلک لائبریری (کتب خانہ) ٹاؤن ہال۔ وزیر خاں کی مسجد جسپر نہایت نفیس روغنی نقاشی ہو رہی ہے۔ سنہری مسجد جس کے تین مطلا گنبد دھوپ میں اعلیٰ درجہ کی چمک دمک دکھاتے ہیں۔ مسجد شاہی یا جامع مسجد جو ہندوستان میں سب سے بڑی مسجد ہے۔ بارہ دری۔ حضوری باغ۔ قلعہ کی موتی مسجد و شیش محل۔ لارنس باغ

لارنس ہال۔ منٹگمری ہال۔ چڑیا گھر چیف کورٹ۔ گورنمنٹ کالج۔ چوبرجی۔ شالامار باغ۔ گلابی باغ۔ مقبرہ جہانگیر واقعہ شاہدرہ کئی قدیم و جدید قابل دید مقامات ہیں شالا باغ میں ہر سال ماہ مارچ میں ایک میلہ بنام میلہ چراغان ہوتا ہے۔ مقبرہ شہنشاہ جہانگیر کے پاس جو دریائے راوی کے دوسرے طرف ہے نور جہاں بیگم ہندوستان کی نامور ملکہ کی قبر بھی ہے جو بہت شکستہ حالت میں ہے۔ اور اس کے بھائی آصف جاہ کا مقبرہ بھی قریب ہی ہے۔ مگر ان سب سے جہانگیر کا مقبرہ جو دنیا کے قابل دید عمارات میں شمار ہو سکتا ہے وہ بہت اچھی حالت میں ہے۔ لاہور کے قریب موضع نوانکوٹ میں شہزادی زیب النساء متخلص بہ مخفی کا مقبرہ ہے۔ لاہور میں بوجہ چیف کورٹ۔ لفٹنٹ گورنری۔ اور کئی کالج اور سکول اور ریلوے ورکشاپ ہونے کے رونق ہے۔ ورنہ یہاں کوئی قابل ذکر تجارت نہیں۔ تجارت کے لحاظ سے امرتسر اور دہلی۔ لاہور سے بہت فایق ہیں۔ سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری پونے دو لاکھ کے قریب ہے۔ انارکلی بازار میں شام کیوقت بڑی رونق ہوتی ہے۔ بوجہ کالج انجمن حمایت اسلام اور دیانند اینگلو ویدک کالج کے سال میں دو مرتبہ تعلیم یافتہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے دو بھاری علمی اور قومی مجمع بھی اس شہر میں سلسلہ وار ہوتی رہتے ہیں۔ شہر کے قریب موضع غزنک کی ایک ناتمام مسجد کا ایک مینار لرزاں ہے۔ جسپر چڑھکر ہلانے سے مینار حرکت کرنے لگتا ہے۔

لکھنو:۔ غدر ۱۸۵۷ء کے جنگ و جدل کا یہ خوفناک مرکز تھا۔ کلکتہ۔ بمبئی اور مدراس کے بعد یہ ہندوستان کا سب سے بڑا شہر ہے۔ بی بی۔ وسی۔ آئی۔ ریلوے بمبئی سے براہ احمد آباد۔ آگرہ و کانپور۔ اور جی۔ آئی۔ ریلوے و آئی ریلوے اور انڈین مڈلینڈ ریلوے کے ذریعے سے بھی یہاں پہونچ سکتے ہیں۔ یہ بمبئی سے ۸۸۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔ تھرڈ ٹرینیں روزانہ بمبئی سے لکھنو کو آتی جاتی ہیں۔ لکھنو بہت بڑا شہر اور گورنمنٹ اودہ کا صدر مقام ہے۔ اور یہ سلطنت ہند کے زرخیز و آباد ترین صوبوں میں سے ہے علاوہ بریں تاریخی واقعات کے لحاظ سے بھی سیاحوں کے لئے یہ ہمیشہ دلچسپ مقام رہیگا۔ کوئی ہندوستان کے کسی ضلع میں لکھنو سے بڑھکر غدر کے دردانگیز حادثات واقع نہیں ہوئے۔ لکھنو کا رقبہ ۳۶ مربع میل اور آبادی دو لاکھ بہتر ہزار

چھ سو ہے - جس میں سے ⅔ ہندو ہیں - خاص قابل دید مقامات یہ ہیں :- (۱) محل دلکشا بنا ہوا نواب وزیر سعادت خان در ۱۸۰۰ء - ۲۴ - نومبر ۱۸۵۷ء کو سر ہنری ہاویلاک نے یہیں انتقال کیا تھا - (۲) لا مارٹینر کالج جنرل کلاڈ مارٹن جو بطور ایک فوجی سپاہی کے ہندوستان آئے تھے - انہوں نے کالج مذکور قایم کیا تھا ان کی قبر کالج کے ایک گنبد دار گوشہ میں بنی ہوئی ہے - (۳) رنگ فیلڈ پارک جو نہایت خوشنما اور پر فضا ہے (۴) سکندرا باغ - یہ سرکاری ہارٹیکلچر باغ ہے - جہاں غدر میں ۹۳ پیدل اور چہارم پنجاب رائیفلز نے بسر کردگی سر کالن کیمبل دو گھنٹے میں دو سو باغیوں کو ہلاک کیا تھا (۵) پرانی رزیڈنسی جو اب کھنڈروں کا تودہ ہے اور بیلی گارڈ دروازہ کرنل بیلی کے نام سے موسوم ہے - بد قسمت مقتولوں کا قبرستان رزیڈنسی کے قریب ہے - یہ رزیڈنسی کے قریب ہے - یہ رزیڈنسی نواب وزیر سعادت علی خاں نے ۱۸۰۰ء میں بنوائی تھی - غدر میں محاصرہ کیوقت اس میں صرف ۹۲۷ یورپین سپاہی موجود تھے باغیوں کے گولوں اور گولیوں کے نشانات ابتک اس کی دیواروں پر ہویدا ہیں - جو ناظرین کی عبرت کا باعث ہیں - (۶) مچھی بھون جس میں آصف الدولہ کا وہ مشہور روزگار امام باڑہ بنا ہوا ہے - جس کی تعمیر قحط کے امدادی کام کے طور پر شروع کی گئی تھی - یہ ایک کروڑ پونڈ کی لاگت سے بنکر تیار ہوا ہے - اس کی تمام عمارت میں کہیں لکڑی استعمال نہیں کی گئی - امام باڑہ کا ہال صوبہ اودہ و غربی و شمالی کے تمام ہالوں سے بڑا ہے - اس کی دیواریں ۱۶ فیٹ موٹی ہیں - غرضیکہ یہ دنیا کی اعجوبہ عمارات سے ہے (۷) حسین آباد - جسے اودہ کے چوتھے بادشاہ محمد علی نے ۱۸۳۷ء میں تعمیر کروایا تھا - اس میں بعض نہایت گرانبہا اور نایاب جھاڑ و فانوس ہیں (۸) سر ہنری لارنس - جنرل نیل اور میجر بینک کے قبور جو رزیڈنسی کے متصل گرجا میں ہیں - (۹) لال باغ - جو ممالک مغربی و شمالی کا نباتاتی اور پھول اور پتوں کا عجائب گاہ ہے - سوائے اس کے چھتر منزل - موتی محل - خورشید منزل - کیننگ کالج - قیصر باغ - آہنی پل - حضرت باغ - چینی باغ - رصدگاہ - وغیرہ عمارتیں باغات وغیرہ بھی دیکھنے کے قابل ہیں - لکھنو کی تمام دلچسپ چیزوں کا مفصل تذکرہ کرنے کے لئے ایک

علیحدہ رسالہ کی ضرورت ہے۔ سیاح بغیر اس کے کہ اس کی آنکھیں کھلیں کئی روز تک اس دلفریب شہر کے نظاروں سے محظوظ و مسرور ہو سکتا ہے۔

لکھو سرائے:۔ ایک جنکشن سٹیشن ہے۔ جہاں ای۔ آئی ریلوے کی لائین اعظم بہ سمت مشرق دریائے گنگا کے کنارے (جمال پور سے صاحب گنج تک) شاخوں میں تقسیم ہوتی ہے۔

للت پور:۔ کلکتہ سے ۵۵ میل کے ایک قصبہ ہے۔ کلکتہ سے للت پور ۳۸ گھنٹے کا راستہ ہے۔ اور ۶۲-۳۶-اور گیارہ روپئے کرایہ لگتا ہے۔ بمبئی سے ۶۴۶ میل ۲۳ گھنٹے کا سفر ہے۔ کرایہ ۴۰-۲۰- اور ۱۰ روپیہ ہے۔ للت پور جھانسی کے جنوب میں سو میل کی مسافت پر سب ڈویژن ہے۔ آبادی ۱۶ ہزار۔ جائنٹ مجسٹریٹ یہاں رہتا ہے۔ سٹیشن پر ویٹنگ روم موجود ہے۔ سور۔ ہرن۔ چیتل بارہ سینگے بندرے۔ جنگلی کتے عام طور پر گرد و نواح میں ملتے ہیں۔ چیتا بھی پایا جاتا ہے۔ بدھ عمارات کے کھنڈروں سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ سابق میں یہاں اُن کے بڑے بڑے مندر موجود تھے۔

لنولی:۔ بمبئی کا مرغوب صحت گاہ جو شہر مذکور سے ۸۰ میل کی مسافت پر جی آئی پی۔ ریلوے کے خاتمہ پر واقع ہے۔ کرایہ پانچ۔ اڑہائی۔ اور سوا روپیہ ہے بمبئی سے ۴ گھنٹے کا سفر ہے۔ یہ کھنڈالہ سے ۲ میل کے فاصلہ پر غار ہائے کارلی کا راستہ ہے۔ ہوٹل اور ریفرشمنٹ روم موجود ہے۔ جی۔ آئی۔ پی۔ کا سکول۔ گرجا۔ سیرگاہیں اور دیگر کئی ایک دلچسپیاں اس مقام کو مقبول عام بنا رہی ہیں "ڈیوک نوز" کی پہاڑی لنولی سے چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ جس بند سے لنولی میں پانی پہونچتا ہے وہ سٹیشن سے دو میل دور ہے لنولی سڑکیں جنپر درخت سایہ کئے ہوئے اپنی خوبصورتی کے خصوصیت سے مشہور ہے۔

لودہیانہ:۔ لاہور سے بفاصلہ ۱۱۶ میل نارتھ ویسٹرن ریلوے پر واقع ہے میونسپل شہر و ضلع ہے۔ لدہیانہ پہاڑ کی جنوبی وادی کے کنارہ پر دریا سے بفاصلہ ۸ میل آباد ہے۔ یہ جالندھر سے ۳۵ میل فاصلہ پر ہے۔ قلعہ سطح مرتفع پر شہر شمال مغرب میں بنا ہوا ہے۔ ہر سال یہاں پیر دستگیر کا بڑا شاندار عرس ہوا کرتا ہے لدہیانہ

بہت بڑی غلہ کی منڈی ہے۔ علاوہ بریں شال اور رامپوری چادریں بنانے کے لئے بھی مشہور ہے سکھوں کی اکثر لڑائیاں لدھیانہ و فیروزپور کے درمیانی مقامات ہوئی۔ فیروزشاہ سراؤں اور علیوال میں وقوع میں آئی تھیں۔

لونڈا:۔ پونا سے ۸۰ میل کا فاصلہ رکھتا ہے ریل کی لاین اعظم اور پونا برنج کا جنگشن ہے۔ گولر پیل راک اور ڈبلیو۔ آئی۔ پی۔ ریلوے کے مسافروں کو یہاں ٹرین تبدیل کرنی پڑتی ہے بمبئی سے ۳۹۷ میل دور اور ۲۳ گھنٹوں کا راستہ ہے کرایہ ۲۴-۱۲-۱ اور پانچ روپیئے۔ مدراس سے ۴۹۰ میل اور ۳۸ گھنٹے کا سفر ہے کرایہ ۳۳-۱۵-۱ اور چھ روپیئے یہاں ریفرشمنٹ روم کے سوا ایک ہندو ہوٹل بھی سٹیشن کے قریب موجود ہے۔

م

ماڈر:۔ میسور سیٹ ریلوے کے ذریعے سے میسور سے ۴۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس سٹیشن سے آبشار کاریری کو راستہ جاتا ہے۔ آبشار مذکور کا مغربی یا میسوری پہلو "گنگا چھوکی" اور مشرقی یا کوئمبٹور پہلو بار چھوکی کہلاتا ہے۔ اول الذکر میں پانی بڑے زور و شور اور بلند آواز سے پہاڑ پر جمع ہو کر متعدد آبشاروں میں منقسم ہو کر گرتا ہے۔ سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم موجود ہے۔

مادہو پور:۔ ایک نہایت صحت بخش سٹیشن ہے۔ کلکتہ (جو یہاں سے ۱۸۳ میل پر ہے) سے اکثر یورپین اشخاص تبدیل آب وہوا کے لئے یہاں آتے ہیں۔ ایک آرام دہ ڈاک بنگلہ مادہو پور میں موجود ہے۔

مارموگاؤ:۔ گوا کے جنوب میں ۵ میل کی مسافت رکھتا ہے۔ مغربی ہند کی پرتگیز ریلوے کا ہیڈ کوارٹر اور قابل دید مقام ہے۔ نلیج ڈونا پونا کو عمدہ سڑک جاتی ہے۔ دخانی اور دوسرے قسم کی کشتیاں ہمیشہ آتی جاتی ہیں۔ اسی سڑک پر اسسٹنٹ برٹش ڈیلیگیٹ ساکن کیسل راک سے ساڑھے تین اور ایک پیسہ بارہ آنے کرایہ لگتا ہے۔

مالور:۔ مدراس ریلوے کے شاخ بنگلور پر مدراس سے بفاصلہ ۱۹۲ میل

آباد ہے۔ کرایہ ۱۲-۴-اور دو روپیے۔ یہ ضلع کولار میں واقع ہے سرکاری اصطبل یہاں سے ۱۰ میل کی مسافت پر ہے۔ سٹیشن کے متصل بنگلہ موجود ہے۔ بنگلور و مالوا بحری تفریحی پارٹیوں کے لئے موزوں ہیں یہ چھوٹا سا قصبہ سٹیشن سے نصف میل کے فاصلہ پر ہے۔ ہر پنجشنبہ کو یہاں بازار لگتا ہے۔

مالی گاؤں:۔ من ماڈ سے بذریعہ میل تانگہ ۲۴ میل کے فاصلہ پر ایک گرجا اور ایک بازار موجود ہے۔ یہ مقام روئی کی بہت بڑی منڈی ہے۔

مانڈلی:۔ (برہما) افسران ضلع کا ہیڈ کوارٹر جو دریائے ایراودی کے بائیں کنارے سے دو میل اوراوا کے شمال مغرب میں ۴۲ میل کے فاصلہ پر آباد ہے یہ شاہان برہما کا ۱۸۶۰ء سے ۱۸۸۵ء تک دارالسلطنت رہا۔ جبکہ برٹش قلمرو میں اسکا الحاق کر لیا گیا۔

شاہان برہما کے زمانہ میں خاص شہر چار دیواری کے اندر تھا۔ جہاں اب چھاؤنی ہے۔ اور یہ قلعہ ڈفرن کہلاتا ہے۔ قلعہ کے گرد ایک عریض دریا بہتا ہے جس کے کناروں پر درخت اور پھولوں کے پودے عجب بہار دکھلاتے ہیں۔ شاہی محل قلعہ کے وسط میں ہے۔ الحاق کے بعد سے منڈالے تبدیل ہیئت کر گیا ہے لکڑی کے بدوضع اور بے ڈھنگے گھروں کے بجائے اب خوبصورت پختہ مکانات بن رہے ہیں۔ منڈالے کا بڑا بازار جو آتشزدگی سے جل گیا یہاں کی ایک دلچسپ سیرگاہ تھی۔ نیا بازار بھی دیکھنے کے قابل ہے۔ جو برہما میں تجارت ریشم کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ منڈالے کو خانقاہوں اور بت خانوں کیوجہ سے نہایت متمول شہر سمجھنا چاہیئے۔ ان میں سے ایک مندر آئینہ ہے کیونکہ اس میں آئینہ کا بہت سا کام ہو رہا ہے۔ ۵۰ ۴ مندر اور خانقاہیں۔ کوہ منڈالہ کے قریب واقع ہیں منڈالے سے ۹ میل کے فاصلہ پر منگوں کا گھنٹا برہما کے تمام گھنٹوں سے بڑا ہے۔ اس کی چوٹی کا قطر ۱۶ فیٹ بلندی ۱۲ فیٹ اور وزن ۸۰ ٹن ہے۔

مانکپور:۔ آئی۔ ایم۔ و ای۔ آئی ریلوے کے جھانسی مانکپور حصہ کا جنکشن ہے الہ آباد سے ۶۲-اور کلکتہ سے ۱۸۱۶ میل کی مسافت رکھتا ہے موخرالذکر کا کرایہ ۵۷-۲۹-اور آٹھ روپیہ ہے اور اٹھارہ گھنٹے کا راستہ ہے سٹیشن پر وٹنگ روم

ریفرشمنٹ روم موجود ہے۔

متھرا:۔ بی۔بی وسی۔آئی ریلوے کی اچھنیرا کانپور شاخ پر اچھنیرا سے ۲۳۔اور آگرہ سے ۳۰میل کے فاصلہ پر دریائے جمنا کے دہنے کنارے پر واقع ہے یہ خوبصورت شہر اہل ہنود کا مقدس ترین مقام ہے جسے بنارس پر بھی ترجیح دیجاتی ہے۔سنگتراشی کے یہاں بہترین نمونے دیکھنے میں آتے ہیں یہاں کے قابل دید مقامات یہ ہیں:۔ستی برگ یا پاکباز بیوہ کا برج۔جامع مسجد۔اورنگ زیب کی مسجد۔کاٹاسرم۔دوار کا جی۔گوبند۔اور رادھا کرشنا کے جدید مناور۔

متالے:۔(سیلون) کانڈی سے بذریعہ ٹرین یہاں پہونچتے ہیں۔ایک پرانے بدھ مندر کے سوا ہٹیل ہیں اور کوئی دیکھنے کے لایق چیز نہیں۔

مدراس کا سٹیشن وسطی:۔یہ مدراس ریلوے کا انتہائی مقام ہے اور جنرل ہسپتال کے سامنے جدید وکٹوریہ ہال سے چندمنٹ کے راستہ پر واقع ہے یہ سٹیشن مدراس کے تجارتی بازاروں اور دفاتر کے عین مرکز میں ہے۔تھرڈ ٹرین کے ذریعہ سے بمبئی سے ۷۹۴میل دور۔اور ۳۲ گھنٹے کا راستہ ہے کرایہ تقریباً پچاس ۲۵ اور ۹ روپیہ بارہ آنے۔خاص قابل دید مقامات یہ ہیں:۔قلعہ سینٹ جارج۔جو اب اسلحہ خانہ کے کام آتا ہے اور جہاں ٹیپو سلطان کی دو توپیں دیکھی جاسکتی ہیں۔نواب کرناٹک کا محل۔جو قلعہ سے تھوڑے فاصلہ پر ہے۔پیوپل پارک میں شیر۔چیتوں اور دیگر حیوانات کیلئے عمدہ ذخیرہ ہے بشپ ہیبر کی یادگار۔عجائب گاہ۔سکاچ کرک۔لارڈ فیرو۔لارڈ کارنوال۔اور جنرل نیل کا بت۔رصدگاہ۔اور گورنمنٹ ہوس۔قلعہ کا گرجائے سینٹ میری ہندوستان کا نہایت پرانا کلیسا ہے جو ۱۶۸۰ء میں بنوایا گیا تھا۔قلعہ سینٹ جارج کی تعمیر ۱۶۳۹ء میں شروع ہوئی تھی۔سینٹ ٹامس کا پہاڑ اور پلاورم نو میل کے فاصلہ پر ہے۔فوجی سٹیشن ایڈبار۔ننگام باکام۔اور دیپیری کے محلات بھی قابل سیر ہیں۔شہر میں کئی ایک ہوٹل بورڈنگ ہوس بینک اور کلب قایم ہیں۔موخرالذکر میں سے تین کسموپولیٹن۔مدراس اور جمخانہ کلب مشہور ہیں۔

آبادی ۵۱۸۵۲۵ ہے۔چونکہ بندرگاہ جہازوں اور سٹیمروں کیواسطے نہایت غیر محفوظ تھا اس لئے بہت بڑے خرچ سے بند بنوایا گیا ہے۔ساحل کی سیر دلچسپی سے خالی نہیں

شہر کا نظارہ غبار آلود ہے۔ اس لئے بمقابلہ کلکتہ یا بمبئی کے کم دلچسپ و شاندار ہے۔

مدوران ٹکام:۔ مدراس سے بذریعہ ایس۔ آئی ریلوے ۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے یہاں کی اراضیات کی عمدہ طور سے آبپاشی ہوتی ہے۔ موسم پر شکار بھی ملتا ہے۔ ڈاکخانہ یہاں موجود ہے۔

مدورہ:۔ ڈنڈی گل سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر ایس آئی۔ ریلوے پر واقع ہے یہ شہر جنوبی ہند کا اتھینز (قدیم دارالسلطنت یونان) کہلاتا ہے۔ مدورا کا خاص مندر نہایت بلند اور موثر ہے۔ جو اہل ہنود کی طرز تعمیر کا دلچسپ نمونہ ہے۔ سیاحوں کو یہ مندر ضرور دیکھنا چاہیئے۔ محل ترومینک میں متعدد عدالتیں اور سرکاری دفاتر ہیں یہ عجیب محل مضبوط اور ٹھوس دیواریں رکھتا ہے مندر میسرام کے جاتری مدورہ سٹیشن پر اترتے ہیں سٹیشن پر خوابگاہ کے علاوہ ریفرشمنٹ روم بھی موجود ہے نیز ایک ڈاکخانہ بھی قایم ہے۔

مرادآباد:۔ چندوسی اور علیگڈھ کا جنگشن ہے جو میرٹھ کی مشرق میں ۵۶ میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ مرادآباد سول و فوجی سٹیشن بھی ہے۔ روہیلہ افغانوں نے اس شہر کو بسایا تھا۔ کلکٹری کے گرد ایک فصیل بنی ہوئی ہے۔ جو مسٹر لیسسٹر نے ۱۸۰۱ء میں ہلکر کی غارتگری سے محفوظ رہنے کے لئے تعمیر کروائی تھی۔ مرادآباد دھات کے کام کے لئے مشہور ہے بالخصوص پیتل۔ ٹین اور دیگر ظروف پر خوشنما گلکاری کرتے ہیں۔

مرار:۔ گوالیار کے متصل آئی۔ ایم۔ ریلوے کا ایک سٹیشن ہے۔ جھانسی چھاؤنی قرار پانے سے پہلے انگریزی سپاہ کے رہنے کا یہی مقام تھا۔ رزیڈنٹ اور ریاست گوالیار کے اکثر یوروپین عہدہ دار اسی جگہ رہتے ہیں ویٹنگ روم موجود ہے اور گاڑیاں بھی مل سکتی ہیں۔ مرار اور قلعہ گوالیار ایک سڑک سے پیوستہ ہیں جو دو میل طویل ہے اور اس کے کنارہ پر سایہ دار درخت نصب ہیں۔ شہر میں ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ گوالیار کا قلعہ ہندوستان کا جبرالٹر کہلاتا ہے۔

مرزاپور:۔ دریائے گنگا کے کنارے پر ایک سول سٹیشن ہے۔ یہاں ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ دریا کا سنگی گھاٹ قابل دید ہے جہاں لوگ نہاتے ہیں۔ دیسی

شہر بہت بڑا اور کسیقدر با وقعت تجارت گاہ ہے۔ بذریعہ ریل بکثرت لاکھ یہاں لاتے ہیں جسے صاف و خوشش قطع بناکر بیرونجات میں بھیجتے ہیں لاکھ کے کئی ایک کارخانوں کے مالک یوروپین ہیں۔ مضافات میں عمارتی اور سڑک کوٹنے کے پتھروں کی کانیں ہیں یہ پتھر براہ دریا یا ریل بیرونجات کو بھیجے جاتے ہیں۔ مرزا پور کے اونی دستی قالین مشہور ہیں۔ اُن کے کارخانوں کا معائنہ بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ پیتل اور دھاتوں کے ظروف بھی یہاں بکثرت بنتے ہیں۔ بندھیاچل کے مندر کے درشن و اشنان کرنے کے لئے جاتری مرزا پور میں اترتے ہیں۔ مگر اب زیادہ تر سیدھے بندھیاچل چلے جاتے ہیں۔

مرکنڈی :۔ بذریعہ ای۔ آئی ریلوے مانک پور سے دس اور جبلپور سے ۵۰ میل پر ہے ہندوستان میں اعلیٰ درجہ کے بھربھرے پتھر کی کان ہے جس سے انڈین مڈلینڈ ریلوے کمپنی مستفید ہوتی ہے۔

مری :۔ پنجاب کا شمالی صحت فزا کوہستان ہے۔ راولپنڈی سے ۴۰ میل تانگے کا راستہ ہے یہ سطح سمندر سے ساڑھے سات ہزار فیٹ بلند ہے۔ مکانات ایک بیقاعدہ پہاڑ پر بنے ہوئے۔ اور یہاں سے دیگر برف پوش چوٹیاں دکھائی دیتی ہیں اور اس کی گھاٹیوں میں بھی جابجا دیہات آباد ہیں جن کے مزروعہ کھیت اور کشمیر کے پہاڑوں کا سلسلہ عجیب کیفیت دکھاتا ہے۔ یہاں کی آب وہوا اہل انگلستان کی طبیعتوں کے نہایت موافق ہے۔ یہاں کا کم از کم ٹمپریچر ۲۱ اور زیادہ سے زیادہ فارن ہیٹ ۹۶ درجہ کا ہوتا ہے۔ موسم گرما میں مری میں متعدد ہوٹل اور دکانیں کھل جاتی ہیں۔ سردیوں میں سخت برف پڑتی ہے مگر اکثر ساکنین جاڑوں میں راولپنڈی آجاتے ہیں۔

مسوری یا منصوری :۔ (ممالک مغربی و شمالی) ایک مقبول عام تابستانی کوہی مقام جہاں موسم گرما میں بہت سے یوروپین گرمی کی شدت سے محفوظ رہنے کے لئے جاتے ہیں۔

سہارنپور تک ریل جاتی ہے۔ وہاں سے بذریعہ ڈاک گاڑی ۴۲ میل قطع کرکے دہرہ دون پہونچتے ہیں۔ اس سے چار میل آگے راجپور ہے جہاں سے بذریعہ جھمپان

یا ٹٹو وغیرہ مسوری جاتے ہیں - یہ خالص سول سٹیشن ہے - راجی کھیت و چکر دیتہ تیس میل کے گھیر میں ہیں - لنڈھور بھی مسوری سے تعلق رکھتا ہے - آب و ہوا نہایت دلپذیر ہے کوہستان مسوری سطح سمندر سے سات ہزار میل بلند ہے - یہ ہندوستان کے نہایت دلچسپ کوہی مقامات سے ہے - اسکا نظارہ ایسا نظر فریب ہے کہ جی یہی چاہتا ہے کہ آدمی ہر وقت دیکھا ہی کرے - کوہ ہمالیہ کی برفانی چوٹیاں بھی یہاں سے دکھائی دیتی ہیں -

مظفر نگر :- ڈویزن میرٹھ کا ضلع ہے جو ریلوے سٹیشن اور میونسپلٹی بھی رکھتا ہے سہارنپور سے ۳۶ میل ریل کی مسافت پر ہے - آبادی ۱۶ ہزار مکانات اور آبادی نہایت گنجان اور کوچہ و بازار تنگ ہیں - عدالت ہائے ضلع و تحصیل کے علاوہ ڈاک بنگلہ - جیل سکول - شفاخانہ - ڈاکخانہ اور دفتر تار بھی موجود ہے - یہاں کی زیادہ تر اشیائے تجارت زرعی پیداوار ہے - موسم کے لحاظ سے یکسیتہ رخشک ملک ہے -

مغلسرائے :- بمبئی سے جی - آئی - پی - و ای - آئی ریلوے ۹۱۹ میل کے فاصلہ پر ہے کرایہ ۵۷ - ۴۴ ۱/۲ - اور گیارہ روپئے مغلسرائے بنارس شاخ کا جنکشن ہے اور ایک ریفرشمنٹ روم رکھتا ہے -

مقامہ یا مُکامہ :- دریائے گنگا کے کنارے پٹنہ سے بفاصلہ ۵۰ میل ایک قصبہ اور ریلوے جنکشن ہے یہاں سے ایک چھوٹی لائن بارگھاٹ کو جاتی ہے جہاں دریا کو دخانی کشتی کے ذریعہ سے عبور کرکے سیمریا گھاٹ کو جاتے ہیں - مکامہ کلکتہ سے ۲۸۲ میل پر ہے کرایہ ۲۶ ۱/۲ - ۱۳ ۱/۴ - اور ساڑھے تین روپیہ ہے -

مکٹاپیرام :- بذریعہ ایس - آئی - دہرادرم سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے آس پاس کے پہاڑوں میں شکار بکثرت ہے - سٹیشن سے چند میل کے فاصلہ پر ایک تالاب بھی ہے جہاں مرغابیاں اور دیگر آبی جانوروں کا شکار کیا جاسکتا ہے -

مکلدرگ :- بنگلور سے بفاصلہ ۳۳ میل ایس - ایم ریلوے پر واقع ہے یہ ایک کوہی قلعہ ہے جو چاروں طرف سے گھنے جنگل سے گھرا ہوا ہے - ریچھ یہاں کثرت سے ہیں کسیقدر مشرق کی سمت ڈانگو منالی جنگل ہے - جہاں ہر سال ماہ دسمبر میں میلہ ہوا کرتا ہے - اور ہزاروں آدمی فراہم ہوتے ہیں -

ملا کالا چھپرو :- بذریعہ ایس آئی ریلوے کدیریسے بفاصلہ ۲۴- میل پکالا دہرماد نام جنکشن پر واقع ہے یہاں ایک پرانا مندر ہے۔ سٹیشن سے دو میل کے فاصلہ پر ایک اور مندر ہے۔ جہاں کثیر التعداد ہندو لاکر دینار چڑھاتے ہیں۔ سٹیشن سے تین میل کی مسافت پر ہر جمعہ کو میلہ ہوا کرتا ہے۔ یہاں کی خاص پیداوار دھان۔ جو لام۔ کمبو۔ مٹر۔ السی۔ ارنڈ کے بیج اور چنے ہیں۔

ملا کا دھمولا :- بذریعہ ایس۔ آئی۔ ریلوے۔ دہرماد ہرام جنکشن سے ۴ میل کے فاصلہ پر ہے متصل سٹیشن تالابوں کے گرد و نواح میں بکثرت شکار پایا جاتا ہے۔ آس پاس کے پہاڑوں میں وحشی ریچھ اور ہرن وغیرہ بھی ملتے ہیں یہاں کی خاص پیداوار گیہوں۔ رگی اور جو لام ہے۔

ملتان :- یہ شہر جو دریائے چناب کے متصل آباد ہے۔ قدامت۔ عمارات اور نیز تاریخی واقعات کے لحاظ سے بھی نہایت مشہور و معروف مقام ہے ۱۸۴۸ء میں یہاں کے سکھ دربار کے گورنر مولراج نے مسٹر واگو اگنیو اور ان کے اسسٹنٹ لفٹنٹ اینڈرسن کو دغا بازی سے قتل کروا دیا۔ برٹش گورمنٹ نے انتقاماً ملتان کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ اور مولراج تمام عمر کے لئے جلا وطن کیا گیا ملتان میں سخت گرمی پڑتی ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق یہ شعر زبان زد خاص و عام ہے

چار چیز است تحفۂ ملتان
گرد گرما گدا و گورستان

قلعہ نہایت خوبصورت ہے۔ اس کے دور شہر کے مابین مسٹر اگنیو کی یادگار استادہ ہے۔ اسپر جو کتبہ لکھا ہے اس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ الحاق پنجاب اس جنگ کا نتیجہ تھا جو ان کے مقتول ہونے سے شروع ہوئی تھی۔ رکن الدین اور بہاء الدین ذکریا کی درگاہیں دیکھنے کے قابل ہیں۔ جن کے در و دیوار پر ملتان کی چینی کاری عجیب لطف دکھا رہی ہے۔

منٹگمری :- بذریعہ این ڈبلیو ریلوے لاہور سے ۱۰۳ میل کے فاصلہ پر واقع ہے گرد و غبار گرمی۔ اور پانی کی نایابی میں پنجاب کا کوئی ضلع اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا باشندوں کے مکانات۔ دفاتر اور سرکاری محکمہ جات ایک بے آب و درخت میدان پر بنے ہوئے ہیں۔ بالفعل منٹگمری ایک معمولی درجہ کا ضلع ہے۔ لیکن اگر دو لوگ

میں انہار آبپاشی کو توسیع دیگئی تو امید ہے کہ یہ ایک سر سبز مقام بنجائیگا۔

ملکاپور:۔(مغربی برار) جی۔آئی۔پی ریلوے کی شاخ ناگپور پر بھوساول سے بفاصلہ ۳۲ میل واقع ہے۔بلڈانہ اس اسٹیشن سے ۲۰ میل کی مسافت رکھتا ہے ملکاپور میں اسسٹنٹ کمشنر اور تحصیلدار کی عدالتیں اور ڈاکخانہ و تار کے دفاتر قایم ہیں۔ڈاک بنگلہ کے سوا ایک چھوٹا سا ویٹنگ روم بھی موجود ہے۔بلڈانہ کو پختہ سڑک جاتی ہے۔تحصیلدار کو درخواست دینے پر بیل گاڑی سفر کے لئے ملسکتی ہے۔

منڈلہ:۔جبلپور کے جنوب مشرق میں بفاصلہ ۵۵ میل ایک ضلع اور فوجی سٹیشن ہے۔اسکا بہت سا حصہ کوہستانی ہے اور بخار اور چیچک کے پے در پے پھیل جانے کی وجہ سے بدنام ہے آبادی پانچ ہزار۔دریائے نربدا کے کنارے پر ۴۴ مندر بنے ہوئے ہیں معمولی دفاتر ضلع ڈاکخانہ اور ڈاک بنگلہ کے سوا ایک مدرسہ بھی جاری ہے۔

منڈو کے کھنڈرات:۔ریاست دھار (وسط ہند) ایک وسیع شہر ویران ہے۔جو مہو سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہ دریائے نربدا کے دہنے کنارے کے شمال میں پندرہ میل کے فاصلہ پر سطح سمندر سے ۱۹۴۴ فیٹ کی بلندی۔رکھتا ہے اور بندھیاچل کی چوٹی کے ساتھ پھیلتا ہوا چلا گیا ہے۔جسے ایک گھاٹی بیچ میں حائل ہوکر سطح ہموار سے جدا کرتی ہے یہ مسلمان شاہان مالوہ کا دارالخلافہ تھا۔جامع مسجد گو اب منہدم ہوگئی ہے۔مگر افغانی طرز تعمیر کا قابل قدر اور حیرت انگیز نمونہ ہے۔قلعہ کے کھنڈرات خشک حوض۔سنگ مرمر کا عجائب خانہ بڑا بازار کا محل ویران غرضیکہ اس قسم کی اور بیشمار چیزیں گذشتہ زمانہ کی اس شہر کی خوبصورتی و عظمت کی یاد دلارہی ہیں

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ آثار پدید ہست صنادید عجم را

لیکن قدرت ابتک اس سرزمین پر مہربان ہے۔چنانچہ سرزمین پرین کا نظارہ نہایت فرحت خیز و محویت انگیز ہے۔

منگل گری:۔بذریعہ ایس۔ایم ریلوے بیزواڑہ سے بفاصلہ سات میل ہے۔اسے "کوہستان مسرت" کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔یہ تعلقہ گنٹور میں واقع ہے۔اور وشنو کے دو مندر رکھتا ہے۔جس میں سے ایک جو نہایت پرانا ہے کاٹا ہوا ہے

منگلام پلیٹہ:۔ بذریعہ ایس۔آئی۔ریلوے پکالا جنکشن سے بفاصلہ ۱۱½ میل ہے۔ بگری والی یہاں بافراط پیدا ہوتی ہے۔ اور ماہ مارچ واپریل میں جنوبی ہند کا تمام مقامات سے یہ اشیا یہاں ارزاں ملتی ہیں۔

منگلور:۔ مدراس پریزیڈنسی میں جنوبی کنارہ کا صدر ہے آبادی ۴۲ ہزار منگلور کو ایک پشتہ دریا سے جدا کرتی ہے موسم برسات میں بڑی بڑی کشتیاں اس میں چلتی ہیں۔ دریا کے سطح سے منگلور کا نظارہ نہایت دلکش ہے حالانکہ مختلف مذہب وباشندوں کا یہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ جرمن مشن طلباء کو صنعتی تعلیم دیتا ہے۔

منمار:۔ بذریعہ جی۔آئی۔پی۔ریلوے بمبئی سے ۱۶۲ میل دور ہے کرایہ دس اور پانچ روپئے ویٹنگ وریفرشمنٹ رومز کے علاوہ ڈاک بنگلہ بھی موجود ہے۔ یہ دھوند اور منمار سٹیٹ ریلوے کا جنکشن ہے منمار کی آب وہوا اعلیٰ درجہ کی ہے دیسی فوج کے لئے یہاں آرام گاہ بنی ہوئی ہے۔

منوبولو:۔ نیلور سے بفاصلہ اٹھارہ میل ایس۔آئی۔ریلوے کا ایک سٹیشن ہے اس گاؤں میں بافراط شکار ملسکتا ہے سوائے اس کے یہ مقام اور کسی قسم کی دلچسپی نہیں رکھتا۔

منوڑا:۔ (سندھ) بندرگاہ کراچی کے داخلہ کی مغرب میں یہ ایک پست پہاڑی ہے جہاں ریفرشمنٹ وویٹنگ روم موجود ہیں ریگستانی قطعہ اسے برعظم سے ملاتا ہے۔ اسکی چوٹی پر روشنی کا مینار بنا ہوا ہے۔ جس کی براق روشنی سطح دریا سے ۱۴۸ فیٹ بلند ہے عمدہ موسم میں یہ روشنی بیس میل سے دکھائی دیتی ہے۔ افسران بندرگاہ وغیرہ کے یہاں دفتر بنے ہوئے ہیں۔

مولمین:۔ (برہما) یہ برہما میں دوسرے درجہ کا بڑا شہر اور ضلع ہے یہاں مینوسپلٹی بھی قائم ہے۔ مولمین دریائے سالوین کے بائیں کنارہ پر گیانگ اور اٹرام کے جائے انتقال پر واقع ہے دریا کے دہانہ پر امہرسٹ نامی مقام ہے جو صحت فزا خیال کیا جاتا ہے۔ جبکہ دریا کی راہ سے آرہے ہوں تو مولمین کا سین نہایت شاندار نظر آتا ہے۔ شہر پانچ حصوں پر منقسم ہے جن میں چار مغرب کی سمت واقع ہیں۔ جہاں سرکاری دفاتر۔ فوجی چھاؤنی۔ انگریزوں وشہتیر کے گدام اور

دھان سے چاول نکالنے کے دخانی کارخانے قایم ہیں۔چھوٹے چھوٹے پہاڑ جسکا سلسلہ مولمین سے شمال اور جنوب کو جاتا ہے نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہیں جنپر جابجا مینار اور خانقاہیں بنی ہوئی ہیں اور ان کے گلٹ شدہ حصے دھوپ کی روشنی میں اسطرح چمک دمک دکھاتے ہیں کہ آنکھوں میں خیرگی آجاتی ہے۔مولمین کے گرد ونواح میں بہت سے غار بھی ہیں جو دیکھنے کے لایق ہیں۔غارہائے فارم مولمین سے بہ فاصلہ دس میل کے فاصلہ پر دریائے اٹرام پر اور غارہائے لوہمالنٹ مولمین سے بہ مسافت دریائے گیانک پر واقع ہیں۔غارہائے پگٹ مولمین سے بفاصلہ ۲۶ میل برلب سالوین ہیں اس سے دو میل آگے کوگان کے غار ہیں۔غارہائے بنگی مولمین سے ۱۵ میل کی مسافت رکھتے ہیں اور دنڈالی پر واقع ہیں ان غاروں میں گوتما بدھ کے بڑے بڑے بُت رکھے ہوئے ہیں۔مولمین میں زیادہ تر لکڑی کی تجارت ہوتی ہے۔ساگون کی لکڑی کربی اور جنگمائی سے یہاں آتی ہے چونکہ جنگل اب کٹ گئے ہیں اور روز بروز کٹتے جاتے ہیں۔اس لئے لکڑی کی پیداوار کم ہوتی جاتی ہے مولمین لکڑی۔ہاتھی دانت اور ناریل پر بیل بوٹے تراشنے کے کام کے لئے مشہور ہے جیل کی نمایش گاہ بھی قابل دید ہے۔

مومن آباد:۔ یہ مقام سطح سمندر سے اڑھائی ہزار فیٹ بلند ہے حیدرآباد کنٹنجنٹ کے سواروں کا رسالہ یہاں رہتا ہے۔بذریعہ جی۔آئی۔پی ریلوے پارسی روڈ کو جاتے ہیں جو وادی جنکشن سے ۲۰۹ میل کی مسافت پر ہے یہاں سے بارسی کی ہلکی ریلوے پر دو گھنٹوں میں بیس میل راستہ قطع کرکے چھکڑوں اور تانگوں کے ذریعے سے ۸۰ میل سڑک طے کرکے مومن آباد پہونچتے ہیں یہ عمدہ آموں کے لئے مشہور ہے۔ریلوے سٹیشن سے مومن آباد تک اثناءراہ میں کوئی بنگلہ یا آرام گاہ موجود نہیں۔مومن آباد جس کا پرانا نام امباجوگی ہے نہایت قدیمی قصبہ ہے بارسی سٹیشن پر درخواست کرنے سے تانگے اور چھکڑے ملسکتے ہیں یہ سٹیشن بالاگھاٹ کی سطح ہموار پر واقع ہے۔

مونگھیر:۔ یہ سول سٹیشن اور ضلع ہے۔مونگھیر دریائے گنگا کے داہنے کنارے پر دُور تک پھیلا ہوا ہے۔اور خوشن ہوا مقام ہے چونکہ یہاں کی

آب وہوا صحت بخش ہے اس لئے یہاں اکثر یوروپین سکونت پذیر ہیں میر قاسم ناظم بنگال بہار واڑیسہ نے اودھ میں پناہ گزین ہونے سے پہلے یہیں لشکر انگریزی کا مقابلہ کیا تھا قلعہ ایک چٹان پر بنا ہوا ہے۔ کا مراسٹیشن (ضلع مونگیر) کے شمال میں ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ریلوے لاین کے قریب سنگ سرخ کا ایک پہاڑ ہے۔ جس کے گرد ادرین نامی گاؤں بسا ہوا ہے ریلوے سٹیشن مونگیر سے تین میل کے فاصلہ پر سیتا کنڈ۔ (گرم پانی کا چشمہ ہے) ہے جہاں ہندو بکثرت نہانے کے لئے آتے ہیں۔ جمال پور کے متصل ریلوے سرنگ ہے یہی ایک سرنگ ہے جس میں سے ایسٹ انڈین ریلوے گذرتی ہے۔

موہپانی کی کانہائے کوئلہ:۔ بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے گاڈرواڑہ جنکشن وہاں سے بذریعہ ٹرین بارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے چھوٹا شکار مثلاً مرغابیاں۔ ہرن۔ وغیرہ یہاں افراط سے ہے۔ ریلوے لائین زیادہ تر کوئلہ کی باربرداری کے لئے بنائی گئی ہے۔ ان کانوں سے جو کوئلہ نکلتا ہے وہ بمبئی کو بھیجا جاتا ہے۔

مہابلیشور:۔ گورنمنٹ بمبئی کا تابستانی صدر مقام ہے واتھر سٹیشن سے بفاصلہ ۴۰ میل مغربی گھاٹ پر واقع ہے۔ واتھر سٹیشن پونا سے ۵۰ میل کی مسافت پر ہے بمبئی کی فیشن ایبل (وضعدار) پارٹی بھی گرمیوں میں اور موسم برسات کے بعد اس صحت فزا مقام میں آتی ہے مہابلیشور سطح سمندر سے ساڑھے چار ہزار فیٹ بلند ہے۔ بمبئی اور پونا کے مریض آسانی سے یہاں پہونچ سکتے ہیں۔ اور پہاڑ پر گاڑی پر ہوا خوری کرنے کے لئے ہموار سڑکیں بنی ہوئی ہیں۔ پانی یہاں افراط سے ہے خوشنما نظارہ اور سمندر کی ٹھنڈی ہوا سے دل و دماغ کو فرحت حاصل ہوتی ہے سرجان ملکم نے ۱۸۲۸ء میں راجہ ستارا سے ایک قطعہ ملک کے معاوضہ میں یہ کوہی مقام لیکر آباد کروایا تھا۔ غیر معمولی بلندی کیوجہ سے مہابلیشور کی آب وہوا اسے رقیب صحت گاہ بہتر پر ترجیح اور فوقیت دیتی ہے۔ گورنمنٹ بمبئی کے سوا بلکہ بمبئی فوج کا بھی یہ گرمائی صدر مقام ہے۔ جنوب مغربی برسات کے زمانہ کے سوا مہابلیشور کا نظارہ دیگر تمام اوقات میں نہایت نظر فریب ہوتا ہے اس کی

ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر سمت گاڑی کی آمد و رفت کے لئے سڑکیں بنی ہوئی ہیں اول درجہ کی صحت گاہ کے لئے جن امور مثلاً گرجا۔ کلب۔ لائبریری۔ ہوٹل قبرستان تار۔ ڈاکخانہ وغیرہ کی ضرورت ہے۔ وہ سب یہاں موجود ہیں علے العموم ہر قسم کی چیز یہاں میسر آسکتی ہے۔ فرائر ہال ایک عمدہ ریڈنگ روم اور لائبریری رکھتا ہے واٹھر سٹیشن سے گاڑیاں ملسکتی ہیں۔ اور سٹیشن مذکور سے مہابلیشور پہونچنے میں پانچ گھنٹے لگتے ہیں جو سیاح موسم گرما میں بمبئی یا پونا میں۔ انہیں مہابلیشور کی ضرور سیر کرنی چاہیئے۔

مہو:۔ بذریعہ جی۔ آئی۔ پی ریلوے کھنڈوہ وہاں سے ہلکر دنیمچہ سٹیٹ ریلوے یا بی۔ بی۔ وسی۔ آئی ریلوں میں سے کسی ایک کے توسط سے براہ رتلام مندرجہ عنوان مقام میں پہونچ سکتے ہیں جو ایک بڑا وسیع فوجی اسٹیشن ہے پردیسی دیورپین سپاہ معاہدہ مندا سور ۱۸۱۸ء کے بموجب یہاں مقیم ہے۔ نو سطح سمندر سے ۱۹ سو فیٹ بلند ہے صحت بخش آب وہوا ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اُس پاس کے اضلاع سے بلند مقام پر ہے فوجی وقعت کے سوا اور کسی قسم کی دلچسپی نہیں رکھتا۔

مہوبا:۔ یہ مانکپور سے ۹۶ میل کے فاصلہ پر آئی۔ ایم۔ ریلوے پر انجن تبدیل کرنیکا سٹیشن ہے۔ مہوبا کی وجہ تسمیہ ہے کہ اس کے بانی چندرا کرپا نے ۱۸۰۰ء میں اپنی والدہ کو گنا مسے پاک کرنے کے لئے ایک بہت بڑی مہوستا وایسنے قربانی کی تہی۔ تجارت کے لحاظ سے یہ عمدہ ہوا کہ پر ہے جدید قصبہ میں ایک ڈاک بنگلہ مسافروں کی قیام گاہ موجود ہے۔

میل پالی:۔ ارکوٹ سٹیشن سے بفاصلہ ۴ ۔ اور مدراس سے ۱۰۵ میل مدراس ریلوے پر بسا ہوا ہے۔ کرایہ ۶ ۔ سوا تین۔ اور ایکروپیہ دریائے پولار کا پل دنیا کے بڑے بڑے پلوں میں سے ہے ساتہاکڈی جو نارنگیاں کے لئے مشہور ہے میل پالی سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔

میانمیر:۔ لاہور سے بذریعہ ریل تین اور براہ سڑک پانچ میل کے فاصلہ پر فوجی چھاؤنی ہے۔ مغربی میانمیر دوسری برانچ لائن پر براہ سندہ بلوچستان واقع ہے ان دونوں کے علیحدہ علیحدہ سٹیشن ہیں۔ اول الذکر شرقی میانمیر کہلاتا ہے۔

لاہور و دہلی کے راستہ پر ہے۔ میانمیر شرقی کے شمال مغرب میں تین میل کی مسافت پر میانمیر کی درگاہ ہے۔ جس کے نام پر یہ چھاؤنی مشہور ہے درگاہ موصوف کی خوبصورت عمارت سنگ مرمر اور آگرہ کے سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے۔ اس کے صحن میں ایک مسجد ہے گو میانمیر لاہور کے ضلع میں واقع ہے مگر میونسپل حدود میں داخل نہیں۔

میاورام:۔ ایس۔ آئی ریلوے کا اسٹیشن جو شہر سے تین میل کی مسافت پر ہے لیکن پبلک بنگلہ سٹیشن سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں شیوا ور دشنو کے مندر ہیں اشنان کا میلہ ہر سال ماہ نومبر میں ہوا کرتا ہے۔ اور بیس ہزار بنانیوالوں کی بھیڑ بھاڑ ہوتی ہے۔ جو بذریعہ ریل پہونچتے ہیں۔ منصف کچہری موجود ہے۔ ہر دوشنبہ و پنجشنبہ کو چھوٹا سا میلہ لگا کرتا ہے۔ کارناڈا کا گاؤں جو ایک میل کے فاصلہ پر ہے زنانہ کپڑے کی ساخت کے لئے مشہور ہے۔

میتھران:۔ اس پہاڑ تک جو سڑک جاتی ہے گو وہ اسقدر فراخ ہے کہ دو ٹٹو پہلو بہ پہلو گذر سکتے ہیں۔ مگر گاڑیوں اور چھکڑوں کے لئے موزوں نہیں یہ سڑک سٹیشن سے بہ سمت جنوب ایک میل تک ٹیرال میں سے ہوتی ہوئی۔ پہاڑ کی بنیاد تک چلی گئی ہے دوسرے میل کی راہ بعض مقامات سے پہاڑ کو کاٹ کر راستہ بنایا گیا ہے اور ساڑھے پانچسو فیٹ بلند ہے۔ تیسرے میل کا راستہ پانچسو فیٹ اور بلند ہے۔ یعنی سڑک سطح مرتفع کو چھوڑ کر ایک خشک پہاڑ کے اوپر سے جاتی ہے۔ جس کے اطراف میں مرجھائی ہوئی گھاس بے برگ درخت دیکھے جاتے ہیں۔ چوتھے میل کے قریب سڑک جنگلات ٹیرال کے سایہ دار حصہ میں داخل ہوتی ہے۔ جس میں سرسبز درختوں کے علاوہ بعض بے برگ درخت بھی ہیں یہاں کی بلندی ۱۵۲۵ فیٹ ہے۔ پانچویں میل کا انجام دو ہزار فیٹ کی بلندی پر ہوتا ہے۔ پہاڑ کی چوٹی پانچہزار ایکڑ یا تقریباً آٹھ مربع میل ہے جس سطح مرتفع پر گرجا ہے وہاں ساکنین کے مکانات ایک دوسرے کے آس پاس بنے ہوئے ہیں پہاڑ کا شمالی حصہ نسبتاً کم اور منتشر آبادی رکھتا ہے گرنوال اور مینو کے ہوٹل پر آسرے اور آرام دہ ہیں۔

عمارات سپرنٹنڈنٹ کی کوٹھی کسیقدر شمالی میں گرجا پہاڑ کے بلند ترین اور زیادہ تر وسطی حصہ میں تعمیر کیا گیا ہے ۱۸۵۸ء میں اسکا بنیادی پتھر رکھا گیا تھا

سرکاری امداد اور پرائیویٹ چندے سے ۱۸۶۱ء میں ۲۶۲۶۰ روپیہ کے خرچ سے درجہ تکمیل کو پہونچا اس گرجے میں ۱۳۰ آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہے۔ اس کی رنگین کھڑکیاں جو مسٹر میکائیل سکاٹ کی عطا کی ہوئی ہیں نہایت نفیس ہیں۔ دفتر سپرنٹنڈنٹ کے قریب کیتھولک گرجا ہے۔ جس میں نوسے آدمی بیٹھ سکتے ہیں راستے کے بائیں طرف پتھر کی ایک خوشنما مسجد بنی ہوئی ہے۔ اسی سمت ایک مندر بھی ہے جسمیں ہنومان کا بت ہے۔ دفتر سپرنٹنڈنٹ کے متصل ایک چھوٹا سا کتب خانہ ہے جسمیں پانچسو کتابوں کی جلدوں کے علاوہ بمبئی کے روزانہ پرچے اور دیگر کئی ایک انگریزی اخبارات بھی آتے ہیں۔ اس کے چندے کی شرح حسب ذیل ہے۔ فی ہفتہ دو روپئے پندرہ روز تین روپیہ فی ماہ پانچ روپیہ اور سالانہ دس روپیہ جمخانہ نشیبی سطح میں ہے اور ٹینس اور دیگر انگریزی کھیل کود کے لئے موزوں مقامات ہیں اس کے چندہ کی شرح اور قواعد سپرنٹنڈنٹ سے معلوم کئے جا سکتے ہیں)۔ دفتر سپرنٹنڈنٹ اور تار گھر بڑی سڑک پر کلیہ نڈن ہوٹل کے متصل ایک ہی عمارت میں ہیں۔

پالکیوں۔ تانگوں اور ٹٹوؤں کے ذریعہ سے لوگ سیر و سیاحت کرتے ہیں پہاڑ کی چوٹی کے میدان میں چھ کہار ایک پالکی کے اٹھانے کے لئے کافی ہیں لیکن پہاڑ پر چڑھنے یا اترنے کے لئے دس سے دگنے کہاروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس اتار چڑھاؤ کا کرایہ آٹھ روپیہ روپئے ہے۔ اور قلعہ پر فی سیر ڈیڑھ سے تین روپیہ تک ہائی کا کرایہ لگتا ہے ٹٹو کا کرایہ پہاڑ پر چڑھنے یا اترنے یا قلعہ کوہ پر سیر کرنے کے لئے دو روپیہ یومیہ لگتا ہے۔ نوکر کا کرایہ سوا روپیہ لیا جاتا ہے۔

مشرقی پہلو:۔ ہیٹو ہوٹل سے قلعہ کوہ کے بڑے بڑے حصے تین دنوں میں دیکھے جا سکتے ہیں سب سے پہلے مشرقی سلسلہ کوہ کی سیر کرنی چاہئے جو پنورا ما۔ گرباٹ اور گورنر کی پہاڑیوں پر مشتمل ہے یہ ایک دوسرے سے تقریباً دو دو میل کے فاصلہ پر واقع ہیں۔ کل مسافت جو انکی دیکھنے کے لئے سواری پر طے کرنی پڑیگی وہ ساڑھے نو میل ہے۔ اس سمت کی سیر کے لئے علے الصباح روانہ ہو جانا چاہیئے۔

گول چوک:۔ دوسری صبح کو چوک کی مشرق میں الگزینڈر پائنٹ اسکے جنوب میں ڈینچم پائنٹ اور چوک کے مغرب میں جہل فلز اور وادی پشر نامہ

کے دیکھنے کے لئے روانہ ہوں جنوب مشرق میں بفاصلہ نصف میل الگزینڈر پائنٹ اور سڑک سے نصف میل کے فاصلہ پر رام باغ ۔ جنوب میں بہ مسافت ایک میل چھوٹا چوک ہے اس کے قرب وجوار میں نصف یا ایک میل یا کم وبیش فاصلہ پر ایک درخت رکھنے والا پہاڑ صحت گاہ ۔ پشر ناتھ کا مندر ۔ وادی پشر ناتھ جھیل چار لوٹی کلیر مڈن ہوٹل وغیرہ واقع ہیں ۔ ان کے دیکھنے کے لئے پانچ میل کا چکر کاٹنا پڑتا ہے ڈیچر پائنٹ کے ملاحظہ کے لئے تھوڑے روز تک پیدل جانا پڑتا ہے ۔

مغربی وشمالی حصے :۔ روز سویم دوپہر کے بعد مغربی اور شمال مغربی حصص کی سیر کو جائیں اور آپ کو ۔ توشہ ہارٹ وغیرہ چوٹیوں کو معائنہ کریں ۔

میٹوپالیام :۔ مدراس ریلوے پر پوڈانور سے ۲۶ میل کے فاصلہ پر ہے نیلگری جانے والوں کے لئے یہ ریلوے لائن کا انتہائی مقام ہے ۔ سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم موجود ہے قصبہ میں ایک ہوٹل ہے ۔ کونور ۔ ویلنگٹن اور اوٹکمانڈ تک تانگے جاتے ہیں جو مسافر اوٹکمانڈ سے بھی آگے جانا چاہتے ہوں انہیں تانگے کا خاص طور پر انتظام کرنا چاہیئے ۔ گھاٹ تک پانچ روز آگے کونور تک ۱۶ میل کی مسافت ہے ۔ گھوڑے یا تانگے پر یہ تمام راستہ تین چار گھنٹے میں قطع ہو سکتا ہے ۔ ویلنگٹن کونور سے تین میل کے فاصلہ پر ہے اور اوٹکمانڈ اس سے بھی آٹھ میل آگے ہے ۔ غرضیکہ میٹوپالیام سے اوٹکمانڈ تک ۲۰ میل کا راستہ ہے جو پانچ چھ گھنٹے میں طے ہو جاتا ہے جو مسافر میل ٹرین میں صبح کے ۹ بجکر چالیس منٹ پر میٹوپالیام سٹیشن پر اتر کر اوٹکمانڈ روانہ ہوں وہ شام ہونے سے پہلے منزل مقصود پر پہونچ جائیں گے ۔ اوٹکمانڈ اور کونور تک فی سواری تانگے کا کرایہ ۱۸ ۔ اور چودہ روپیہ ہے کونور تک ایک تنگ پٹری کی ریلوے لائن بن رہی ہے جو عنقریب درجہ تکمیل کو پہونچ جائیگی سٹیشن کی متصل سپاہ کے لئے آرام گاہ بھی بنی ہوئی ہے ۔

میراج :۔ پونا سے بیلگاؤں جاتے ہوئے ایس ۔ ایم ۔ ریلوے پر پونا سے ایکسو ساٹھ میل کے فاصلہ پر ایک دیسی ریاست ہے جو جنوبی مرہٹہ ملک کے اندر میں ہے ۔ قصبہ دریائے کرشنا کے متصل آباد ہے والی ریاست بھی یہیں رہتا ہے ۔ باجرہ ۔ گیہوں ۔ روئی ۔ اور چنے یہاں کی خاص پیداوار ہیں ۔ میراج کا سٹیشن

کولھاپور سٹیٹ ریلوے کا جنکشن ہے دھرمسالہ و ہوٹل کے علاوہ سٹیشن پر ریفریشمنٹ وڈئننگ رومز بھی موجود ہیں۔ میراج کی ہوا خشک ہے۔ اور مارچ سے مئی تک ناقابل برداشت گرمی پڑتی ہے۔ روئی دبانے کی بھی کئی کلیں جاری ہیں۔

میرگنج:۔ سنگ مرمر کی چٹانوں (ماربل روک) کا سٹیشن ہے۔ بذریعہ جی۔ آئی۔ پی جبلپور کا دوسرا سٹیشن بفاصلہ ۱۱ میل ہے۔ یہاں دو ڈاک بنگلے نہایت موزوں مقامات پر واقع ہیں جہاں سے دریا کا بخوبی نظارہ ہو سکتا ہے۔ سیاحوں کی بحری تفریح و سیر کے لئے متعدد سرکاری کشتیاں موجود رہتی ہیں۔ ان کشتیوں کے ذریعہ سے چٹانوں میں سے ہو کر آبشار تک جا سکتے ہیں گرد و نواح میں مچھلیاں اور دیگر اقسام کا شکار بکثرت ملتا ہے۔

میسور:۔ مدراس سے ۳۰۴ میل دور اور ۱۹ گھنٹے کا راستہ ہے۔ کرایہ ۱۹-۱۰-۹ اور تین روپیہ ہے۔ یہ ریاست میسور کا پرانا دارالحکومت اور مہاراج کے رہنے کی جگہ ہے۔ شہر مذکور کوہ چمون (جو ساڑھے تین ہزار فیٹ بلند ہے) کے نیچے نہایت خوبصورتی سے بسا ہوا ہے خاص شہر باستثناء قلعہ کوئی عالیشان عمارت یا انجینئری کا قابل قدر نمونہ نہیں رکھتا۔ بہرکیف اس کے بازار خوشنما فراخ اور سایہ دار ہیں۔ جن میں دو دو اور تین تین منزل کے مکانات بھی بنے ہوئے ہیں۔ قلعہ میسور کے گرد فصیل کے علاوہ خندق بھی کھدی ہوئی ہے اور جا بجا برج بنے ہوئے ہیں مگر اسکا خاکہ و نقشہ موزوں نہیں اور نہ یہ اعلیٰ درجہ کا نظارہ پیش کرتا ہے۔ مہاراجہ کا محل جو اب جل گیا ہے ایک باغ کے وسط میں بنا ہوا تھا۔ اس باغ کے ایک حصہ میں پھولوں کے پودے اور بقیہ میں میوہ جات کے درخت ہیں۔ محل مذکور سنہ ء میں ہند و نمونہ پر تعمیر کیا گیا تھا۔ اس کے چھوٹے چھوٹے بالا خانے نُحر دلی چتیں اور گلٹ شدہ کنگرے نہایت خوبصورت تھے۔ یہاں کا خاص تہوار دسہرہ کا ہے جو اکتوبر میں ہوا کرتا ہے۔ چند نمو پہاڑ کی چوٹی پر شیو کی بیل (نندی) کا ایک عظیم الشان ٹھوس پتھر کا بت تراشا ہوا ہے جو ۱۶ فیٹ بلند ہے۔ میسور میں ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ یہاں سے سرنگا پٹم تک ریلوے لائین کے علاوہ سڑک بھی بنی ہوئی ہے۔

میمن سنگھ:۔ ویسٹرن بنگال سٹیٹ ریلوے پر ڈھاکہ سے سوا چار گھنٹے میں

پہونچ سکتے ہیں کرایہ ۲/۴ اور ایکہ دو پیہ ہے یہاں ایک ڈاک بنگلہ موجود ہے۔

میٹو: (ریما) منڈالے کے مشرق میں چند میل کے فاصلہ پر بسا ہوا ہے جو شمالی برہما کا مسلمہ صحت گاہ ہے گھوڑیکی سواری سے پہاڑکی سواری سے پہاڑ کی چوٹی پر پہونچ سکتے ہیں گرد و نواح کا منظر نہایت خوشنما ہے یہاں ڈاک بنگلہ اور سول کلب بھی قایم ہے۔

میرٹھ: اسی نام کی ایک کمشنری کا ضلع ہے جو صاحب لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ کے ماتحت ہے شمال کیطرف سے یہ ضلع مظفرنگر جنوب کیطرف سے بلند شہر مشرق کیطرف سے گنگا اور مغرب کیطرف سے جمنا سے محدود ہے رقبہ ۲۳۷۹ مربع میل اور آبادی (۱۱۸۶۴۲) ہے شہر میرٹھ قریبًا ضلع کے وسط میں شرقًا گنگا سے ۲۵ میل اور غربًا جمنا سے ۳۰ میل پر واقع ہے شہر سے تین میل مشرق رویہ کالی ندی بہتی ہے شہر کی آبادی (۷۸۶۹۲) ہے ۱۸۵۷ء کے غدر میں یہیں سے ہی پہلے پہل شورش برپا ہوئی تھی اس ضلع میں چھ تحصیلیں ہیں۔ میرٹھ غازی آباد۔ موانہ بھگنا سے۔ سردہنہ۔ ہاپوڑ۔ شہر اور گڈھ مکتیسر میں ڈاک بنگلہ اور کئی ہوٹل ہیں میرٹھ میں بہت بڑی چھاؤنی ہے اور رونق کی۔ لنڈھور دیرہ۔ اور دہلی کی چھاؤنیوں کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ دو باٹریاں ہارس آرٹلری اور دو باٹریاں فیلڈ آرٹلری ایک رجمنٹ یوروپین سوار اور ایک رجمنٹ یوروپین پیدل ایک رجمنٹ دیسی رسالہ اور ایک دیسی پیادہ یہاں رہتے ہیں۔ میرٹھ میں دو ریلوے سٹیشن ہیں ایک شہر اور چھاؤنی میں جن کے مابین تین میل کا فاصلہ ہے یہاں ہر سال نوچندی کا بڑا مشہور بارونق میلہ ۸ روز تک ہوتا ہے جسپر گھوڑوں بیلوں اور دیگر سامان زراعت وتجارت کی نمائش ہوتی ہے اور انعام ملتے ہیں یہاں کی ٹھنڈی سڑک بہت پُرفضا ہے۔ شہر میں سب سے بڑے رئیس اور کمسریٹ کے ٹھیکہ دار خان بہادر حافظ عبدالکریم سی آئی۔ ای ہیں۔ کئی دیسی مکاتب میں علوم عربی کی پوری تعلیم ہوتی ہے خیرنگر دروازہ میں ایک محمدن ایسوسی ایشن قایم ہے ٹاون ہال میں لایل لائبریری اور ریڈنگ روم بہت عمدہ ہے۔ میرٹھ شہر میں حضرت شیخ پیر عرف شاہ پیر صاحب کا مقبرہ بھی قابل دید ہے جو سنگ سرخ میں سنگتراشی کی پچی کاری سے دل فریب خوش وضع بنا ہوا اور آثار سلف کا ایک عمدہ نمونہ ہے اس مقبرہ کو جہانگیر بادشاہ نے اسوجہ سے کہ وہ شاہ پیر صاحب کے بہت معتقد تھے بنوایا اور اس کے اخراجات کے لئے ایک گاؤں وقف کردیا جس سے ہر سال ماہ رمضان المبارک کی دس تاریخ تک عرس ہوتا ہے۔

ن

نابھہ: پنجاب کی ایک سکھہ ریاست کا دارالحکومت ہے رقبہ ۹۳۶

مربع میل آبادی ۲۵۲،۵۶۹ ہے۔اس ریاست کی ڈاک کا ٹکٹ جدا ہے یہاں کی خاص پیداوار نیشکر۔روئی۔اور تمباکو ہے۔

ناسک:۔بذریعہ جی آئی پی ریلوے بمبئی سے ناسک روڈ سٹیشن ۱۱۷ میل کے فاصلہ پر ہے سٹیشن مذکور سے شمال مغرب ناسک پانچ چھ میل کی مسافت رکھتا ہے یہاں ایک عمدہ ڈاک بنگلہ ہے۔اور سڑکیں اچھی حالت میں ہیں۔ریلوے سٹیشن کے مابین مسافروں اور اسباب کے لانے لیجانے کے لئے ایک ٹریموے جاری کی گئی ہے۔دریائے گوداوری کا پل نہایت خوشنما ہے سٹیشن پر تانگے ملسکتے ہیں جنکا کرایہ اڑھائی روپیہ یومیہ ہے۔ناسک مغربی ہند کا بنارس ہے اور دریائے گوداوری پر بسا ہوا ہے۔پیچ در پیچ اور خمدار بازاروں سے دریائے گوداوری کے پایاب ساحلوں کو راستہ جاتا ہے جہاں نہانے دہونے اور پانی لانے کے لئے نصف میل طویل گھاٹ بنے ہوئے ہیں۔تمام شہر کے لوگوں کا ہجوم یہاں ہوتا ہے اور انبوہ خلایق سے ہر روز میلہ سا لگا رہتا ہے۔دریا کے کنارے بہت سے مندر بنے ہوئے ہیں۔شمال کے کنارے پر بھی ایک بازار لگتا ہے۔صبح کیوقت دریا کے کنارے کا یہ نظارہ نہایت دلچسپ ہوتا ہے کہ کوئی نہا رہا ہے۔کوئی کپڑے اور برتن دھو رہا ہے۔کوئی گھر لیجانے کے لئے پانی بھر رہا ہے۔بعض پوجا پاٹ کے لئے مندروں کو جارہے ہیں۔شمالی ساحل اور پنچاوٹی کے نواح میں بڑا مندر رام کا ہے۔راماین کی تحریر کے مطابق رامانے چندرجی کا زمانہ یہاں بسر کیا تھا۔ان کی سواری کی گاڑی ابتک معتقدین کی زیارت گاہ ہے۔ناسک کی آبادی ۴۴ ہزار ہے جس میں سے دس ہزار برہمن ہیں۔دیولالی کا کیمپ یہاں یوروپین سپاہ ہندوستان کو آتی یا انگلستان کو مراجعت کرتی ہوئی ٹھیرتی ہے۔شہر کے جنوب میں آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ناسک میں دیسی عیسائیوں کی ایک نوآبادی ہے جس میں ایک مدرسہ جاری ہے۔ناسک میں کلکٹر رہتا ہے ناسک روڈ سٹیشن کے متصل ایک صحت گاہ ہے جہاں انگریزوں۔پارسیوں اور ہندوؤں کے رہنے کے لئے علیحدہ علیحدہ بنگلے بنے ہوئے ہیں بنگلے مذکور جن کی تعداد دس ہے گیارہ ایکڑ زمین کے احاطہ کے اندر واقع ہیں۔جس قدر زمین بنگلوں سے باہر ہے اس میں درخت اور پودے لگائے گئے

ہیں۔یہاں تبدیل آب وہوا اور حصول صحت کے لئے آنیوالوں سے کسی قسم کا کرایہ نہیں لیا جاتا۔البتہ حلال خور اور ماشکی کی تنخواہ ادا کرنے کے واسطے خفیف سی رقم لی جاتی ہے۔

ناگپور:۔ ضلع ناگپور کی آبادی ۱۰۷۶۱۶۳۔خاص شہر ناگپور کی آبادی ۱۰۱۰۰۰ متنفسوں کی ہے۔شہر کے وسط میں سیتا بوری نامی پہاڑ ہے۔گرد و نواح میں دو عمدہ تالاب ہیں جو امبا گیہری اور تیلانگ کھیری کہلاتے ہیں۔ان کے علاوہ جواہر باغ تلسی باغ بھی دیکھنے کے قابل ہے۔شام کیوقت ان مقامات کی سیر نہایت فرحت انگیز ہوتی ہے۔یہ جی آئی پی۔اور بنگال ناگپور ریلوے کا جنکشن ہے۔اور بمبئی سے ۵۲۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے کرایہ ۳۲½ - ۱۰ - اور ۷ روپیہ ہے۔

نداماننگالام:۔ بذریعہ ایس۔آئی۔ریلوے تانجور سے ۱۹ میل کے فاصلہ پر ہے متصل قصبہ "کرائیر کاسر" دیکھنے کے قابل ہے تین دریاؤں کا پانی اس سے جو انجیری کا عجیب نمونہ سے نکلتا ہے۔ڈاکخانہ موجود ہے۔

نراین گنج:۔ ایسٹرن بنگال سٹیٹ ریلوے پر ڈھاکہ سے بفاصلہ دس میل آبادی ہے۔اور پورن گھنڈ کا ریل کا راستہ ہے یہاں سے ہر روز منیجور گنج (ضلع سلہٹ) کو سٹیمر جاتا ہے۔موسم برسات میں براہ راست چھاتک سٹیمر کے ذریعہ سے آمد و رفت کا راستہ کھل جاتا ہے چھاتک سے منی پور ۱۰۰ میل کی مسافت پر ہے نراین گنج کے گرد و نواح میں متعدد قلعہ جات ہیں۔قدم رسول کے نام سے مسلمانوں کی ایک متبرک زیارت گاہ یہاں بنی ہوئی ہے منصفی پولیس چوکی۔اور ڈاکخانہ نراین گنج میں موجود ہے۔

نرسنگھ پور (سنٹرل پراونسز یعنے ممالک متوسط) بذریعہ جی آئی پی ریلوے جبلپور سے ۵۲۔اور بمبئی سے ۵۶۴ میل کے فاصلہ پر ہے موخرالذکر مقام سے یہاں تک ۲۹/۵ - اور ۱۴ روپیہ ہے۔عدالت ہائے ضلع موجود ہیں۔نرسنگ گڈھ تاریخی مقام ہے اور بکثرت جنگلات رکھتا ہے۔کپتان سلمان نے سب سے پہلے ٹھگوں کا یہیں استیصال کیا تھا۔برٹش گورنمنٹ نے ۱۸۱۸ء میں ناگپور کے ایک بھونسلہ راجہ سے یہ مقام چھینا تھا۔ڈاک بنگلہ موجود ہے اور شکار بافراط پایا جاتا ہے۔

نصیر آباد :- مندرجہ ذیل دو راستے جاتے ہیں (۱) بذریعہ بی بی وسی آئی ریلوے براہ احمد آباد و اجمیر بمبئی سے بفاصلہ ۶۲۰ میل آباد ہے۔ کرایہ ۴۴ اور ۲۲ روپیے (۲) اور بذریعہ بی بی۔ وسی۔ آئی ریلوے براہ رتلام مسافت ۶۵۴ میل واقع ہے۔ کرایہ ۴۶ اور ۲۴ روپیہ ہے۔ یہ ایک خشک مقام میں اجمیر کے مشرق میں بفاصلہ ۱۵ میل لمبا ہوا ہے۔ سٹیشن سے ایک میل کے فاصلہ پر ڈاک بنگلہ ہے۔ نصیر آباد فوجی چھاؤنی ہے جہاں ایک میدانی توپخانہ۔ برٹش نینٹری کی ایک رجمنٹ بمبئی رسالہ کا ایک سکواڈرن اور بمبئی انفنٹری کی ایک رجمنٹ بماتحتی کرنل یہاں رہتی ہے گرد و نواح میں سور اور چھوٹے حیوانات کا شکار با فراط ہے۔

نندگاؤں :- بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ بمبئی سے ۱۷۸ میل کے فاصلہ پر ہے کرایہ ۱۰-۵ اور دو روپیے بارہ آنے ہے۔ ڈاک بنگلہ کے علاوہ ویٹنگ اور ریفرشمنٹ روم بھی موجود ہے۔

اورنگ آباد اور غار ہائے ایلورہ جانیکا یہ قریب ترین راستہ اور سٹیشن ہے رپ اور ڈون ٹرینوں کی آمد پر ہر روز ساڑھے چھ بجے صبح کے بیل تانگہ اورنگ آباد کو جاتا ہے (دیکھو اورنگ آباد) اورنگ آباد کے راستے پر مندرجہ ڈاک بنگلے موجود ہیں بڑ ودہ (۱۴ میل کے فاصلہ پر) اور دیوگاؤں (۲۰ میل) یہاں سے اورنگ آباد بیس میل کی مسافت رکھتا ہے سولھویں میل کے پتھر سے اور دیوگاؤں سے پانچ میل کے فاصلے سے غار ہائے ایلورہ کو سڑک جاتی ہے

نندیال :- بذریعہ ایس۔ ایم ریلوے کرنول سے ۴۷ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ضلع کرنول کا یہ ایک خوشحال تعلقہ ہے۔ جہاں ایک ڈپٹی کلکٹر رہتا ہے اسکا نام نندی (شیو کی سواری کے بیل کا نام) سے نکلا ہے۔ نندیال میں پہونچنے سے پہلے ٹرین کو جو املائی پہاڑوں میں سے خم کھاتے ہوئے گذرنا پڑتا ہے یہاں شیو کے نو مندر ہیں۔ اہل ہنود اور یوروپین مسافروں کے لئے سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم بنا ہوا ہے آبادی دس ہزار ہے۔

نندی درُوگ :- یہ کوہی مقام بنگلور سے بفاصلہ ۳۶ میل ہے ایک عمدہ سڑک پہاڑ کے نیچے تک جاتی ہے جہاں ایک ڈاک بنگلہ بھی موجود ہے۔ پہاڑی

چوبی کلام مرتفع میدان سطح سمندر سے پانچہزار فیٹ بلند ہے۔آب وہوا نیلگری تیہوار ویز اور بلیز کے مطابق ہے بالائے کوہ مرتفع میدان پر نصف درجن تنگلے بنے ہوئے ہیں۔یہاں کا پرانا قلعہ دیکھنے کے لایق ہے جسنے سلطان ٹیپو کے عہد میں بہت کچھ تاریخی وقعت حاصل کی ہے۔

نور نالہ کا قلعہ:۔سطح سمندر سے ۳۱۶۰ فیٹ بلند اور اکولہ (برار) سے براہ اکوٹ ۴۲ میل کے فاصلہ پر ہے۔مغربی برار کے حکام موسم گرما میں یہاں آتے ہیں اشیائے خوردنی اکوٹ (بفاصلہ ۱۴ میل) یا اکولہ میں ملسکتی ہیں مختلف اقسام کا شکار بکثرت ہے۔

نوشہرہ:۔پشاور کے مشرق میں ۲۷۔اٹک کے مغرب میں ۱۹۔اور ہوتی مردان کے جنوب میں ۱۵ میل کے فاصلہ پر یہ قصبہ دریائے کابل کے داہنے کنارے پر واقع ہے نوشہرہ ایک خوشنما آباد۔اور سرسبز قطعہ ملک ہے۔جہاں بذریعہ جابات اراضی کی آبپاشی ہوتی ہے۔سب ڈویژنل دفاتر کے علاوہ پولیس چوکی۔تار گھر۔ڈاکخانہ۔بازار سرائے۔ڈاک بنگلہ پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھلک گرجے اور مدارس بھی یہاں جاری ہیں آبادی ۸ ہزار ہے۔

نوگانگ:۔(وسط ہند۔بند ہیلکنڈ) یہ ایک فوجی سٹیشن ہے جہاں پندرہ سو یورو پین اور دیسی سپاہ رہتی ہے۔نیز پولیٹکل ایجنٹ کا بھی رہایش رکھتا ہے۔یہاں تمام ضروری سرکاری دفاتر معہ ایک پرلیس کے موجود ہیں۔ہرپالپور (آئی۔ایم ریلوے پر) چھاؤنی سے ۱۶ میل کے فاصلہ پر ہے اور یہ اس پولیٹکل ایجنسی کا قریب ترین راستہ ہے یہ مسافت بذریعہ تانگہ تین گھنٹوں میں قطع ہوسکتی ہے ہرپالپور میں ڈٹنگ اور بفر شنٹ روم موجود ہیں۔

نولا چھیرووو:۔بذریعہ ایس آئی ریلوے دہرا درام جنگشن سے ۸۴ میل کی مسافت پر ہے۔آس پاس کے پہاڑوں میں عمدہ شکار ملسکتا ہے خاص پیداوار چولام۔مٹر اور الی ہے۔

نوواره ایلیا:۔(سیلون) اسے نیور ئیر بھی کہتے ہیں۔نانو دیا تک ریل جاتی ہے۔اس کے آگے گاڑی کے ذریعہ سے چار میل قطع کرکے اس کوہی مقام پر

پہونچتے ہیں۔ کرایہ فی سواری ایک روپیہ یا پوری گاڑی کا جس میں چار آدمی بیٹھ سکتے ہیں پانچ روپیہ لگتا ہے۔ سیلون کی یہ خاص کوہستانی صحت گاہ سطح سمندر سے چھ ہزار فیٹ بلند ہے خوبصورت "نوارہ ایلیا" انگلستان کی آب و ہوا رکھتا ہے اور اس لحاظ سے ہندوستان کے تمام اسیقدر بلند کوہستانوں پر فوقیت رکھتا ہے گھوڑدوڑ کا میدان۔ ہوٹل۔ کلب۔ ڈاکخانہ اور تار کا دفتر ایک دوسرے کے متصل واقع ہیں چندماہ یا سال کے لئے کوٹھیاں کرایہ پر مل سکتی ہیں۔ یہاں ایک جھیل میں ٹروٹ اور دیگر اقسام کی مچھلیاں پائی جاتی ہیں۔ مگر بلا لیسنس کوئی شخص مچھلیاں پکڑنے کا مجاز نہیں خاص سیرگاہیں اور مقامات تفریح یہ ہیں:۔ (۱) جھیل گریگوری نواح بفاصلہ ۱ میل (۲) چاندگے میدان جہاں سے پارک کے میدان جھیل۔ اور سڑک اودا پوسیلاوا کی طرف سے مراجعت کرنی چاہیئے۔ مسافت تقریباً ۸ میل (۳) درہ رامبودہ اور واپسی (۶ میل) یہ ۴۰۰۰ فیٹ سطح سمندر سے اونچا ہے اس کی سیر کا موزوں وقت دوپہر سے بعد ہے (۴) ہک گالا باغ بفاصلہ ۶ میل (۵) کنڈاپولہ ۲½ میل (۶) لیڈی ہارٹن کی سیرگاہ (۷) کوہ پدرو کی چوٹی جو سطح سمندر سے ۸۲۹۵ اور نوروارہ ایلیا سے دو ہزار فیٹ بلند ہے ڈیڑھ سے دو گھنٹے میں اس کی چوٹی پر پہونچ سکتے ہیں (۸) ایک درخت رکھنے والا پہاڑ (۹) آبشار جو بلیک پول برج (پل سیاہ چشمہ) کے قریب ہے آبشار اور وہاں تک کے راستہ کا نظارہ نہایت دلکش ہے جس کی وجہ سے سیاح اسے دوسرا نیوزیلینڈ کہتے ہیں۔

نیگاپٹم:۔ ایس۔ آئی ریلوے پر واقع ہے ۲ سال سے زیادہ عرصہ گذرا ہے کہ یہ جہازیوں سے معمور بندرگاہ اہل ہالنڈ (ڈچ) کے قبضہ میں تھا۔ چنانچہ اس کی شاہراہ ابتک ہالنڈ سٹریٹ کے نام سے موسوم ہے سینٹ پیٹرز کا گرجا جواب انگلستان کا چرچ ہے اور ایک قبرستان اب اہل ہالینڈ کے دور حکومت کے یادگار رہگئے ہیں ایس۔ آئی ریلوے کمپنی کا لوکوموٹو ورکشاپ و فاتر دفاتر کارخانے یہاں قایم ہیں۔ جن میں کئی ہزار دیسی ملازم ہیں۔ ولسلین کالج نامی ایک کالج بھی موجود ہے۔ پینانگ اور سیلون کے مسافر یہیں سے جہاز پر سوار ہوتے ہیں۔ بسمت شمال تین میل کے فاصلہ پر ایک آباد اسلامی بندرگاہ ہے جہاں ایک عظیم الشان مسجد بنی ہوئی ہے اس کے منادر

دور سے نظر آتے ہیں سٹیشن پر خوابگاہ موجود ہے یہاں ڈاکخانہ بھی کھلا ہوا ہے۔

نیلگری:۔مدراس سے نیلگری جانیوالے جنوب مغرب مدراس ریلوے کے ذریعہ میٹاپولیام پہونچتے ہیں بمبئی کے مسافر یا تو مدراس میل ٹرین کے ذریعہ سے رہ نورد ہوتے ہیں اور چند گھنٹے اوکونام جنکشن پر ٹھہرتے ہیں۔یا نئی ریلوے سڑک براہ پونا۔بیلی ہری ہر۔بنگلور اور جالار پٹ جنکشن میٹاپولیام پہونچتے ہیں۔بعض لوگ برٹش انڈیا سیٹمر کو ترجیح دیتے ہیں جو ہفتہ وار کالی کٹ جاتا ہے میٹاپولیام سے اوٹکامنڈ تک بیس روپئے فی سواری کرایہ لگتا ہے۔بھاری اسباب چھکڑوں کے ذریعہ سے بھیجدینا چاہئے۔باربرداری کے لئے چھکڑے پر سات روپئے خرچ آتا ہے۔کونور تک کا سفر ساڑھے تین اور اوٹکامنڈ تک پانچ گھنٹے میں طے ہوتا ہے۔وئلنگٹن کا فوجی سٹیشن کونور سے تین میل کے فاصلہ پر ہے صحت گاہ حزو اور زمینداروں کے رہنے کی بستی ہے جو کوٹاگھری کے نام سے موسوم ہے اور جہاں ایک چھوٹا سا ہوٹل بھی موجود ہے بارہ میل کی مسافت پر ہے اوٹکامنڈ کونور سے بارہ میل دور ہے۔ان دونو مقامات کے مابین عمدہ سڑک بنی ہوئی ہے۔اوٹی جو ایکہزار فیٹ بلند تر ہے۔گردونواح کے کوہستانوں سے نسبتاً زیادہ سرد ہے (دیکھو اوٹکامنڈ)

نیلور:۔ایس۔آئی ریلوے پر ایک ضلع ہے۔ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ وڈسٹرکٹ جج کے علاوہ یہاں سٹیشن کی بھی عدالت ہے سمندر بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔جسے دریائے پنھار نیلور سے پیوستہ کرتا ہے۔انگلش چرچ۔ڈاکخانہ۔جیل اور ہسپتال موجود ہے۔ڈاک بنگلہ اور تارگھر قلعہ میں (جسکا اب صرف بیرونی دروازہ باقی رہگیا ہے) واقع ہیں یہ بہت پرانا شہر ہے۔یوروپین ایک بڑی جھیل کے کنارے پر رہتے ہیں جس کے آگے کوہ نرسنگا کونڈا کی چوٹی پر ایک مندر بنا ہوا ہے۔نیلور میں ایک ہندو مندر کے کھنڈرات میں قیاصرہ روما کے سکہ کی اشرفیوں سے بھرا ہوا ایک ظرف اور دوسری صدی عیسوی کے سکے برآمد ہوئے ہیں۔

نیمچ:۔بمبئی سے بذریعہ بی۔بی۔وسی۔آئی ریلوے ۵۷۷ کے فاصلہ پر ہے سٹیشن وٹنگ روم رکھتا ہے نیز ایک ڈاک بنگلہ بھی موجود ہے نیمچ فوجی چھاؤنی ہے جو دیسی ریاستوں سے گھرا ہوا ہے صرف نیمچ انگریزی مقبوضات سے ہے یہاں سے

چھوٹے سے قلعہ میں فوجی خزانہ اور اناج کے ذخائر ہیں ٹینس اور کرکٹ کا میدان کلب سے متعلق ہے نیچہ کی آب وہوا معتدل اور خوشگوار ہے۔ یہاں سخت گرمی یا شدت کی سردی نہیں پڑتی۔ سخت گرمیوں کے موسم میں بھی راتیں ٹھنڈی ہوتی ہیں یہاں ایک ڈاک خانہ کھلا ہوا ہے۔

نینی:۔ (متصل الہ آباد) بذریعہ ای۔آئی ریلوے بمبئی سے ۸۴۰ میل کے فاصلہ پر اب چھوٹا سا نگر آباد اور بڑا قصبہ ہے جسے دریائے جمنا الہ آباد سے جدا کرتا ہے یہاں سنٹرل جیل ہے۔ کلکتہ کو جانیوالے مسافر براہ الہ آباد جانا اس لئے پسند کرتے ہیں کہ الہ آباد کے سٹیشن پر وہ ناشتہ کر سکتے ہیں۔ علاوہ بریں دریائے جمنا کے پل کے دیکھنے کا بھی موقع ملجاتا ہے جو ۱۶ حصوں پر منقسم ہے جبلپور جنکشن سے ۲۲۴ میل اور ۹ گھنٹے کا راستہ ہے کرایہ ۱۱۔ اور لہ ۱۰ روپئے ہے۔

نینی تال:۔ ضلع کماؤں اضلاع مغربی وشمالی میں پہاڑی سرد مقام ہے لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی وشمالی اور ان صوبجات کے دیگر یوروپین حکام موسم گرما یہاں بسر کرتے ہیں سطح بحر سے ۶۴ سو فیٹ گردونواح کا نظارہ نہایت دلفریب مرقع پیش کرتا ہے۔ پانی گہرے اور عمیق غاروں میں گرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے سبزہ خودرو کا فرش زمردی بچھا ہوا نظر آتا ہے۔

سڑک تانگہ سنہ ۱۸۹۲ء میں مکمل ہوئی تھی جس کے ذریعہ سے اب نینی تال بازار (انجام جھیل) تک پہونچ سکتے ہیں۔ کاٹگودام سے تانگہ کا راستہ ۲۱ میل اور پورے تانگہ کا کرایہ پندرہ روپئے ہے یہ مسافت ۴ گھنٹے میں قطع ہو جاتی ہے۔ نصف راہ پر مسافروں کے لئے آرام گاہ بنی ہوئی ہے۔ نینی تال میں دو ڈاک بنگلہ متعدد ہوٹل اور بورڈنگ ہوس موجود ہیں۔ گورنمنٹ ہوس سے برف پوش پہاڑوں کا سین نہایت نظر فریب ہے۔ بڑی جھیل پانچ پہاڑوں سے محدود ہے جو چینا پیک۔ شیر کا ڈانڈا (چیتے کا پہاڑ) آیا پاٹا۔ دیو پاٹا (دیوتا کا پہاڑ) اور چہیرا نیٹھ کے نام سے موسوم ہیں۔ نینی تال میں متعدد گرجے ہیں جو مختلف ناموں سے موسوم ہیں۔ علاوہ بریں کئی ایک مدارس بھی جاری ہیں۔ شیر وڈ میں لڑکوں کا ہائی سکول اور پارسنڈیل میں زنانہ مدرسہ میتھوڈسٹ ولزلی سکول۔ نینی خانقاہ کا سکول۔ اور آئی۔سی۔ سکول کے سوا متعدد پرائیویٹ مدارس

بھی موجود ہیں جھیل کے انجام پر گندہک کا چشمہ اور ریڈی دفرن ہسپتال ہے جو اکتوبر سنہ ۱۹۰۸ء میں کھولا گیا تھا۔ اسمبلی روم میں کتب خانہ اور کمرے رقص بنا ہوا ہے۔ کاٹھ گودام سے کشید شراب کا کارخانہ ۹ میل اور یہاں سے نینی تال تک ۳ میل کا راستہ یابوؤں پر قطع کیا جاتا ہے یہاں سے تیس میل رانی کھیت اور چونتیس میل المورہ ہے روہیلکھنڈ کماؤں ریلوے بریلی سے کاٹھ گودام تک جاتی ہے آگے چودہ میل پہاڑ پر یکے اور تانگے جاتے ہیں اور یہاں سے ۳ میل آگے گھوڑوں پر نینی تال پہونچتے ہیں۔

و

واتھر:۔ ایس۔ ایم۔ ریلوے پر پونا سے بفاصلہ ۶۰ میل پہونچگنی اور مہابلیشور دونوں مقامات کے جانیکا سٹیشن ہے۔ سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم موجود ہے (دیکھو مہابلیشور و پہنچگنی) ستارا روڈ سے واتھر دس میل کے فاصلہ پر ہے۔

وادھوان:۔ بھاونگر گونڈل۔ جوناگڈھ۔ پوربندر اور موروی ریلوں کا جنکشن ہے اس کی خاص پیداوار روئی ہے سٹیشن پر وٹنگ روم اور اس کے متصل ریفرشمنٹ روم موجود ہے۔ وادھوان میں ایک ڈاک بنگلہ بھی ہے تعلقہ داری سکول جسمیں زمینداروں کے لڑکے پڑھتے ہیں جن کے والدین اپنے لڑکوں کو راجکمار کالج راجکوٹ میں بھیجنے کے خرچ کے متحمل نہیں ہوسکتے اکثر زمیندار بڑے لڑکوں کو راجکمار کالج۔ اور چھوٹوں کو اس سکول میں بغرض تعلیم بھیجتے ہیں۔ وادھوان کا شہر سٹیشن سے تین میل کے فاصلہ پر ایک پتھر کی دیوار سے محیط ہے شہر پناہ اچھی حالت میں ہے رانک دیری کا مندر جو ایک خوبصورت لڑکی تھی اور خونریز لڑائیوں کا باعث ہوئی تھی۔ دیکھنے کے قابل ہے۔ مندر کے شمال میں دیوار شہر کے قریب ستی کا ایک پتھر ہے جسپر ۱۵۱۹ء کندہ ہے۔ لکھو پال دروازہ کے متصل ایک زینہ دار کنواں ہے وسط شہر میں ۷۰ فیٹ بلند چار منزلہ محل ہے۔

وارنگل:۔ عملداری نظام میں وادی گوداوری میں یہ مقام واقع ہے۔ قدیم ہندو سلطنت تلگانہ کا یہ دارالحکومت تھا۔ سولھویں صدی میں سلطنت گولکنڈہ میں ملحق ہونے سے پہلے یہ ہندو اور مسلمان بادشاہوں اور راجاؤں کی

باہمی کثیر التعداد لڑائیوں کا منظر رہ چکا ہے۔یہاں بہت سی تاریخی عمارات کے کھنڈر موجود ہیں جن میں سے ہنمکنڈہ کا مندر ہزار ستون حقیقت سے دلچسپ ہے۔یہ مندر وارنگل کے شمال میں ۱۱۶۳ء میں بنایا گیا تھا۔یہاں کی دریاں اور غدے مشہور عالم ہیں۔آبادی ساڑھے تین ہزار جی۔آئی۔پی۔ریلوے پر وارورا سب سے قریب ترین سٹیشن وارنگل کا ہے۔

وایٹ فیلڈ:۔یوریشین اور انگلو انڈین اشخاص کی ایک نوآبادی ہے جو جنوب بنگلور ہیں دو میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔مشرق میں بفاصلہ چھ میل اوسکوٹہ کا قصبہ ہے جس کے متصل ایک تالاب ہے جسے میسور کا سب سے بڑا تالاب کہہ سکتے ہیں۔جہاں مچھلیوں اور مرغابیوں کا شکار کیا جا سکتا ہے۔ایک ڈاک بنگلہ یہاں موجود ہے۔اوسکوٹہ میں ہر جمعہ کو میلہ ہوا کرتا ہے جس میں بنگلور وغیرہ کے بہت سے لوگ شریک ہوتے ہیں۔

وڑوہا:۔وارورا کے کانہانے کوئلہ کو جانیکا جنکشن (جی۔آئی۔پی ریلوے) ہے کانہانے مذکور اس سے ۵۴ میل کے فاصلہ پر ہیں یہ لوہے اور کوئلہ کی کانوں کا مرکز ہے آبادی ۱۶۱۴۰ شہر ہے قصبہ کے گرد فصیل بنی ہوئی ہے۔قلعہ کے علاوہ گونڈ راجاؤں کی قبریں بھی بنی ہوئی ہیں۔

وریچی پورم:۔اس قصبہ کے جنوب میں تین میل کے فاصلہ پر ایک بڑا مندر ہے۔جس کے درشن کے لئے ایام متبرک میں بہت سے اہل ہنود آتے ہیں۔ یہ مدراس سے ۸۸ میل کے فاصلہ پر ضلع ارکوٹ میں ہے۔

درورا:۔یہ ممالک متوسط میں ناگپور لائین پر واقع ہے۔اور کوئلہ کی کانوں کے لئے مشہور ہے ان کانوں سے تقریباً چار ہزار ٹن کوئلہ نکلتا ہے۔جو ریلوے اور دیگر کارخانوں کے کام آتا ہے (دیکھو واردہا)

وزیاگاپٹم:۔ساحل کارومنڈل کا ایک ضلع و بندرگاہ ہے۔اس کے قریب ہی والٹیر کے مضافات میں جہاں اکثر یوروپین اشخاص رہتے ہیں۔والٹیر ایک مرتفع پر واقع ہے۔کپڑا۔ہاتھی دانت اور سینگ کے زیورات و اشیاء اور چاندی کا کام نہایت نفیس اور عمدہ بنتا ہے۔وزیاگاپٹم اور والٹیر دونو کا منظر دریا سے نہایت دلفریب

نظر آتا ہے۔

وزیر آباد:۔ایک قصبہ ہے جو ریلوے سٹیشن پر واقع ہے اور تحصیل و میونسپلٹی بھی رکھتا ہے لاہور سے ۶۲ میل کے فاصلہ پر ہے آبادی سولہ ہزار۔شاہجہان کے عہد میں وزیر خاں نے یہ قصبہ بسایا تھا قصبہ میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک وسیع اور فراخ بازار ہے جس کو داہنے زاویہ پر چھوٹے چھوٹے بازار قطع کرتے ہیں۔وزیر آباد کے سامنے دریائے چناب پر پل بنا ہوا ہے جو الگزینڈرا ریلوے پل کہلاتا ہے۔اور ہندوستان میں اپنی خاص قسم کی انجینیری کا بہترین نمونہ ہے قصبہ کے متصل ایک بڑا بازار ہے۔دھونکل کے متصل ایک بڑا مذہبی میلہ سالانہ ہوا کرتا ہے لوہے اور فولاد کے چاقو اور خنجر بنانے میں وزیر آباد کے کاریگر پنجاب میں مشہور ہیں تحصیلدار و منصف کی عدالتوں کے علاوہ ڈاک بنگلہ سرائے۔شفاخانہ۔ہائی سکول اور ڈاکخانہ یہاں موجود ہے۔

والا پورم جنکشن:۔ پانڈیچری کو جانے آنیوالے اور نیلو۔گنگل لائن کے مسافر یہاں ٹرین تبدیل کرتے ہیں۔ریفرشمنٹ روم اور ڈاکخانہ موجود ہے۔

ونکاتا گیری:۔ایک چھوٹی سی دیسی ریاست کا صدر ہے جہاں ایک عالیشان محل میں راجہ رہتا ہے۔ڈاک بنگلہ راجہ کا بنایا ہوا ہے اور اسی کی اجازت سے مسافر اس میں قیام کر سکتے ہیں۔ہر سال جون و جولائی کے مہینہ میں یہاں ایک بڑا میلہ ایسولا برہما اتسوام ہوا کرتا ہے ایک گرجا بھی ہے یہاں لیس عمدہ بنتی ہے۔آس پاس کے پہاڑوں پر عمدہ شکار مل سکتا ہے۔

وون ٹی میٹا:۔کودور سے بفاصلہ ۴ میل مدراس ریلوے پر واقع ہے یہاں وشنو کا ایک عظیم الشان مندر بنا ہوا ہے اس مندر کا بت اور آس پاس کا نظارہ خوشنما ہے یہ شہر ایک بڑے تالاب پر جو پہاڑوں سے محیط ہے بسا ہوا ہے سالانہ مذہبی میلے برہما اتسورم پر بکثرت جاتری فراہم ہوتے ہیں مناسب موسم میں اسی تالاب پر مرغابیوں کا شکار کھیلا جا سکتا ہے۔

ویالپاد:۔سٹیشن سے نصف میل کے فاصلہ پر ایک قصبہ ہے جو پکالا دھرماورام جنکشن (ایس۔آئی۔ریلوے) پر واقع ہے۔سٹیشن کے متصل ایک ڈاک بنگلہ ہے

شہر میں دیسیوں کے لئے آرام گاہ موجود ہے۔ سب مجسٹریٹ کی عدالت اور لوکل فنڈ شفاخانہ یہاں قایم ہے۔ ہر چہارشنبہ کو بازار لگتا ہے سالی ۔ ارنڈ کے بیج ۔ چولام یہاں کی خاص پیداوار ہے۔

ویلنگٹن:۔ نیلگری میں ایک کوہستانی مقام ہے جو اوٹکمانڈ سے ۸ ۔ اور کونور سے دو میل کے فاصلہ پر ہے یہ ایک خالص فوجی چھاؤنی ہے بہ نسبت کونور کے یہ کسیقدر گرم ہے مینہ یہاں بہت برستا ہے۔

ویلور:۔ یہ پچپن ہزار کی آبادی رکھتا ہے کہ اور تجارت کے لحاظ سے وقیع شہر ہے پرانے قلعہ میں ایک مندر ہے جس میں دراوی نمونہ کا پتھر کا بت تراشا ہوا ہے گرجا اور سنٹرل جیل موجود ہے۔ ویلور مختلف اقسام کے کپڑوں کی ساخت کیلئے مشہور ہے۔ سرکاری دفاتر کے علاوہ ایک پریس بھی ہے یہ قصبہ بہت سی تاریخی یادگار رکھتا۔ اور ایک چھوٹے غدر کا یہ بھی منظر رہچکا ہے پانڈیچیری اور نیلور کے مابین واقع ہے شہر سٹیشن سے چار میل کے فاصلہ پر ہے۔

ویلیانور:۔ یہاں شیو کا مندر اور تک کیتھولک گرجا ہے۔ اس مندر کے درشن کے لئے سال کے خاص دنوں میں جاتری بکثرت آتے ہیں۔ ولیانور احاطہ مدراس میں پانڈیچری کے متصل واقع ہے۔

ہ

ہاتھرس روڈ:۔ شہر ہاتھرس اور متھرا کا جنکشن سٹیشن ہے یہ دونوں بی بی وسی آئی کے ذریعہ باہم پیوستہ ہیں۔ بمبئی سے ۸۰۵ میل کرایہ ۵۶-۲۸-اور ۹ روپیہ ۔ کلکتہ سے ۷۰۵ میل اور ۲۶ گھنٹوں کا سفر ہے۔ کرایہ ۸۰-۴۰-اور دس روپے ہاتھرس۔ علیگڈھ کے ضلع میں ہے۔ اور علیگڈھ وآگرہ کی سڑک پر اول الذکر سے ۲۱۔ اور موخرالذکر سے ۲۹ میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہ ہمیشہ سے بالائی دوآبہ کی تجارت کا مرکز رہا ہے یہ خوشنما قصبہ روز افزوں ترقی کر رہا ہے اور ایک تاریخی قلعہ کے کھنڈرات بھی رکھتا ہے۔

ہاٹون:۔ (سیلون) کانڈی سے بذریعہ ریل سوا تین گھنٹے اور کلمبو سے

سات گھنٹے کا راستہ ہے یہ سطح سمندر سے چار ہزار تین سو فیٹ کی بلندی پر بسا ہوا ہے یہاں سے کوہ آدمؑ (یا حضرت آدمؑ کی چوٹی) پر جا سکتے ہیں۔ یہاں چائے کی زراعت ہوتی ہے ایک ہوٹل بھی موجود ہے۔

ہاویری:۔ ایس۔ ایم۔ ریلوے پر حبلی جنکشن سے بفاصلہ ۲۶ میل ہے روئی اور دیگر اشیا کی یہاں بہت تجارت ہوتی ہے۔ زیادہ تر الائچی۔ میسور اور کنارا سے یہاں دھونے کے لئے لائی جاتی ہے۔ ہاویری کئی ایک دلچسپ ملبب کنوئیں ہیں عدالت سب جج کے علاوہ سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم بھی موجود ہے۔

ہرپال پور:۔ آئی۔ ایم۔ ریلوے پر مانک پور سے بفاصلہ ۱۹۹ میل واقع ہے متو اور ہرپال پور کے درمیان ایک خوبصورت پل ہے جو تیرہ حصص (ہر ایک سو فیٹ) پر منقسم ہے۔ اس کی کل لمبائی چودہ سو فیٹ ہے۔ پل کے دونوں طرف کا نظارہ نہایت فرحت بخش ہے جہانسی سے جاتے ہوئے بائیں طرف پہاڑوں کی چوٹیاں بھی نظر آتے ہیں۔

ہردہ:۔ بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے بمبئی سے ۴۷۱ میل دور ۱۳ گھنٹے کا راستہ اور ۲۶۔ ۱۳۔ اور چھ روپیہ کرایہ رکھتا ہے۔ کلکتہ سے ۹۳۴ میل اور ۳۰ گھنٹے کا سفر ہے۔ کرایہ ۸۶۔ ۴۳۔ اور بارہ روپئے۔ گو یہاں کا سول سٹیشن چھوٹا ہے۔ مگر تجارت کے لحاظ سے بڑا وقیع مقام ہے شہر سے کسیقدر فاصلہ پر ہر قسم کا شکار ملسکتا ہے۔ ہر سال ماہ جنوری میں ایک عرس ہوا کرتا ہے۔ ڈاک بنگلے کے سوا۔ ڈاکخانہ۔ و دیگر دفاتر یہاں کھلے ہوئے ہیں۔ اسسٹنٹ کمشنر کا ہیڈ کوارٹر ہے۔

ہری ہار:۔ ریاست میسور کا سرحدی قصبہ جو دریائے تنگا بہادرا کے کنارے پر آباد ہے۔ کسی زمانے میں یہاں فوجی چھاؤنی تھی۔ بمبئی سے ۴۳۸ میل کی مسافت اور ۳۴ گھنٹے کا راستہ ہے۔ یہاں ہری ہار کا مشہور مندر ہے جو تیرھویں صدی میں تعمیر کیا گیا تھا۔ سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم موجود ہے۔

ہندوپور:۔ ضلع اننت پور کا تعلقہ ہے۔ جو ایس۔ ایم ریلوے پر گنتاکل جنکشن سے ۱۱۲ میل کا فاصلہ رکھتا ہے یہ سوتی پارچہ۔ اجناس اور دیگر زرعی پیداوار کی تجارت گاہ ہے۔

ہری ہر:۔ دریائے تنگ بھدرا کے کنارے پر میسور کا سرحدی قصبہ ہے یہاں پہلے کسی زمانہ میں فوجی چھاؤنی تھی۔ بمبئی سے ۵۲۴ میل اور ۲۳ گھنٹہ کے راستہ پر ہے کرایہ ۴۳ اور ۱۶½ روپیہ ہے۔ مدراس سے یہ مقام ۴۲۷ میل۔ راستہ ۲۹ گھنٹہ کا کرایہ ۲۶ و ۱۳ روپیہ اس قصبہ میں ہری ہر کا مشہور مندر ۱۳ ویں صدی کا بنا ہوا ہے۔ مسلمانوں کی عہد حکومت میں اس مندر کی چھت پر نماز پڑھی جاتی تھی اس اسٹیشن پر ریفرشمینٹ روم بھی ہے

ہندو پور:۔ ضلع اننت پور میں ایک بہت بڑا قصبہ۔ اور اس ایم ریلوے پر گنتاکل جنکشن سے ۱۱۲ میل ہے۔ بڑا تجارتی مقام ہے۔ غلہ اور کپڑے کی تجارت ہوتی ہے۔

ہنزادہ (برہما):۔ یہ ایک بڑا قصبہ دریائے اراودی کے کنارے پر واقعہ ہے۔ اس کے متعلق کئی دیہات ہیں جس میں وہاں بکثرت ہوتے ہیں یہاں ایک حد تک ریشم کی بھی پیداوار ہے لیکن اس قصبہ کی خاص پیداوار دھان ہی ہے جو رنگون کو بھیجا جاتا ہے۔ ضلع ہنزادہ کے بڑے بڑے گاؤں میں اکثر ڈاک بنگلہ بنے ہوئے ہیں۔ قصبہ کی زمین دھان کی کاشت کے لئے بہت مناسب ہے۔ ہنزادہ میں ایک جیلخانہ بھی ہے۔

ہوبلی:۔ بمبئی سے ۳۵۴ میل سفر ۲۷ گھنٹہ کا۔ کرایہ بالترتیب ۱۸۔۱۴ ۶ روپیہ۔ مدراس سے ۴۴۴ میل۔ راستہ ۴۳ گھنٹہ کا۔ کرایہ ۲۷۔۱۳۔ ۵ روپیہ ایس۔ ایم ریلوے کے دفاتر۔ ورکشاپ ہے۔ اور جنرل اسٹور یہاں پر رہتا ہے۔ ہری ہر برانچ اور میسور اسٹیٹ ریلوے کی جنکشن (جائے اتصال) ہے۔ روئی کی تجارت کا مرکز ہے۔ کچی روئی اور ریشم کے علاوہ پیتل اور تانبے کے برتن۔ غلہ۔ نمک۔ اور دیگر اشیاء کی تجارت بھی بڑے پیمانہ پر ہوتی ہے۔ یہاں پر ڈاک خانہ۔ تار گھر۔ بینک اور شفاخانہ موجود ہے۔ حال میں واٹر ورکس (محکمہ آبرسانی) ریلوے اور میونسپلٹی کے خرچ سے گورنمنٹ نے بنوا دیا ہے۔ ہوبلی اور امر گو کے درمیان آبرسانی کے لئے ایک جھیل بنائی گئی ہے جہاں سے تمام قصبہ

پانی کو پہونچایا جاتا ہے۔ اسٹیشن میں ریفرشمنٹ روم۔ اور طاہی ہوا ڈاک بنگلہ اور ہندو ہوٹل بنا ہوا ہے۔ قصبہ کے اندر ایک دھرم سالہ بھی ہے۔

ہوتگی:۔ فاصلہ از بمبئی بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے ۲۹۲ میل کرایہ ۱۸-۹ روپیہ۔ ایس۔ ایم ریلوے کی۔ ایسٹ دکن سیکشن کا مقام اتصال ہے۔ اسٹیشن میں ریفرشمینٹ اور وٹنگ روم بنے ہوئے ہیں۔

ہوڑا:۔ (دیکھو کلکتہ)۔

ہوسپیٹ:۔ ایس۔ ایم۔ ریلوے پر بلاری سے ۴۰ میل۔ ایک قصبہ و اسٹیشن ہے۔ یہاں پر تحصیلدار۔ سب مجسٹریٹ کی عدالتیں۔ بنگلہ جات۔ اسکول۔ شفاخانہ اور دو بڑے بڑے شاندار مندر ہیں بمبئی سے اس کا فصل ۵۴۲ میل۔ ۴۴ گھنٹہ کا راستہ اور کرایہ ۴۳، ۱۷-۱، اور ۷ روپیہ ہے۔ مدراس سے یہ مقام ۴۴۵ میل راستہ ۲۷ گھنٹہ کا اور کرایہ بالترتیب ۱۱-۱۰-اور ۴ روپیہ ہے۔ ہسپٹ ہیڈ اسسٹنٹ کلکٹر کا صدر مقام ہے۔ اسٹیشن سے ۷ میل پر دریائے ٹانگابھدرا پر شہر ہامپی جو شاہان ذریانگر کا قدیم پایہ تخت تھا۔ برباد پڑا ہوا ہے۔ مارچ۔ اور اپریل میں بڑا بھاری تہوار ہوتا ہے۔ جس میں بڑی دور دور سے جاتری لوگ آتے ہیں اسٹیشن میں ریفرشمینٹ روم اور ہسپیٹ ریلوے اسٹیشن سے ۸ میل کے فاصلہ پر مسافرخانہ ہے جہاں سے شہر ہامپی بہت ہی قریب رہجاتا ہے۔

ہوشنگ آباد:۔ کلکتہ سے ۹۴۹ میل۔ سفر ۳۶ گھنٹہ۔ کرایہ ۴۳-۲۱-۱۲ روپیہ۔ بمبئی سے ۴۷۶ میل سفر ۱۶ گھنٹہ کرایہ ۲۹-۱۴-۷ روپیہ۔ اسٹیشن پر وٹنگ روم (قیام گھر) اور اسٹیشن سے ایک میل پر ڈاک بنگلہ ہے۔ یہ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر کا صدر مقام اور مشن اسٹیشن ہے۔ یہاں پر دریائے نربدا بہتا ہے جس نے ریاست بھوپال اور برٹش مقبوضات کو جدا کر رکھا ہے اس دریا پر اب بھوپال اسٹیٹ ریلوے نے پل تعمیر کر لیا ہے۔ ماہ کاتک مطابق ماہ نومبر نربدا کے کنارے جہاں دریائے نربدا اور بارا توا کا اتصال ہوتا ہے اور جس کے قریب مہادیو کا استھان ہے ہندوؤں کا ہر سال ایک بڑا بھاری میلہ لگتا ہے۔

ہوگلی:- کلکتہ سے ۲۴ میل - کرایہ ۱۲/ - ۶/ - اور ۷ر ہے ہوگلی سے ایک برانچ لائین (شاخ) ایسٹرن بنگال اسٹیٹ ریلوے پر "نیہاٹی" تک چلی گئی ہے جو دریائے ہوگلی کو جوبلی کے پل پر کراس کرتی ہے یہ پل ۱۲۰۰ فٹ لمبا ہے اور اس پر ریل کے گزرنے کے لئے دوہری پٹری بچھی ہوئی ہے - اس پل کا لارڈ ڈفرن نے گولڈن جوبلی پر افتتاح کیا تھا اور اس کے نام کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے - ہوگلی سے ایک میل کے فاصلہ پر موضع باندل - دریا کے کنارے واقع ہے اس میں قبرستان اور عیسائیوں کا گرجا ہے یہ گرجا بنگال میں عیسائیوں کا پرانا گرجا ہے -

ہولالکیری:- مقام ہری ہر سے ۳۴ میل فاصلہ پر ایس ایم ریلوے پر چیتلدرگ کے لئے ایک اسٹیشن اور ضلع کا صدر مقام ہے میسور کے بڑے دلچسپ اور بڑے پہاڑی قلعوں میں سے ایک اس مقام پر بھی ہے - یہاں ہر ہفتہ بازار لگتا ہے -

ہنگولی:- سرحد برار پر حیدرآباد کنٹنجنٹ کا اسٹیشن ہے جو اکولہ سے ۸۰ میل اور باسم سے ۲۸ میل پر واقع ہے - یہاں پر ایک پیدل رجمنٹ ایک توپخانہ اور ایک رسالہ رہتا ہے - اکولہ سے باسم ۵۰ میل بذریعہ سواری ٹانگہ طے کرنے سے ہنگولی ۲۸ میل رہ جاتی ہے - میل گارٹ کا کرایہ مقام اکولہ سے ۱۱ روپیہ میں اسپیشل کے ۴۵ روپیہ اگر موسم صاف ہو تو ۱۲ گھنٹہ کا سفر ہے - دریائے پائیں گنگا پر کماری گاؤں میں ریسٹ ہاؤس (آرام گھر) بنا ہوا ہے - یہ مکان باسم سے ۱۸ میل پر ہے دوسرا مکان - مقام ملہر پر - ہنگولی سے ۸ میل بنا ہوا ہے - مسافر خانہ - گرجا گھر - شفاخانہ ڈاکخانہ - تارگھر بنے ہوئے ہیں - ہنگولی میں وکٹوریہ گارڈن بھی ہے فقط

تمت

نذر جامعہ عثمانیہ

پیسہ اخبار لاہور

جس میں ہر ہفتہ ملک کے تمام ضروری معاملات پر اعلےٰ درجہ کی رائے زنی کیجاتی ہے اور انگریزی عربی ترکی وغیرہ اخبارات کے مضامین ترجمہ ہو کر درج ہوا کرتے ہیں اور جسکو باقی تمام اردو اخبارات سے زیادہ سے زیادہ اور تازہ خبریں بہم پہونچانے کا فخر حاصل ہے ہر ہفتہ دنیا کے کسی مشہور شخص کی تصویر و حالات بھی چھاپے جاتے ہیں بوجہ اپنی نہایت ارزان قیمت اور ہر دلعزیز پالیسی کے ہندوستان بھر کے تمام اردو اخبارات سے زیادہ چھپنے والا ہے قیمت معہ محصول ڈاک فقط اڑھائی روپے (عہ/) پیشگی قیمت کی وصولی پر تین نادر کتابیں ہر ایک خریدار کو مفت ملتی ہیں۔

انتخاب لاجواب

دنیا کے تمام نہایت دلچسپ اخباروں مفید کتابوں اور مجموعوں کا عطر مجموعہ جس میں ہزاروں ایسے قیمتی علمی اور عملی مضامین مع ل بہلاو اور تعلیم کے لئے درج ہوتے ہیں کہ جو اور کسی ذریعہ سے اردو زبان میں مل نہیں سکتے ہندوستان میں کسی زبان میں اس قسم کی کوئی کتاب یا رسالہ نہیں چھپا اردو زبان میں بے نظیر نعمت ہے۔ ناظرین میں کئی قسم کے انعام تقسیم ہوتے ہیں اور مضمون نگاروں کو معاوضہ دیا جاتا ہے ہفتہ وار اشاعت ۲۴ صفحہ کلاں قیمت معہ محصول ڈاک چار روپے (للعہ)

بچوں کا اخبار

انگلستان اور امریکہ میں کم از کم ایک سو اخبار بچوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق شائع ہوتے ہونگے مگر اردو زبان میں تمام ہندوستان میں ایسا ایک اخبار یا رسالہ بھی شائع نہیں ہوتا اس کمی کے پورا کرنے کے لئے بچوں کا اخبار بڑی آب و تاب کے ساتھ کارخانہ پیسہ اخبار سے ۱۹۰۲ء سے جاری ہوا ہے اور اسے ملک کے تمام اخبارات و اہل الرائے لوگوں اور محکمہ تعلیم کے اکثر افسروں نے بچوں کے اخلاق و آداب و تعلیم و تربیت کے لئے نہایت مفید تسلیم کیا ہے کوئی بال بچہ والا گھر اس سے خالی نہ رہے قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک دو روپے چھ آنہ (عہ۶) (ان تینوں کا پتہ) مینیجر پیسہ اخبار لاہور)

۹۱۰۵۰م

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۱۰۵۵م Accession No. 2169

Author محبوب عالم

Title سیاحت نامۂ یورپ

This book should be returned on or before the date last marked below.

۲-۲-۸ / 8101 ۶۱۰۲۵

محبوب عالم

رہنمائے مسافران ہند

۲۱۶۹

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ
۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس تعلیمات، مجلس انتظامی ... کتابیں اپنے پاس رکھ سکیں گے۔
۲۔ اساتذۂ جامعہ عثمانیہ ... رکھ سکیں گے۔
۳۔ طلبائے ... ایم۔ اے، ال ال۔ بی ... اپنے پاس رکھ سکیں گے۔
۴۔ ... کتاب ... واپس لیا جائیگا۔
۵۔ ... کتاب کا لانا لازم ہے۔
۶۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان ...
۷۔ ... قلمی نسخے ... کتابیں
۸۔ جاری نہ کی جا سکیں گی۔ فقط